فاعتبروا یا اولی الابصار

جلد سوم ۱۰۸۰ع

خلافت اندلس

یعنی

ملک اسپین میں عربوں کی ہشت صد سالہ حکومت

تصنیف عالی جناب نواب ذوالقدر جنگ بہادر ایم اے [illegible]

ناظم اول [illegible]

باہتمام محمد قاسم

قاسم پریس حیدرآباد دکن میں رونق طبع پائی

فہرست مضامین خلافت اندلس حصہ سوم

باب اول

بنی حمود علی بن حمود کی تخت نشینی۔ اس کا ظلم۔ خیران کی بغاوت۔ علی کا قتل ہونا۔ القاسم کی تخت نشینی۔ المرتضیٰ اور راوس کا قتل۔ یحییٰ ابن علی کی بغاوت۔ المستظہر کی تخت نشینی اور راوس کا قتل۔ محمد ثالث المستکفی۔ ہشام المعتمد۔ یحییٰ کا قتل۔ ۱ تا ۱۸

باب دوم

خانہ جنگی کا نتیجہ۔ سلطنت اندلس کا چھوٹی چھوٹی ریاستوں مین تقسیم ہوجانا۔ دیگر حالات۔ ۱۹ تا ۳۷

باب سوم

عیسائیون کی ترقی۔ طلیطلہ پر ادفونش چہارم کا قبضہ۔ شانجہ اول کی فتوحات۔ عیسائیون کی ظلم و زیادتی۔ ادفونش کی گستاخانہ درخواستین۔ ادفونش کا اشبیلیہ پر حملہ۔ المعتمد اور یوسف کا اشبیلیہ مین داخل ہونا۔ ادفونش کی تیاریان۔ فوج عرب کا روانہ ہونا۔ ادفونش کی دغابازی۔ عیسائیون کی شکست۔ ادفونش کا انتقال۔ یوسف کا افریقہ واپس ہونا۔ ۳۸ تا ۶۱

باب چہارم

خاندان المرابطین والموحدین و بنی ہود کا یکے بعد دیگرے اندلس پر مسلط ہونا۔ یوسف ابن تاشفین کا دوبارہ اندلس آنا۔ اس کی فتوحات۔ المعتمد اور ادفونش۔ المعتمد کی گرفتاری ۶۲ تا ۱۱۰

عبدالجبار بن المعتمد - یوسف ابن تاشفین کا انتقال - علی کی تخت نشینی - اس کی فتوحات -
اس کا انتقال - تاشفین ابن علی کی تخت نشینی - عیسائیون کی ترقی - ادفونش ثانی -
عبدالمومن کا اندلس مین داخل ہونا - یوسف اول کی تخت نشینی - طایطلہ کا محاصرہ -
یوسف کا انتقال - یعقوب المنصور - عیسائیون کی شکست - محمد الناصر - جنگ العقاب - عربونکی
شکست - اس جنگ کا نتیجہ - یوسف ثانی - ابن ہود - خلافت بغداد - فردلند ثالث کا قرطبہ پر قبضہ

باب پنجم

بنی نصر کا عروج - محمد ابن الاحمر اسکی فتوحات - عیسائیون کی شکست - محمد ثانی - تنابجہ کی شکست ١١١ تا ١٣٤
اور دوس کا قتل ہونا - محمد ثانی کا انتقال - محمد ثالث - نصر کی بغاوت - فردلند بادشاہ قسطلہ - ابوسعید
ابوالولید اسمعیل ابن ابوسعید - جنگ البیرۃ - محمد چہارم - جبل الطارق پر عربون کا قبضہ اور عیسائیون کی شکست
یوسف - جنگ طریفہ - یوسف کا قتل محمد پنجم - اسمعیل کی بغاوت - محمد ششم - محمد پنجم کا دور ثانی -

باب ششم

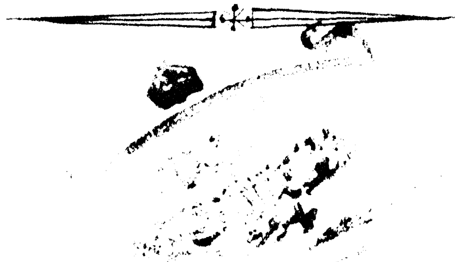
محمد پنجم کا انتقال - یوسف ثانی - محمد ہفتم - اس کا اشبیلیہ جانا - محمد کی بادشاہ قسطلہ سے ١٣٥ تا ١٤٣
ملاقات - محمد ہفتم کا انتقال - یوسف ثالث - صلح کل طرز حکومت - محمد ہشتم - محمد الصغیر کی
بغاوت اور تخت نشینی - الصغیر محمد نہم کا انتقال - یوسف ابن الاحمر کی بغاوت - یوسف کا
انتقال - عیسائیون کے ساتھہ جنگ - محمد ابن عثمان کی بغاوت - ابن اسمعیل -

باب ہفتم

ابوالحسن کی تخت نشینی - صحرہ پر عربون کا قبضہ - جنگ الحمۃ - عربون کی شکست - الزغل کی بغاوت - لوشہ کا محاصرہ - عیسائیون کی شکست - انقلاب غرناطہ - ابوعبداللہ فردلند - ملاقہ اور المیریہ اور باجہ پر عیسائیون کا قبضہ - خانہ جنگی - عربون کی شکست جنگ غرناطہ - عیسائیون کی عہد شکنی - عربون کا ملک اندلس سے اخراج - ۱۶۴ تا ۱۹۶

باب ہشتم

اسلامی اندلس کے مجمل حالات - طرز ریاست صنعت و حرفت - علوم و فنون - تعلیم نسوان - شجاعت - عربون کا اثر یورپ پر - ۱۹۷ تا ۲۴۳



غلط نامہ جلد سوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۳ عنوان کی	المعتداد	المعتمد	۸۱	۳	طریق	طریقہ
۵	۱۱	لیکن	×	۸۳	۸	شرت	ثروت
۷	۱۲	سپاہون	سپاہیون	۸۹	۹	سوارنگ	ارنگ
۱۹	۶	المستنخفی	المستخفی	۹۳	۶	دینے	مدد دینے
۲۲	۱۲	ابن حابوس	ابن جبوس	۱۰۱	۱۱	لبون	لیون
۲۳	۱۱	حابوس	جبوس	۱۰۳	۷	امرائی	امرار
۲۶	۳ نوٹ کی	عالم	حاکم	۱۱۵	۱۴	مغیرہ	مقبرہ
۲۴	۲	لغد	بعد	۱۲۴	(۱) نوٹ کی	نہ	سنہ
۳۰	۵	روسائی	رؤسا نے	۱۲۷	(۱) نوٹ کی	الملق البدریہ	اللمعۃ البدریہ
۴۳	۹	تقریر	تحریر	۱۳۵	(۲) عنوان کی	محمد السغر	محمد الصغیر
ایضاً	۱ نوٹ کی	ابن الطول	ابن الطویل	۱۳۷	۱۲	ہمارا	تمہارا
۴۵	۸	ادقونتش	ادفونش	۱۳۸	۱۴	شلوانیہ	شلوبانیہ
۴۷	۱۴	بطلیموس	بطلیوس				
//	۱۵	حابوس	جبوس	۱۳۹	۹	بعض معاہدہ	نقض معاہدہ کی شکایت
۵۰	۷	تاشقین	تاشفین	۱۴۰	۱	.	،
۵۵	۴	دریای کوہ	دریائی کوہ	۱۴۱	۸	ہفتم	ہفتم نے
۶۱	۱۲	دارالطنت	دارالسلطنت	۱۴۲	(۱) نوٹ کی	شلوانیہ	شلوبانیہ
۶۲	۴	لبشونہ	لشبونہ	۱۴۳	۱	طرف کے	طرف سے
۶۳	(۱) نوٹ	طبقتہ	عوبہ	۱۵۰	۶	کرچکا	ہوچکا
۶۴	۲	ابن رومیر	ابن ردمیر	ایضاً	۱۰	اسکی	اس کو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۱	۸	باہمی	×	۲۰۶	۱	داخ	داغ
ایضاً	۱۲	کہین	لیکن	ایضاً	(۲) نوٹ کی	اسّی ہزار	اسّی
ایضاً	۱۴	مدد کریگا	مدونہ کریگا	۲۱۳	۳	کتاب	کشاب
۱۵۲	(۲) نوٹ کی	یعنی	×	۲۱۴	۴	شام افریقہ	شام اور افریقہ
۱۵۶	۱۱	ہوگئے	ہوئے	۲۱۶	۲	الیوفرہ	البوفرہ
۱۶۷	۱	اس غرض سے	اس عرصہ مین	۲۲۰	۱۲	مورخ	مورخ ہتین
ایضاً	۱۳	شہر پر	شہر اور	۲۲۲	۱	معلوم کرینگے	معلوم کرنیکے
۱۷۶	۱۰	مگر اور	مگر ابل	۲۲۳	۷	ابن زور	اون زور
۱۸۴	(۱) نوٹ کی	الیکراس	الیکسراس	۲۲۸	۲	مسبولیون	مسیولبون
۱۸۷	۱۱	پہرہیہ	بہترہیہ	۲۳۴	۱۳	ایکان کو	ایمان کی
۱۹۵	۱۳	مزا	مرنا	۲۳۹	۲	آبنائی قطن	آبنائی وطن
۱۹۸	۳	الوزراتین	الوزارتین	ایضاً	۵	تعسب آمیز	تاسف آمیز
۲۰۰	۱	تنزل کے	تنزل سے	۲۴۲	۱۴	فنون	فتودن

فاعتبروا یا اولی الابصار

جلد سوم

خلافت اندلس

یعنی

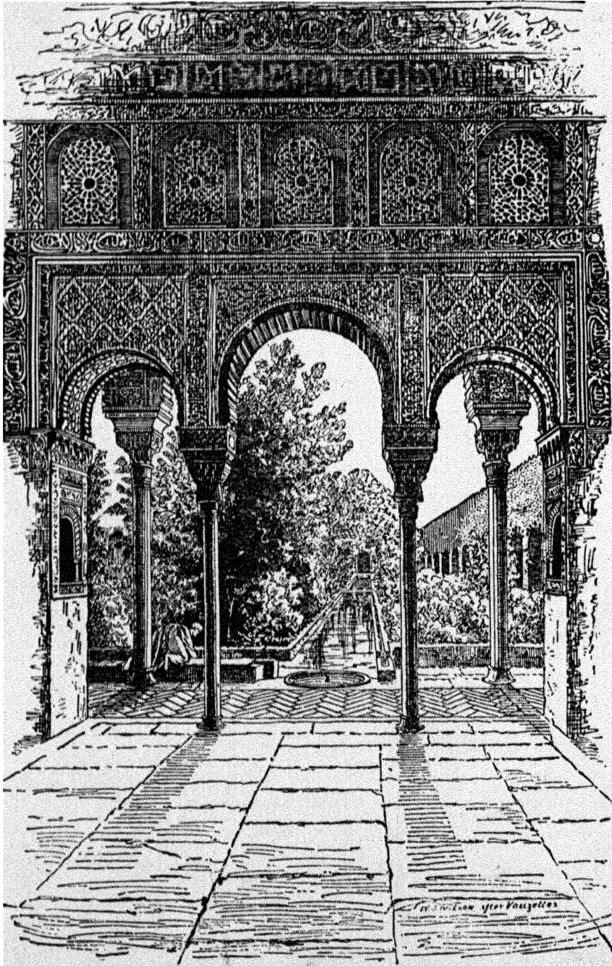
ملک اندلس میں مسلمانوں کی ہشت صد سالہ حکومت

تصنیف عالی جناب نواب ذوالقدر جنگ بہادر [illegible]

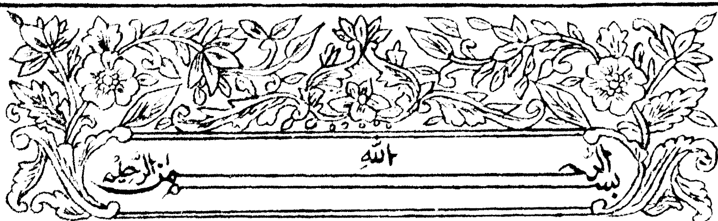
[illegible]

باہتمام محمد قاسم

قاسم پریس حیدرآباد دکن میں رونق طبع پائی



غرناطہ کا جنت العارف



حصہ سوم

باب اوّل

بنی حمود۔ علی بن حمود کی تخت نشینی ۔ اس کا ظلم۔ خیران کی بغاوت۔ علی کا قتل ہونا۔ القاسم کی تخت نشینی۔ المرتضیٰ اور اوس کا قتل۔ یحییٰ ابن علی کی بغاوت۔ المستظہر کی تخت نشینی اور اوس کا قتل۔ محمد ثالث المستکفی۔ ہشام المعتداد۔ یحییٰ کا قتل۔

علی نے تخت پر بیٹھنے کے بعد الناصر لدین اللہ کا لقب اختیار کیا اور اپنی حکومت کے مضبوط کرنے کی غرض سے اہل بربر کو جو بالکل مطلق العنان اور بیخوف ہو گئے تھے اپنے قبضے مین لانے کی کوشش شروع کی پہلے پہل اس کے انصاف اور رعایا پروری نے خاطر خواہ اپنا اثر کیا۔ چنانچہ رعایا جو بربرون کے ہاتھہ سے تباہ ہو رہی تھی بادشاہ کو اپنا حامی اور مددگار سمجھکر بربر اور بدمعاشون کے استیصال مین مدد دینے پر آمادہ ہوئے اور چند روز مین ایک حد تک امن ملک و رعایا کو نصیب ہوا علی ابن حمود روزانہ قصر شاہی کے

دروازے پر عام دربار کیا کرتا تہا جہاں ہر شخص کو بلا تکلف عرض معروض کرنے کی عام اجازت تہی۔ جب کبہی کوئی بربر کسی جرم کی علت مین گرفتار ہوتا تہا اوس کو مجمع عام مین قتل کرتا تہا علی نے اس دلدہی اور جفاکشی سے ملک کا انتظام کیا کہ اس کے انصاف اور دادرسی کی لوگ مثال دیا کرتے تہے۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ جب یہ باب عام سے گزر رہا تہا اس نے ایک بربر کو دیکہا کہ گہوڑے پر سوار ایک بہت بڑا بار انگور کا لئے جاتا ہے علی نے اس سوار کو روک کر اوس سے پوچہا کہ یہ انگور کہان سے لایا۔ بربر نے جواب دیا کہ ان کو مین نے اپنی جوانمردی سے حاصل کیا ہے یہہ گستاخانہ جواب سن کر علی نے اس کو قتل کیا اور اوس کا سر انگورون پر رکہکر تمام شہر مین پہرایا تاکہ اس کے ہمقوم کو عبرت ہو۔ اٹہارہ مہینے تک سلطان نے یہی اپنا طرز جاری رکہا یہ ممکن تہا کہ اگر اہل اُندلوسیہ المرتضی المروانی کی تائید نہ کرتے تو یہ شاہراہ انصاف وعدل سے کبہی منحرف نہ ہوتا۔ ان لوگون نے خاندان امیہ کے قایم کرنے کی نیت سے بغاوت کے علم کو بلند کیا علی ابن حمود کو تخت پر بیٹہے ہوئے چند ماہ کا عرصہ ہوا تہا۔ اس کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ جس معدلت گستری اور رحم دلی سے مین نے کام لیا ہے اس کو لوگون نے میری پست ہمتی اور بزدلی پر محمول کیا ہے۔ اس نے فوراً اپنی طرز حکومت کو بدل دیا اور بربرون کے ساتہہ جو سختی کہ اس نے شروع کی تہی

وہ کم کر دی ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بربر مثل سابق پرشور بن گئے اور رعایا پر ظلم وستم کا مینہ برسا دیا اور دار الخلافہ کی عجوبہ روزگار عمارات کو منہدم اور شہر کے متمول اور خوشحال لوگون کو اس قدر لوٹا کہ یہ لوگ نان شبینہ کو محتاج ہو گئے ۔ بربرون کی اس ظلم وزیادتی مین سلطان نے بہی بہت کچہہ مدد دی اور اس قدر جدید محصول اور ٹکیس رعایا پر لگائی کہ جس کی وہ متحمل نہ ہو سکی اور ترک وطن اختیار کیا اور باقی ماندہ لوگ بوجہ عدم ادائی زر محصول محبوس ہوئے اور اُن کی جائدادین سرکار مین ضبط کر لی گئین ۔ ان آفت زدہ لوگون مین ایک شخص **ابوالحزم**[1] نامی بہی شریک تہا اس جابرانہ طرز حکومت سے **علی ابن حمود** جس قدر کہ پہلے ہر دل عزیز تہا اوس سے زیادہ خلق اللہ اوس سے نفرت کرنے لگی اور ایسی سخت بغاوت کا سلسلہ شروع ہوا کہ بجز گوشہ قبر کوئی مامن اس کو نہ ملا **خیران** صقلبی **حاکم المیرۃ** باوجود انقلاب زمانہ بنی امیہ کا طرفدار بنا رہا اہل قرطبہ کو **علی ابن حمود** اور بربرون سے بددل و متنفر پا کر اس نے اپنے صوبے مین بغاوت اور مخالفت کی بنیاد ڈالی اور خاندان بنی امیہ کے ایک رکن **عبدالرحمن ابن محمد المرتضی** کو بادشاہ مشہور کیا اور مع اپنے ہمخیال وہمراز مقتدر امراء کے بافوج کثیر دار الخلافہ کی طرف روانہ ہوا **علی** جب امرائی مذکور کی بغاوت سے مطلع ہوا حتی الامکان اپنے خیرخواہون کو مقابل کے لیئے فراہم اور آمادہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے ظلم نے اس کے گرد

[1] یہ شخص آیندہ چل کر قرطبہ کا بادشاہ بن بیٹہا تہا۔

دشمنون کا وہ جال بچھایا تھا کہ کشت وخون کے قبل ہی کہیں کے لوگون نے اس کا
کام تمام کردیا۔چنانچہ ماہ ذیقعدہ ۴۰۸ھ مطابق ۱۰۱۸ء مین یہہ ایک روز حمام مین مصروف
تھا کہ چند صقلبی ملازمون نے جو بظاہر خیر خواہ و مطیع بنے ہوئے تھے حمام مین جاکر اس کو
قتل کیا۔جس وقت دار الخلافہ مین علی ابن حمود کے قتل کی خبر معلوم ہوئی امیر و غریب
سب نے خوشیان منائین۔

جس وقت ہم علی ابن حمود کے تقریباً دو سالہ زمانہ حکومت پر نظر ڈالتے ہین
اور اس کے ذاتی حالات کو بنظر انصاف جانچتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ بالذات یہ شخص لائق
اور رحم دل تھا چنانچہ اوائل زمانہ مین جس متانت و سنجیدگی سے اس نے حکومت کی تھی
وہ اس امر کی خود گواہی دیتی ہے کہ اگر اوس وقت خاص کی بغاوتین اور سازشین اس کو
مجبور نہ کرتین تو یہ کبھی ایسی مذموم باتون کو اختیار نہ کرتا جن کی وجہ سے یہ بدنام ہی نہین ہوا
بلکہ اپنی جان عزیز کو کھو بیٹھا۔اس کی لیاقت و قدردانی کا اندازہ ہم اس کے مصاحبین
کی لیاقت سے کر سکتے ہین چنانچہ اس کے زمرہ مصاحبین مین ایسے مشہور علما و شعرا
مثل ابن الخیاط القرطبی اور عبادہ ابن ماء السماء اور ابن دُرّاج القسطلی
شریک تھے عُبادہ مذہب امامیہ رکھتا تھا۔شعر و سخن مین مشہور زمانہ تھا۔

ابن حمود کے انتقال کے بعد القاسم حاکم اشبیلیہ تخت نشین ہوا باوجودیکہ علی

کے دو بیٹے ایک یحییٰ حاکم افریقیہ اور دوسرا ادریس حاکم صوبہ ملاقہ موجود تھے اور نیز علی نے اپنے حین حیات یحییٰ کو اپنا ولیعہد و جانشین مقرر کیا تھا لیکن بربروں کی جماعت کثیر نے القاسم کا اس وجہ سے ساتھ دیا کہ اولاً بہ نسبت یحییٰ کے سن رسیدہ اور زیادہ تجربہ رکھتا تھا ثانیاً یہ کہ القاسم علی کے قتل کے وقت دار الخلافہ کے قریب مقیم تھا جس وقت القاسم کو اپنے بھائی کے قتل کی خبر پہونچی اور فوج نے اوس سے تخت پر بیٹھنے کی درخواست کی تو پہلے یہ ڈرا۔ اور یہ خدشہ اس کے دل مین پیدا ہوا کہ یہہ خبر مشہور کر کے علی کہین میری خیرخواہی اور محبت کو آزماتا نہ ہو دو چار روز تک یہ اپنے مقام سے نہ ہلا لیکن جب اس کو یقین کامل ہو گیا کہ یہ واقعہ فی الحقیقت صحیح ہے اس نے فوراً قرطبہ پہونچکر شہر پر قبضہ کیا۔

القاسم کی طبیعت شر و فساد سے بالکل نافر حلم اور انصاف کی طرف مائل تھی اور اگر بربر اس کا پورا ساتھ دیتے تو ممکن تھا کہ اس کا زمانہ بغیر کشت و خون گزر جاتا لیکن اگرچہ چند وجوہ خاص سے یہ تخت پر بٹھایا گیا تھا مگر دلی خواہش ان بربرون کی یہ تھی کہ یحییٰ ابن علی بادشاہ بنایا جائے اور یہہ راز القاسم پر منکشف ہو چکا تھا اس نے محض اپنے تحفظ کی نیت سے صقلبی غلامون کی فوج اپنے گرد جمع کی اور فوج اور صوبجات کی حکومت بھی انہین لوگون کے سپرد کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بربر کشیدہ خاطر ہو کر اس سے

بالکل الگ ہوگئے ادہر تو یہ حال تہا اور ادہر عامہ خلائق بنی حمود سے اس لیئے نفرت کرتی تہی کہ اس خاندان کا قیام و استحکام محض بربرون کی قوت پر منحصر تہا جو فی الحقیقت بادشاہت کر رہے تہے پس یہ لوگ بدل عبد الرحمن[له] بن محمد کی مدد پر تیار و مستعد ہوگئے جس طرف امیر خیران[ٰه] عبد الرحمن کو لیئے نکل جاتا تہا اوسطرف کے چہوٹے بڑے رئیس و امیر اس کو اپنا بادشاہ تسلیم کر کے شریک ہوجاتے تہے۔ نامی امراءین سے علاوہ خیران عامری کے منذر التجیبی حاکم سرقسطہ اور ایک دو عیسائی قومس بہی اس کے شریک ہوئے غرض جب القاسم کو ان لوگون کے آنے کی خبر پہونچی یہ بہی فوج بربر لیکر ان کے مقابلے کے لیئے آگے بڑہا اس اثنار مین جبکہ عبد الرحمن کو اپنے موروثی تخت و تاج کے ملنے کا یقین کامل ہوگیا تہا فلک ناہنجار نے اس کے روشن ستارے کو اپنے عکس نیلگون سے دہندلا کر دیا چنانچہ کسی خاص وجہ سے وہی لوگ جو اس کے معاون و مددگار بنے تہے اس کے خلاف مین سازشین کرنے لگے منذر اور خیران نے آپس مین یہ مشورہ کیا کہ گو ابہی عبد الرحمن کو حکومت و ثروت نصیب نہین ہوئی ہے لیکن ابہی سے اس کے تیور بدلتی جاتے

له عبد الرحمن بن محمد الملقب بہ المروانی کا سلسلہ خلیفہ الناصر لدین اللہ سے ملتا ہے۔ یہ خاندان امیہ کا ایک رکن تہا

ٰه خیران العامری جس کا ذکر پہلے ہوچکا ہے صوبہ المیریہ کا حاکم تہا

ہین معلوم نہین کہ آگے چل کر یہہ ہمارے ساتھہ کیا سلوک کریگا ایسے خود غرض و
و خود پسند کا ساتھہ دینا گویا اپنے ہاتھون سے تباہ ہونا ہے - اس مشورہ کے بعد
خیران نے ابن زیری امیر غرناطہ کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ ہم لوگ
بنی مروان کے ہمیشہ مخالف رہے ہین ہم نہین چاہتے کہ عبد الرحمن اس ملک
کا بادشاہ بنایا جائے اگر تم اس پر حملہ کرنے کا وعدہ کرو تو ہم یہہ وعدہ کرتے ہین کہ ہم
بوقت جنگ عبد الرحمن سے علحدہ ہوجایئن گے چونکہ ابن زیری خود قوم بربر سے
تہا اس نے اس درخواست کو منظور کرلیا عبد الرحمن ان واقعات سے بالکل
بے خبر اور اپنی خوش قسمتی پر نازان منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا قلعہ غرناطہ کے سامنے
پہونچا اور ابن زیری کو لکہا کہ تم میری اطاعت و فرمان برداری قبول کرو جس وقت
یہہ خط ابن زیری کے سامنے پڑہا گیا اس نے اپنے معتمد کو حکم دیا
کہ وہ اسکی پشت پر سورۃ الکفرون لکہکر واپس کردے عبد الرحمن نے
یہہ جواب دیا کہ ہوشیار ہوجا کہ مین بہادر ترین سپاہون کو اپنے ساتھہ لیئے ہوئے موجود
ہون اور اس فقرے کے آخر مین یہہ شعر لکہا -

اَوْلاً فَاَيْقِنْ لِكُلِّ شَرٍّ	اِنْ كُنْتَ مِنَّا اَبْشِرْ بِخَيْرٍ

اگر تو ہم مین سے ہے تو تجھے خیر و خوبی کی بشارت دی جاتی ہے ورنہ ہر مصیبت کا جو تیرے لیئے مہیا ہے اس کا یقین کر لے

اسی خط کی پشت پر ابن زیری نے پہر قرآن شریف کی ایک آیت لکہی کہ جس کا مفہوم یہ ہے کہ تم مال و اولاد کے فراہم اور زیادہ کرنے کی ہوس تم کو مشغول رکہتی ہے تا اینکہ تم قبر مین جاؤ۔ ان گستاخانہ جوابون سے عبد الرحمن ایسا مغلوب الغضب ہوا کہ اس نے قرطبہ کے ارادون کو ترک کرکے پہلے اس امیر کی تنبیہ کا ارادہ کیا زیری نے خیران اور منذر کے اعتماد و بہروسے پر اپنے سوارون کے ساتہہ عبد الرحمن پر حملہ کیا۔ عبد الرحمن نے نہایت جوانمردی کے ساتہہ اس حملے کا جواب دیا لیکن عین وقت کارزار پر عبد الرحمن نے دیکہا کہ منذر اور خیران مع اپنی فوج کے میدان سے بہاگے جاتے ہین باوجود اس حادثہ عظیم کے یہہ کچہہ دیر تک اپنی تہوڑی سی فوج لیئے مردانہ وار دشمن کا مقابلہ کرتا رہا بالآخر حالت یاس و نومیدی مین فوج کو پسپا دیکہکر میدان جنگ سے بہاگ نکلا چند روز تک یہہ قرب و جوار غرناطہ مین پوشیدہ رہا لیکن انجام کار گرفتار اور قتل ہوا۔ اس جنگ کے اور عبد الرحمن المرتضیٰ کی شکست کے بعد بربر ملک اندلس پر پورے طور سے قابض اور مسلط ہوگئے القاسم نے بہی مصلحتاً اس آفت ناگہانی کو دفع کرنیکی غرض سے بربرون کی دل جوئی کرنے مین کمی نہین کی لیکن جب عبد الرحمن کی شکست اور قتل سے عامہ خلائق کی نو دمیدہ امیدون پر پانی پہر گیا القاسم نے پہر

بربرون کی قوت توڑنے کی کوشش کی مگراس سے بہت بڑی غلطی خلاف
مصلحت یہ ہوئی کہ اس نے رعایا کو راضی وخوش رکہنے مین توجہ نہین کی اگر ایسے
نازک وقت پر القاسم اہل اندلس کا ساتہہ دیجاتا اور اگر یہ اپنی آیندہ کامیابی کو
رعایا کی کامیابی پر چہوڑ دیتا تو پہر بربرون کا استیصال کوئی مشکل امر نہ تہا رعایا تو
بربرون کی سخت مخالف تہی اور یہہ بہی باطن مین ان کا دوست نہ تہا لیکن ظاہرا
محبت اور دوستی کا دم بہرتا تہا اگر یہ عامہ خلایق پر اپنا راز دلی کسی طرح ظاہر کر دیتا
تو رعایا کو پوری قوت اور جرات حاصل ہوجاتی اور بہ آسانی تمام یہ بربرون کی قید سے
رہائی پاجاتا ادہر تو رعایا بادشاہ کو اپنا مخالف اور بربرون کا معاون سمجہی تہی اودہر
بربر اس کے طرز عمل سے ناخوش تہے اس مذبذب اور ڈانواڈول طرز حکومت کا
آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ القاسم سلطنت کہو بیٹہا یحیی ابن علی نے القاسم کی یہ حالت
دیکہکر علانیہ سلطنت کا دعوی کیا اور ایک تحریر اس مضمون کی بربر افسرون کے پاس
بہیجی کہ صحیح وارث تخت کا مین ہون میرے چچا نے جبراً میرا حق غصب کر لیا ہے اور
صرف اس ہی پر اوس نے اکتفا نہین کیا بلکہ تمہارے ساتہہ بہی وہ بہت ناانصافی
کے ساتہہ پیش آیا چنانچہ اوس کے برتاؤ سے صاف ظاہر ہے کہ رفتہ رفتہ وہ تمکو
تمام منصب اور عہدون سے علحدہ اور بجائے تمہارے اپنے حبشی غلامون کو مامور کیا

چاہتا ہے حالانکہ تمہاری مدد سے اوس کو یہ رتبہ اور ثروت حاصل ہوئی مین اپنے
حقوق کے تصفیہ اور انتزاع سلطنت کے لیئے آیا ہون اگر مین کامیاب ہوا تو جن
عہدون پر تم پہلے مامور تہے اور جن جاگیرون پر تم پہلے حکومت کرتے تہے ان پر پہر مقرر
کیئے جاوٴگے اور ان نو دولتون کا معقول بندوبست کرون گا - بربرون کو راضی
پاکر یحیی نے جہازون کا بندوبست کیا اور سامان جنگ وغیرہ مین اس کے بہائی
ادریس حاکم مالقہ نے بہی بہت مدد کی اس نے اپنے بہائی کو اپنی جگہہ سوطا
اور افریقیہ کا حاکم مقرر کیا اور مع فوج جرار اندلس مین داخل ہوا خیران حاکم المیرہ
نے سابق کی خیرخواہی اور دوستی جتا کر درخواست کی کہ اگر حکم ہو تو مین بہی فوج وغیرہ
سے تمہاری مدد کو حاضر ہون ادریس نے اپنے بہائی کو ہوشیار کیا کہ یہ شخص نہایت
بدباطن اور خود غرض ہے ہرگز ہرگز اس کے وعدون پر بہروسا نہ کرنا یحیی نے جواب
دیا کہ اس وقت ہوشیار اور لائق آدمی کو اپنے دوست اور دشمن دونون سے کام نکالنا
چاہیئے بعد تصفیہ جیسا مناسب ہوگا ان کے حق مین کیا جاویگا یحیی اندلس مین
داخل ہوتے ہی فوراً قرطبہ کی طرف روانہ ہوا القاسم مین اتنی بہی عقل وتمیز نہ تہی
کہ یہ اپنے دوست اور دشمن کو پہچانتا - حالت تذبذب اور پریشانی مین عقل وہوش
نے بہی اس سے کنارہ کشی اختیار کی اور بغیر میدان جنگ مین قسمت آزمائے رات

سے وقت اپنے پانچ خاص ملازمین کو لیکر بتاریخ ۲۰ ربیع الاخری ۴۰۷ھ مطابق ۱۰۱۶ء **قرطبہ** سے بہاگ کر **اشبیلیہ** مین **قاضی ابن عباد** کے گہر مین پناہ گزین ہوا۔ اور اس کا بہتیجہ **علی** بلا تعرض بتاریخ یکم جمادی الاخری ایک مہینہ کے بعد دار الخلافہ مین داخل اور سریر خلافت پر متمکن ہوا اور **المتعالی** کا لقب اختیار کیا۔

یحیی ابن علی کو **قرطبہ** پر قابض و متصرف ہو گیا تہا لیکن ابہی اس کی حکومت صرف دار الخلافہ کی چار دیواری تک محدود تہی کیونکہ ہنوز صوبہ دار اور بعض چہوٹے بڑے رئیس بپاس نمک بنی امیہ کے طرفدار بنے ہوئے تہے **یحیی** نے ان لوگون کو ہموار کرنے کی مطلق کوشش نہین کی بلکہ اپنی کوتہ اندیشی و لیست ہمتی سے صرف **قرطبہ** پر قابض ہوتے ہی اپنے تئین تمام ملک کا بادشاہ سمجہنے لگا اور لہو و لعب مین مشغول ہو گیا اس کو اپنی عالی خاندانی پر کہ جس کا سلسلہ حضرت **علی** کرم اللہ وجہہ تک پہونچتا تہا اس قدر ناز و تفاخر تہا کہ بڑے بڑے خاندانی امرائے عرب کو بنظر حقارت دیکہتا تہا لیکن سب سے بڑی غلطی اس سے یہ ہوئی کہ جن شرائط پر بربرون نے اس کی مدد کی تہی انکو پورا نہین کیا اور بربرون کے اصرار پر صرف اتنا کیا کہ نو دولتون کو ملازمت سے برطرف کر دیا۔ سب بد دل ہو کر **القاسم** کے پاس بہاگ آئے۔ چند روز کے بعد بربرون نے بہی بحالت ناامیدی ان مفرورون کی تقلید شروع کر دی۔ چونکہ **القاسم** طبعاً خوش

اپنے خیرخواہون کے بلا اطلاع بہاگ آیا تہا اپنی حرکت پر کمال نادم ہوا اوران لوگون کو اپنا سچا خیرخواہ سمجہنے لگا۔ باشندگان صوبہ ملاقہ بہی اپنے حاکم ادریس کو اپنے سے دور اور غافل سمجہکر بغاوت پر آمادہ ہوگئے اور خیران سے درخواست کی کہ وہ اس صوبہ کو بہی اپنے صوبہ مین شریک کرلے۔ اس خبر وحشت اثر سے یحییٰ کے رہے سہے ہوش بہی جاتے رہے اور یہ بلا سوچے سمجہے بوقت شب چند خاص مصاحبین کے ہمراہ قرطبہ سے بطرف ملاقہ روانہ ہوا۔

جس وقت القاسم نے سنا کہ یحییٰ قرطبہ سے چلا گیا ہے یہ اشبیلیہ سے روانہ ہوا اور اخیر ذیقعدہ ۴۱۳ھ مطابق ۱۰۲۳ء مین بروز سہ شنبہ دار الخلافہ مین داخل ہوا پہر چند ہی روز مین وہی مخالفتین اور سازشین پیدا ہوگئین اہل بربر مین سے بعض نے اس کی طرفداری اختیار کی اور بعض نے اس کے بہتیجے کا ساتہہ دیا باقی خاندان امیہ کے خیرخواہ بنے رہے۔ ان تینون فرقون مین روزانہ جہگڑے اور فساد ہوتے تہے اور القاسم مین اتنی قوت نہ تہی کہ ان پر وہ کسی قسم کا اثر ڈال سکے ان مین سے سب سے کمزور بنی امیہ کا گروہ تہا جس کے ساتہہ القاسم نہایت سختی سے پیش آیا یہ لوگ اپنی جانون کو بچاکر قرطبہ سے دور دور روپوش ہوگئے۔ پہر یحییٰ نے ملاقہ[1] اور صوبہ الجزائر پر قبضہ کرلیا۔ ادریس اپنے بہائی کو مخالف پاکر شہر طنجہ اور

[1] اس کو مالقہ بہی کہتے ہین۔

اوس کے مضافات پر مسلط ہو گیا **القاسم** کو خانگی جھگڑون سے اتنی فرصت
کہان تھی کہ ان صوبجات کا بندوبست کرتا دارالخلافہ مین بربر اور عامۂ خلایق مین
نزاع اس قدر بڑہی کہ بالآخر شارع عام پر روزانہ کشت وخون ہونے لگا۔ رعایا نے
بہت روز بربرون کے ظلم وستم کو برداشت کیا۔ جب تکلیف انتہا کو پہونچ گئی
تو تمام رعایا ایک دفعہ ان پر حملہ آور ہوئی اول تو تعداد مین اہل قرطبہ بربرون سے
کہین زیادہ تھے اور دوسرے یہ کہ جان پر کھیل کر یورش کی تھی آن واحد مین بربرون کو
مع **القاسم** کے شہر کے باہر کر دیا اور فوراً شہرپناہ کے دروازون کو بند اور اُن کو چونے
اور پتھر سے چن کر مستحکم کر دیا اور تقریباً دو مہینے تک بربرون کے حملون کا جواب دیتے
رہے۔ جب اہل شہر پر خورونوش کی تکلیف ہونے لگی تو شہر کے سربرآوردہ لوگون نے
باہم مشورہ کیا اور یہ رائے قرار پائی کہ فاقہ کشی سے میدان مین ایک بار قسمت آزمائی
کر کے جان دینا بہتر ہوگا۔ چنانچہ آخر ماہ شعبان ۴۱۴ھ مطابق ۱۰۲۳ء بروز پنجشنبہ
اہل بربر کو غافل پاکر دفعتاً ایسی سخت یورش کی کہ بربر بدحواس ہو کر **ملاقہ** کی طرف بھاگے
اور **القاسم** مع اپنے حبشی غلامون کے **اشبیلیہ** بھاگ آیا القاسم نے **قرطبہ**
آنے کے قبل اپنے بیٹے **محمد** کو **اشبیلیہ** کا حاکم اور **محمد ابن زیری** اور **محمد ابن عباد**
کو اس کا مشیر اور معاون مقرر کیا تھا۔ یہ دونون امیر اپنی اپنی قوم مین سربرآوردہ تھے

اوران مین ہر ایک بجائی خود حکومت کا خواہان تہا چونکہ عہدہ اور قوت مین دونون
مساوی تھے اس لیئے غلبہ کسی کو حاصل نہ ہوتا تہا جب **القاسم** شکست کہا کر
اشبیلیہ آیا تو ان دونون امیرون نے شہر کے دروازون کو بند کر دیا اور **القاسم**
کے ساتہہ مقابلہ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ جب **القاسم** نے کشایش کار کی کوئی
صورت نہ دیکہی تو اس نے امیرون کو کہلا بہیجا کہ اگر تم میرے بیٹے اور رشتہ دارون کو
حوالہ کر دو تو مین تم سے متعرض نہ ہون گا۔ ان دونون نے اس درخواست کو منظور
کر لیا اور **القاسم** مع اپنے رشتہ دارون وغیرہ کے قلعہ **سرلیش** مین اقامت پذیر
ہوا۔ ۴۱۵ھ مطابق ۱۰۲۴ء مین **یحیی** نے اس قلعہ کو فتح کر کے **القاسم** کو گرفتار کر لیا
القاسم چند سال کی قید سخت کے بعد ۴۲۷ھ مطابق ۱۰۳۵ء مین بحکم **یحیی** قتل کیا گیا
اب **قرطبہ** کا حال سنو کہ جب **القاسم** ہزیمت کہا کر **اشبیلیہ** پہونچا
تو دار الخلافہ تقریباً دو مہینے تک بغیر کسی حاکم اور انتظام کے حالت نزاع مین پڑا
رہا یہان کے باشندے حیران تہے کہ کس کو بادشاہ مقرر کرین اسی اثنا مین بتاریخ
۱۵ رمضان المبارک ۴۱۴ھ مطابق ۱۰۲۳ء خاندان امیہ کے تین شہزادے
عبد الرحمن بن ہشام اور **سلیمان بن المرتضی** اور ایک شخص تخت و تاج کے دعویدار
شہر مین داخل ہوئے اور ان مین سے ایک کے انتخاب کے لیئے رعایا جمع ہوئی

اگرچہ سلیمان کے طرفدارون کی جماعت کم نہ تھی لیکن عبدالرحمن بن ہشام نے بھی خوش سلیقگی اور فراست سے عوام الناس کو پہلے ہی اپنا معاون بنا لیا تھا پس بغلبہ آرا یہ اس منصب عظیمہ کے واسطے منتخب کیا گیا اور دیگر دعوی داران ریاست کو طوعاً وکرہاً اس کی اطاعت قبول کرنی پڑی۔

عبدالرحمن چہارم نے المستظہر کا لقب اختیار کیا اور تخت خلافت پر متمکن ہوتے ہی اس نے سلیمان اور محمد ابن عبدالرحمن کو فوراً قید اور اپنے خیرخواہون اور متوسلین کو عہدہائی جلیلہ سے سرفراز کیا۔ ان نو سرفرازون مین صرف ایک ابو عامر ابن شہید اعلی درجہ کا فوجی افسر تھا باقی مثل ابو محمد ابن حزم اور عبدالوہاب ابن الحزم کا تقرر جنکی ناشایستہ حرکتون سے سب بیزار اور متنفر تھے اہل دربار کو سخت ناگوار گزرا عبدالرحمن کی یہ کوتہ اندیشی تھی کہ اوس نے امرا اور علما کو منحرف پاکر اہل بربر کے ساتھہ ناجائز رعایت شروع کردی اور اس قوم کے بھروسہ پر عنان حکومت کو اپنے خودغرض مشیرون کے سپرد کردیا اور خود اپنے چند خاص ذی علم مصاحبین کے ساتھہ مشاغل علمی مین مصروف ہوگیا رعایا ہنوز برگشتہ خاطر تھی امرا کے ورغلانے سے فوراً فساد پر آمادہ ہوگئی اور جاہلجا نے بغاوت وفساد کی علت مین معمور ہونے لگے۔ ان باغی قیدیون مین ابو عمران بھی

شریک تہا اس کو عبد الرحمن نے اپنے وزرا کی رائے کے خلاف قید سے رہا کیا یہی بالاخر سلطان کی تباہی کا باعث ہوا عبد الرحمن مہات سلطنت سے بالکل غافل تہا اس کے ناعاقبت اندیش وزرا اہل بربر سے لڑ بیٹھے بربرون نے بتاریخ ۳ ذیقعدہ تخت نشینی کے سینتالیسوین روز تیس سال کی عمر مین عبد الرحمن کو قتل کر ڈالا اور اوسکی جگہہ اوس کے ایک رشتہ دار محمد نامی کو بادشاہ بنا دیا۔

محمد ابن عبد الرحمن ابن عبد اللہ۔ المستکفی باللہ کے لقب سے تخت پر بیٹہا اس کے باپ کو المنصور ابن ابی عامر نے قتل کیا تہا۔ ۴۱۶ھ م ۱۰۲۵ء مین المتعالی یحیی ابن علی جو اپنے چچا القاسم کی گرفتاری کے بعد سریش اور ملاقہ اور الجزائر پر حکمران تہا مع فوج قرطبہ کی طرف روانہ ہوا سلطان محمد کو فوج کے فراہم کرنے مین کچہہ ایسی دشواریان پیش آئین کہ یہ بلا لڑے ثاغر[1] کی طرف بہاگ آیا اور چند ہی روز بعد بتاریخ ۲۵ ربیع الاول ۴۱۶ھ انتقال کیا یحیی نے قرطبہ مین داخل ہو کر ایک افسر ابن عطاف کو یہان کی حکومت سپرد کی اور خود ملاقہ واپس چلا آیا اور ابو القاسم ابن عباد حاکم اشبیلیہ کی تسخیر کی غرض سے فوج کی درستی اور انتظام مین مصروف ہوا دار الخلافہ مین ۴۱۷ھ مطابق ۱۰۲۶ء مین اہل قرطبہ نے بغاوت کی اور بہت کچہہ کشت و خون کے بعد ابن عطاف کو مع

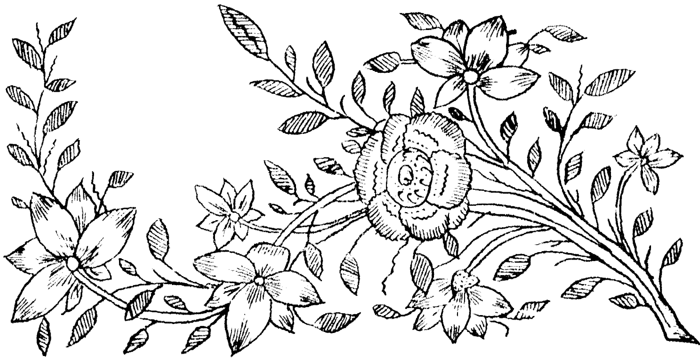
[1] سوبہ ارغون کو ثاغر بہی کہا کرتے تہے۔

فوج شہر سے باہر کردیا۔ ایک شخص **ابو محمد جہور ابن محمد** نامی کے جس کو بہت کچھ رسوخ حاصل تہا مشورہ سے رعایا نے **المرتضیٰ** کے بہائی **ہشام** کو جو خاندان امیہ سے تہا خلافت **اندلس** کے واسطے منتخب کیا **ہشام** اوس زمانہ مین **لریدۃ** مین مقیم اور وہان کی خانہ جنگیون کے فرو کرنے مین مصروف تہا۔

جب **ابن ہود** نے منجانب **ابو محمد** یہ خوش خبری سنائی **ہشام** نے فوراً **قرطبہ** آنے کا قصد کیا لیکن تنازعات مذکورہ نے تقریباً تین سال تک اس کو بدستور مصروف رکہا۔ بالآخر اس نے رؤسائی مخالف سے اس شرط پر صلح کرلی کہ اگر یہ لوگ **قرطبہ** کو **اندلس** کا پایہ تخت تسلیم اور اس کے احکام سے انحراف نہ کرین گے تو یہ بہی ان کا مزاحم نہ ہوگا۔ سب نے اس شرط کو قبول کرلیا۔ اور **ہشام** آخر سنہ ۴۲۰ ہجری مطابق سنہ ۱۰۲۹ع مین **قرطبہ** آیا اور بلقب **المعتمد باللہ** تخت نشین ہوا۔ **ہشام** نہایت رحم دل اور بیدار مغز بادشاہ تہا جس نے تخت پر بیٹہتے ہی اپنے تئین ہر دل عزیز بنانے کی بہت کچھ کوشش کی لیکن پہر بہی رعایا نے اس کا ساتہہ برے وقت پر نہ دیا اور تخت نشینی کے دوہی سال بعد سنہ ۴۲۲ ہجری مین فوج نے اس کو تخت سے اوتار دیا۔ یہ بہی کامیابی سے بالکل مایوس ہوگیا تہا دار الخلافہ پر مکرر قبضہ کرنے کی کوشش نہین کی اور سیدہا **لریدۃ** چلا آیا جہان اس نے سنہ ۴۲۸ ہجری مطابق سنہ ۱۰۳۶ع

مین انتقال کیا ہشام آخر خلیفہ سلطنت اندلس کا تہا اور اب عبد الرحمن اول
کی تخت نشینی کے دو سو چوراسی برس بعد یہہ ملک چہوٹی چہوٹی ریاستون مین منقسم
ہو گیا۔ گو یحیی ابن علی نے اس کے بعد سلطنت کے سنبہالنے کی کوشش کی
اور اہل قرطبہ نے بہی اسکو بادشاہ تسلیم کیا لیکن سنہ ۴۲۷ھ مطابق سنہ ۱۰۳۵ء مین جبکہ یہہ
القاسم ابن عباد کے تصفیہ کی غرض سے اشبیلیہ جا رہا تہا شہر قرمونہ مین
اپنے ملازمین کے ہاتہہ سے قتل ہوا۔







باب دوم

خانہ جنگی کا نتیجہ۔ سلطنت اندلس کا چھوٹی چھوٹی ریاستون مین تقسیم ہوجانا۔ دیگر حالات

ہم بغاوت اور خانہ جنگی کے حالات جہان تک ہم کو مختلف تواریخ سے معلوم ہوئے ہین بالتفصیل اوپر تحریر کرچکے ہین جس محنت وجان فشانی سے الداخل عبدالرحمن اعظم نے اس عظیم الشان سلطنت اندلس کو قایم کیا جس کے ماتحت ایک بڑا حصۂ شمالی افریقہ کا بھی تھا اوس کے بعض جانشینون نے بوجہ کوتہ اندیشی اور آرام طلبی ملک کو ایسا برباد کیا کہ سلطنت چھوٹی چھوٹی خودمختار ریاستون مین بٹ گئی۔ ان کی کمزوری اور آپس کی نزاعون کی بدولت عیسائیون کو اس ملک پر دوبارہ قبضہ کرنے کا عمدہ موقع ملا قرطبہ اور صوبجات غرناطہ طلیطلہ۔ اشبیلیہ۔ مالقہ الجزائر۔ سرقسطہ۔ المیریہ۔ افریقیہ وغیرہ مین ہر امیر اور صوبہ دار نے کوس انا ولاغیری کی صدا بلند کی اور ایک دوسرے کی تباہی کے ایسے خواہان ہوئے کہ اپنے ہم مذہب اور ہم قوم کو اپنا دشمن اور اپنے اصلی دشمنون کو اپنا دوست سمجھنے لگے

چھوٹی خود مختار ریاستون کے قائم کرنے مین سب سے پہلے بنی حمود نے پیش قدمی کی قرطبہ کی رعایا اور جو فوج کہ وہان باقی رہ گئی تھی سب نے سلطنت کے سنبھالنے مین بڑی کوشش کی لیکن جن کا انھون نے بادشاہت کے لیئے انتخاب کیا وہ سب ایسے خود غرض او نفس پرست نکلے کہ سلطنت کی حالت روز بروز ابتر اور تباہ ہوتی گئی۔ جو لوگ کہ ایک قرطبہ کا انتظام نہ کر سکے وہ اس عظیم الشان سلطنت کو کیا قایم رکھہ سکتے تھے یہ نہ تھا کہ لیاقت اس قوم سے مفقود ہو گئی ہو۔ اس زمانہ مین بھی نہایت لایق اور بیدار مغز لوگ موجود تھے۔ لیکن حکم حاکم حقیقی بدین نہج ان اللہ لایغیر مابقوم حتی یغیروا ما بانفسہم نافذ ہو چکا تھا عقل اور دور اندیشی نے اس قوم سے کنارہ کشی اختیار کی اور ان کا بخت نگون سار ان کو اعلیٰ سے اسفل کی طرف لیجا رہا تھا۔ ان پر ایسی غفلت طاری ہوئی تھی کہ ان مین اپنے بھلے اور برے کے پہچاننے کی قابلیت باقی نہ رہی۔ اگرچہ زندہ تھے لیکن بدتر از مردہ تھے

آمدم برسر مطلب۔ المتعالی یحییٰ بن علی جب ۴۲۷ھ مین قتل ہوا تو اہل قرطبہ نے فوج بے افسر اور ملک بے بادشاہ دیکھکر اس کے بھائی ادریس حاکم افریقہ کو سوطا سے بلا بھیجا ادریس ابن علی نے خواجہ سرا ناجا کی نگرانی مین اپنے

بیٹے حسن کو اپنا قایم مقام مقرر کیا اور خود فوراً قرطبہ آیا یہان آکر اس نے
سب سے پہلے اپنے بہائی یحیی کے قتل کا انتقام ابو القاسم اسمعیل
بن عباد سے لینے کا ارادہ کیا اور اسی غرض سے فوج اشبیلیہ روانہ کی۔
کئی سال کی متواتر لڑائیون کے بعد ابو القاسم ۴۳۱ھ مطابق ۱۰۳۹ء مین گرفتار
اور قتل ہوا ادریس کا پیمانہ عمر بہی لبریز ہو چکا تہا اس واقعہ کے دو ہی روز بعد اس نے
بہی انتقال کیا اور فوج نے ایک دوسرے بیٹے یحیی ابن ادریس کو تخت پر بٹہانا
چاہا۔ یہ خبر سُن کر ناجا حسن کو لیکر بتعجیل تمام ملاقہ پہونچا اور یہ اعلان کیا کہ صحیح وارث
سلطنت کا حسن ابن ادریس ہے یحیی ابن ادریس بغیر لڑے قلعہ قمارش
مین روپوش ہو گیا اور یہین ۴۳۴ھ مطابق ۱۰۴۲ء مین اس نے انتقال کیا اسی
سال یحیی ابن ادریس کی ایک بہن نے اپنے بہائی کے انتقام مین حسن کو
زہر دیکر مار ڈالا حسن کے انتقال کے بعد ناجا نے خود ملاقہ پر قبضہ کرنا چاہا۔ لیکن
بربرون کے ہاتہہ سے یہہ بہی بالآخر قتل ہوا۔ اس واقعہ کے بعد بربرون نے
ادریس ابن یحیی المتعالی کو جو اوس وقت قید تہا رہا کر کے اخیر ماہ جمادی الثانی
۴۳۴ھ بلقب العالی باللہ تخت پر بٹہایا۔ سب سے پہلے صوبہ غرناطہ اور
قرمونہ نے ادریس کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ یہی ادریس ہے جس کی تعریف مین

ابوزید عبدالرحمن ساکن لشبونہ نے ایک قصیدہ لکھا تھا جو ابن بسام کے ذخیرہ مین موجود ہے۔

ادریس ۴۴۳ھ مطابق ۱۰۵۱ء مین تخت سے اوتار دیا گیا اور یحیی اوس کے اوس کا چچازاد بھائی محمد ابن ادریس ابن علی الملقب بالمہدی تخت نشین ہوا مگر یہ بھی چند ہی سال کے بعد ۴۴۹ھ مطابق ۱۰۵۷ء مین فوت ہوا اور ادریس ابن یحیی ابن ادریس الملقب بالموفق باللہ تخت پر بٹھایا گیا لیکن بخلاف خلفای سابق اس کی تخت نشینی کا اعلان مساجد مین نہین کیا گیا۔ چند مہینے کے بعد اسکا چچازاد بھائی ادریس المتعالی نے جو بعد معزولی قلعہ قماریش مین پناہ گزین ہوا تھا موقع پاکر بغاوت کی اور مالقہ پر قابض ہو گیا اور اس صوبہ کے پایہ تخت کو اس قدر تباہ کیا کہ رعایا شہر چھوڑ کر دوسری مقامات مین جا بسی اس نے ۴۴۶ھ م ۱۰۵۴ء مین انتقال کیا۔

الموفق باللہ کے بعد اس کا بیٹا محمد المتعالی باللہ تخت پر بیٹھا لیکن ۴۴۹ھ مطابق ۱۰۵۷ء مین بادیس ابن حابوس بادشاہ غرناطہ نے مالقہ پر قبضہ کیا اور محمد المتعالی باللہ شکست کھا کر المیریہ چلا آیا۔ یہ خاندان حمود کا جس نے مالقہ پر خود مختارانہ حکومت کی تھی اخیر بادشاہ تھا یہ روز کی خانہ جنگیون سے بہ تنگ آکر حکومت سے کنارہ کش ہوا اور ۴۵۶ھ مطابق ۱۰۶۳ء مین اہل ملیلا ورقلوع جارہ

کی درخواست پر افریقیہ چلا آیا جہان یہ سنہ ۴۴۶ھ مطابق سنہ ۱۰۵۴ع تک حکومت کرتا تھا
ان ہی ایام مین الجزائر اور اوس کے مضافات پر محمد المعتصم باللہ رکن خاندان حمود حکومت کر رہا تھا محمد نے سنہ ۴۴۰ھ تک بادشاہت کی اور اس کے بعد اس کا بیٹا القاسم الواثق باللہ سنہ ۴۵۰ھ مطابق سنہ ۱۰۵۸ع تک بلا تعرض الجزایر پر حاکم رہا۔ سال مذکور مین المعتضد ابن عباد بادشاہ اشبیلیہ نے الجزایر پر قبضہ کر لیا اور بنی حمود حکومت سے محروم کر دئے گئے۔

جس زمانے مین بنی حمود نے ملاقہ مین اپنی حکومت قائم کی تھی ایک بربر امیر زاوی ابن زیری غرناطہ کا بادشاہ بن بیٹھا تھا اس کا باپ زیری المنصور کے زمانے مین افریقیہ سے اندلس آیا تھا۔ جب اندلس مین خانہ جنگی شروع ہوئی تو زاوی نے غرناطہ مین اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی سنہ ۴۰۳ھ۔ مین اپنے بھتیجے حابوس کے سپرد غرناطہ کیا اور خود بضرورت افریقیہ چلا آیا حابوس اپنے چچا کی عدم موجودگی مین موقع پا کر خود مختار ہو گیا اور چند سال حکومت کرتا رہا۔ سنہ ۴۲۹ھ مطابق سنہ ۱۰۳۷ع مین حابوس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا بادیس المظفر غرناطہ کے تخت پر بیٹھا مگر بنی حمود کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکا اور بالآخر اون کی اطاعت قبول کر لی لیکن خفیہ طور پر ایک قلیل عرصہ مین اس نے اپنی ایسی

قوت بڑہائی کہ ۴۴۹ھ مین ظہیر صقلبی بادشاہ المیریہ کو اور بعدہٗ محمد البرزالی بادشاہ
قرمونہ اور اوس کے معاون بادشاہ اشبیلیہ کو شکست دی اس کے بعد
اس ذوالقادر بن ذی النون بادشاہ طلیطلہ کے ساتھہ سلسلہ جنگ کا شروع
کیا اور پہر ۴۴۹ھ مین شاہ ملاقہ کو کم قوت پاکر ان پر حملہ کیا اور اوس ملک کو اپنی قبضہ مین لایا
بادیس پہلا بادشاہ تہا جس نے شہر غرناطہ کے گرد مستحکم فصیل کی بنیاد
ڈالی تہی۔ اس کا انتقال ۲۰ شوال ۴۶۹ھ مطابق ۱۰۷۷ء مین ہوا۔ اس کی
جگہہ اس کا پوتا عبداللہ ابن بلکین المظفر تخت پر بیٹہا اور صوبہ مالقہ کا انتظام اپنے
بہائی تمیم کے سپرد کیا عبداللہ ۴۸۳ھ مطابق ۱۰۹۰ء تک بلا تعرض بکمال
اطمینان غرناطہ اور اوس کے مضافات پر حکومت کرتا رہا سنہ مذکور مین یوسف
ابن تاشفین نے اس کو تخت سے اوتار دیا تہا جس کا ذکر آیندہ اپنے موقع پر
کیا جائے گا۔ یہہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہین کہ اہل قرطبہ نے بنی حمود کو تخت سے
علٰحدہ کر کے خاندان امیہ کے ایک شہزادے ابوبکر ہشام ابن محمد ابن عبدالرحمن
الناصر کو اپنا بادشاہ بنایا تہا۔ باوجودیکہ یہ ایک رحیم اور عدل گستر بادشاہ تہا۔
لیکن تین سال کی حکومت کے بعد اہل قرطبہ نے بسبب اپنی تلون مزاجی کے
اس بادشاہ کو بہی معزول کر دیا ہشام کے علٰحدہ کر دینے کے بعد چونکہ اب اس

خاندان کا کوئی رکن باقی نہ رہا تھا امرائے شہر نے باستمزاج رعایا ابوالحزم جہور

ابن محمد کو جو بلحاظ تجربہ و لیاقت شہر مین وقعت کی نگاہون سے دیکھا جاتا تھا اور

بنی عامر کے زمانے مین عہدہ وزارت سے بھی ممتاز رہا تھا۔ شہر کی حکومت

سپرد کی۔ اس دوراندیش امیر نے محض بغاوت فرو اور ملک کی چھوٹی چھوٹی

ریاستون مین خیال عصبیت پیدا کرنے کی غرض سے یہہ مشہور کیا کہ امیرالمومنین

المویدؔ باللہ ہنوز زندہ ہے اسی کے نام کا خطبہ شہر کی مساجد مین پڑھا گیا بعدہ اس نے

قاضی ابن عباد بادشاہ اشبیلیہ اور المنذر بادشاہ سرقسطہ اور ابن ذی النون

بادشاہ طلیطلہ کو فرمان شاہی حسب الحکم خلیفہ ہشام[1] باین مضمون بہیجے کہ تم حلف نامے

اطاعت و فرمان برداری کے روانہ کرو اور قرطبہ کو بدستور اس سلطنت کا دارالخلافہ

سمجھو لیکن خلیفہ ہشام کے مرنے کے اس قدر زمانے کے بعد لوگون کا اس

دہوکے مین آنا اگر غیر ممکن نہین تو دشوار تو ضرور تہا کسی نے اس فرمان پر بالکل التفات

نہ کیا۔ ابوالحزم نے جب دیکھا کہ یہ دہوکا اس کا کارگر نہین ہوا تو یہ خود قرطبہ اور اوس کے

مضافات کا بادشاہ بن بیٹھا اور باوجودیکہ اس کی حکومت کا اثر قرطبہ کی چار دیواری

کے باہر بالکل نہ تہا باین ہمہ یہ انصاف اور رحم دلی کے ساتھہ اپنے عہدہ جلیلہ کو

انجام دیتا رہا۔ اس نے ماہ صفر ۴۳۵ھ مطابق ۱۰۴۳ء مین انتقال کیا اور اس کا

[1] یعنی ہشام ثانی جو قرطبہ کے قتل عام مین قتل ہوا تہا۔

بیٹا ابو الولید محمد اپنے باپ کی جگہہ تخت پر بیٹہا یہ بہی مثل اپنے باپ کی دادرسی اور معدلت گستری مین نام پیدا کرتا رہا۔ اخیر عمر مین جب انحطاط و کمزوری نے اس کو بالکل بیکار بنا دیا تو اس نے اپنے بیٹے **عبد الملک** کو تخت پر بٹہا کر خود دنیا سے کنارہ کشی اختیار کی **عبد الملک** چند روز کے بعد تخت سے علیحدہ کر دیا گیا جس کا ذکر ہم آگے چل کر تحریر کرین گے۔

اس زمانہ غدر اور طوائف الملوکی مین **بنی عباد**[1] شاہان **اشبیلیہ** اور **الغرب** نے بہی بہت کچہہ سرمایہ نیک نامی کا جمع کیا تہا۔ اس خاندان کا سب سے مشہور بادشاہ **المعتمد ابن عباد** تہا جس کا ذکر مورخین اور شعراء نے جابجا کیا ہے اس کی حالات دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ **بغداد** کے خلفائے بنی عباسیہ کا علم و لیاقت اور حلم و مروت مین ہمعصر تہا جس کی بہت کچہہ تعریف **ابو بکر عیسیٰ** ایک مشہور مورخ ساکن **اشبیلیہ** نے اپنی کتاب الاعتماد فی اخبار بنی عبادین کی ہے بعض **افریقہ** کے شعراء نے اس خاندان کی بہت کچہہ ہجو اور مذمت مین بہی طبع آزمائی کی لیکن یہ لوگ معدودے چند ہین۔ زیادہ تر مصنفین جن کی کتابین ہماری نظر سے گزری ہین

[1] خاندان عباد کا پہلا شخص جس نے اندلس مین سکونت اختیار کی تہی عطاف تہا دریہ ۱۴۳ ہجری ۷۴۱ء مین امیر بلج ابن بشر کے ساتہہ اندلس آیا تہا بنی عباد کی ترقی کا بانی ابو الولید اسمٰعیل ابن قریش تہا جو بزمانہ خلیفہ ہشام المؤید باللہ صاحب الشرطیہ یعنی کوتوال دیہہ اشبیلیہ کا عالم مقرر ہوا بعد ازان اشبیلیہ کی حکومت اس کے بیٹے محمد ابو القاسم کی سپرد کی گئی جو زمانہ غدر مین خود مختار بن بیٹہا۔ المقری

وہ سب اس خاندان کی تعریف او عظمت و شان مین ہمزبان ہین۔

اس کے قبل ہم تحریر کر چکے ہن کہ ۴۱۴ھ مین جب **القاسم ابن حمود** **قرطبہ** سے ہزیمت پا کر شہر **اشبیلیہ** آیا تو یہان کے باشندون نے دروازے بند کر دئے اور یہ صاف طور سے ظاہر کر دیا کہ اس خاندان کی حکومت ہم کو منظور نہین اور امرای شہر مین سے تین امیرون کا انتخاب کر کے مساوی اختیارات کے ساتھ ان کو حاکم مقرر کیا۔ ان امیرون مین قاضی **ابن عباد** بھی شریک تھا۔ یہ شخص اپنے شرکا سے کہین زیادہ لائق اور بندۂ حرص تھا ایک قلیل عرصہ مین اس نے اپنی چالاکی سے دیگر شرکا کو معطل و بیکار کر دیا اور خود بلا شرکت غیرے حکومت کرنے لگا لیکن **یحییٰ ابن علی** کے تصفیہ کے بعد اس نے دیکھا کہ سلطنت اندلس پر قبضہ کرنیکے لیئے سب سے اہم ضرورت یہ ہے کہ کسی ترکیب سے خاندان امیہ کے باقی ماندگان کو اپنا معاون اور مددگار بنانا چاہیئے۔ پس اس نے بھی وہی طریقہ اور روش اختیار کی کہ جس کے ذریعہ سے **ابوالحزم** اور **واضح** نے ملک پر قبضہ کرنا چاہا تھا **ابن عباد** نے بہ تشکل تمام **ہشام المؤید باللہ** کا ہمشکل اور ہم وضع ایک شخص پیدا کیا اور بحیثیت حاجب یہ حکم دیا گیا کہ امیرالمومنین زندہ ہے لہذا بمقتضای خیرخواہی و خیراندیشی اہل اندلس کو چاہیئے کہ خلیفہ کی زندگی مین اس کی اطاعت

اور خانہ جنگی کو موقوف کرین۔ چونکہ دروغ کو فروغ ممکن نہین یہ بہی مثل ابوالحزم وغیرہ ناکام رہا مگر طمع ملک وہان نے اس کو خاموش نہ رہنے دیا اوس وقت اس نے اپنے بیٹے اسمٰعیل کو محمد ابن عبد اللہ البرزالی بادشاہ قرمونہ پر یورش کا حکم دیا محمد ابن عبد اللہ نے باداد بادشاہ غرناطہ اور مالقہ اسمٰعیل کو شکست کامل دیکر ۴۳۱ھ مطابق ۱۰۴۰ء مین قتل کر ڈالا۔ اس کے دو برس بعد اخیر جمادی الاول ۴۳۳ھ مین قاضی ابن عباد نے بہی انتقال کیا اس کے بعد اس کا بیٹا ابو عمرو عباد فخر الدولہ المعتضد باللہ تخت نشین ہوا اس نے اپنی لیاقت و فراست سے وہ قوت و عظمت حاصل کی کہ دیگر شاہان اندلس اس کے رعب وداب سے متاثر ہونے لگے۔ اس نے علاوہ دیگر مقامات کے شہر قرطبہ پر بہی قبضہ کر لیا تہا اس کی عمر زیادہ تر میدان جنگ مین صرف ہوئی اور جو لوگ کہ اس کی خاص شمشیر خون آشام کے لقمہ ہوئے تہے اون کے سرون کو اس نے ایک خاص مکان مین جمع کیا تہا جن کو یہ روز جا کر بہت دیر تک بنظر عبرت دیکہا کرتا تہا اور بعض وقت اس ہولناک سما سے رحم کا دریا اس کے سینے مین ایسا جوش زن ہوتا تہا کہ بیساختہ اس کی آنکہون سے آنسو جاری ہو جاتے تہے اور اپنے مظالم پر آپ نادم ہوتا تہا لیکن یہ حالت اسپر صرف اس مکان مین طاری ہوئی تہی

اس مقام سے باہر آتے ہی مثل سابق سنگ دل ہوجاتا تہا۔ اس کو شعر و سخن سے بہت شوق تہا۔

المعتضد باللہ نے جمادی الآخر ۴۶۱ھ مطابق ۱۰۶۹ء مین اٹہائیس برس کی مستقلانہ حکومت کے بعد انتقال کیا اور اس کا بیٹا المعتمد علی اللہ انتیس سال کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ یہہ نہایت منصف مزاج اور رحیم بادشاہ تہا اس کے زمانہ حکومت مین رعایا اور ملک امن اور چین مین رہا۔ ۴۷۵ھ مطابق ۱۰۸۲ء مین ایک یہودی ابن شالب نامی مع چند عیسائی امراء کے منجانب ادفونش[1] سالانہ روپیہ لینے کی غرض سے اشبیلیہ آیا۔ یہہ تو پہلے معلوم ہوچکا ہی کہ اندلس چہوٹی چہوٹی ریاستون مین تقسیم ہوجانے کے بعد ہر امیر اور بادشاہ عیسائیون کی خوشامد کرتا تہا اور عیسائی جن سے زیادہ فائدہ پہونچتا تہا اون کے معاون اور طرفدار بن جاتے تہے۔ شاہان اشبیلیہ نے بہی ایک کثیر التعداد رقم کی لالچ دیکر ان لوگون کو اپنا طرفدار بنالیا تہا۔ غرض بادشاہ نے ابن شالب کے شہر مین داخل ہوتے ہی فوراً وہ رقم اس یہودی کو بہجوا دی لیکن اس نے روپیہ لینے سے انکار کردیا اور یہ کہا کہ مین سوائے خالص سونے کے اور کچہہ نہ لون گا اور سال آیندہ سے اس ملک کا پورا محاصل ادا کیا کرو۔ جب یہ روپیہ المعتمد کے پاس واپس آیا اور اس

[1] انگریزی مین الفانزو کہتے ہین۔

یہودی کی گستاخانہ گفتگو سے اطلاع ہوئی تو اس نے اس یہودی کو سپاہیون کے ذریعہ سے بلایا اور حکم دیا کہ ایک تختے پر لٹا کر اس کے ہاتھون اور پیرون مین میخین ٹھونک دو۔ یہودی نے بالحاح وزاری عرض کیا کہ اگر تو مجکو چھوڑ دے تو مین اپنے ہموزن سونا تجھکو تول دیتا ہون المعتمد نے اسی حالت غضب مین جواب دیا کہ اگر تو اپنی جان کی عوض تمام افریقیہ اور اندلس کی حکومت بہی مجھکو دے تب بہی تیرے قتل سے باز نہ آون گا ابن شالب قتل ہوا اور اس کے ہمراہ جس قدر عیسائی آئے تھے قید کر دئے گئے۔ جس وقت اس واقعہ کی اطلاع الفونش[1] کو ہوئی اس نے اپنی ملازمون کی رہائی کی درخواست کی۔ بادشاہ نے اون کو فوراً چھوڑ دیا۔

عیسائیون کی قوت روز بروز بڑہتی جاتی تہی اور اسی قسم کے موقعون کے یہہ منتظر رہا کرتے تھے ادفونش نے اپنے ملازمین کی رہائی پر اکتفا نہین کیا اور قسم کہائی کہ جبتک مین آبنائے طارق تک نہ جا پہونچون گا کہین دم نہ لون گا جس وقت المعتمد کو یہ خبر ہوئی کہ الفونش فساد پر آمادہ ہے اور اپنے مین اس کے مقابلے کی طاقت نہ پائی اوسی وقت جہاز پر سوار ہو کر افریقیہ آیا اور یوسف ابن تاشفین سے جو اوس زمانے مین سوطا کا محاصرہ کیئے ہوئے تہا مدد کا وعدہ لیا اور واپس آکر فراہمی فوج وغیرہ مین نہایت سرگرمی کے ساتہہ مشغول ہوا اسی اثنا مین یوسف بہی

[1] الفانزو کو ادفونش اور الفونش دونون کہتے ہین۔

حسب وعدہ مع فوج **اشبیلیہ** پہونچا اور بمقام **زلاقہ** ایک جنگ عظیم واقع ہوئی۔ جس مین عیسائیون کو شکست فاش ہوئی اِس جنگ کے بعد **یوسف** **افریقیہ** واپس چلا گیا لیکن **اندلس** کی زرخیزی اور کمزوری دیکھکر اس کے دل مین یہان کی حکمرانی کی ہوس پیدا ہوئی۔ چنانچہ یہ دوبارہ **اشبیلیہ** آیا **المعتمد** کو بھی **یوسف** کی بلاوجہ وتحریک چلے آنے سے بقرائن اس کی نیت فاسد کا حال معلوم ہوگیا **یوسف** نے صرف بغرض دریافت حالات آیا تھا چند روز کے بعد **سوطا** چلا آیا اور وہا **المعتمد** کو لکھا کہ اگر **جزیرۃ الخضرا** مع شہر اور بندرگاہ میرے حوالے کردیا جائے تو مین بھی ہمیشہ تمہاری مدد پر آمادہ رہون گا **المعتمد** نے اس درخواست کے منظور کرنے مین پہلوتہی کی **یوسف** دفعتاً سو جنگی جہاز لیکر اس جزیرے کے سامنے نمودار ہوا **یزید بن المعتمد** نے اپنے باپ کو اس یورش کی خبر دی **المعتمد** نے اپنے مین قوت مقاومت نہ پاکر **یزید** کو حکم دیا کہ جزیرہ **یوسف** کو دیدیا جائے اس خلاف امید کامیابی سے **یوسف** کی ہمت اور بڑھی اور اس نے اپنے فوجی افسرون کو خاص شہر **اشبیلیہ** پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ یہان کی رعایا پہلے **بنی عباد** کی حکومت سے راضی اور خوش تھی اب **المعتمد** کی شرابخواری اور زناکاری اور نیز دیگر قبیح حرکات سے نہ صرف بادشاہ بلکہ اس کے تمام خاندان سے سخت متنفر

ہوگئی تہی **المعتمد** نے ایک حالت نا امیدی اور یاس مین عیسائیون سے مدد چاہی **یوسف** کو جب اس امر کی خبر ہوئی تو اس نے **اشبیلیہ** مین عیسائیون کے داخل ہونے سے قبل ہی فوراً آگے بڑھ کر عیسائیون کا مقابلہ کیا اور اون کو شکست دیکر منتشر کر دیا۔ **المعتمد** نے اس زمانہ غدر و تباہی مین بھی عیش و آرام کو ترک نہ کیا۔

اس کے دوسرے بیٹے **الرشید** نے جب اپنے باپ کو یہ خبر وحشت اثر پہونچائی کہ **یوسف** کی فوج نے شہر کے ایک حصے پر قبضہ کر لیا ہے **المعتمد** بہت پریشان ہوا اور چونکہ ایک صحیح النسب عرب تہا دریائی شجاعت نے جوش مارا شمشیر بکف **باب الفرج** جدہر سے **یوسف ابن تاشفین** کی فوج داخل ہوئی تہی آیا اور بلا خوف یکہ و تنہا دشمن پر جا پڑا اور نقارچی کو قتل کرتا ہوا قلب لشکر مین در آیا اوس کی شجاعت اور جرأت سے دشمن ایسے متاثر ہوئے کہ حالت پریشانی مین کچھہ تو دروازون کے باہر نکل آئے اور جو فصیلون پر چڑہ گئے تہے اونہون نے اپنے تئین خندق مین گرا دیا **المعتمد** نے دروازہ اپنے سامنے بند کرا دیا اور پہر قلعہ کا معائنہ کرتا ہوا **باب الساغین** پر آیا یہان اپنے بیٹے **مالک** کو مقتول پایا کچھہ دیر تک یہہ اپنے بیٹے کی لاش پر خاموش کہڑا رہا لیکن یہہ وقت رنج و غم کا نہ تہا دشمن ہر طرف سے متواتر حملے کر رہے تہے یہ قلعے کے اندرونی حصے مین چلا آیا **یوسف** کی فوج پہر قلعہ

سے اندر داخل ہوئی المعتمد نے محض اس وعدے پر کہ اس کو زندہ چلا جانے دین گے شہر کو دشمن کے حوالے کر دیا۔ یوسف نے شہر پر قبضہ کرنے کے بعد المعتمد کو افریقیہ روانہ کیا یہان یہ ۴۸۸ھ م سنہ ۱۰۹۵ع تک تا مرگ قید رہا

ایک دوسری خودمختار ریاست جو سلطنت اندلس کے کھنڈرون پر قائم ہوئی تھی وہ ریاست طلیطلہ تھی جہان بنی ذوالنون نے اپنے خاندان کو قائم کیا تھا اس خاندان کا پہلا بادشاہ جس نے شہر طلیطلہ پر حکومت کی اسمٰعیل ابن عبد الرحمن ابن عمر ابن ذوالنون تھا۔ اس خاندان کے مختصر واقعات یہ ہین کہ یحییٰ اور الفتح اور مطرف ایک بربر افسر موسیٰ ابن ذوالنون حاکم شنت بریہ کے بیٹے تھے۔ موسیٰ کا سلسلہ خاندان السمح سابق والی اندلس سے ملتا ہے ان کی ترقی مدارج کے اسباب یہ ہین کہ سلیمان موسیٰ کا باپ شنت بریہ مین مقیم تھا کہ سلطان عبد اللہ کا ایک خواجہ سرا کسی بیماری سے سخت علیل ہوا۔ سلطان اس سے بہت مانوس تھا۔ سرحد ارغون سے واپسی کے وقت اس خواجہ سرا نے شنت بریہ مین مقام کیا۔ یہان سلیمان نے اس کو اپنے گھر مین اوتارا اور اس کی تیمارداری مین بہت محنت اور مشقت کی۔ اس کے صلے مین اس خواجہ سرا نے سلطان سے سفارش کر کے سلیمان کو اوس کے وطن کا حاکم

مقرر کرادیا سلیمان باوجود اپنے بیٹے **موسیٰ** کی بغاوت و شرارت کے اپنے
بادشاہ کا تادم مرگ خیر خواہ بنا رہا۔ ۲۸۴ھ مطابق ۸۹۸ء مین اس کے انتقال
کے بعد **موسیٰ** اس کی جگہہ حاکم ہوا لیکن چند ہی روز بعد بالزام بغاوت قتل کیا گیا
اس جرم بغاوت مین ملک ضبط ہوا صرف برعایت **سلیمان** ایک قلیل حصہ
ملک سلیمان کے دوسرے بیٹے **یحییٰ** کو عطا ہوا یحییٰ نے اپنے اوایل زمانہ
مین نہایت خیر خواہی اور دیانت سے اپنے کام کو انجام دیا اور جب **محمد ابن
عبداللہ البکری** نے باغیون مین شریک ہوکر قلعہ **ملقون** پر قبضہ کیا تو اوس وقت
یحییٰ نے ربیع الثانی ۳۰۲ھ مطابق ۹۱۴ء مین **محمد ابن عبداللہ** کو بغاوت
کی سزا دیکر اوس کا سر **قرطبہ** بھیجا جس کے صلے مین اس کو تمام صوبے کی
حکومت مل گئی سلطان **عبدالرحمن ثالث** کے زمانے مین **یحییٰ** سے وہ حرکات
سرزد ہوئے کہ جو منجر بہ بغاوت تھے۔ خلیفہ نے اپنے وزیر **عبدالحمید** کو اس کی
تنبیہ کیواسطے بھیجا۔ اس نے **یحییٰ** کو ۳۲۱ھ مطابق ۹۳۳ء مین گرفتار کرکے گرفتہ و
بستہ مع اس کے خاندان کے **قرطبہ** مین حاضر کیا یحییٰ نے بمقام قرطبہ ۳۲۵ھ انتقال کیا
الفتح ابن موسیٰ حاکم **اقلیز** نے **طلیطلہ** پر حملہ کیا اور اپنی فتحیابی کی خوشی کے جوش مین
اس نے ہزیمت خوردہ فوج کا اس قدر دور تک تعاقب کیا کہ ایک بھاگتے سپاہی

نے اس کو قتل کر ڈالا۔

مطرف ابن موسیٰ اپنے باپ کے بعد شہر **ولیدہ**[1] کا حاکم مقرر ہوا تھا ایک جنگ مین **شانجہ** بادشاہ **نوار** کے ہاتھہ گرفتار ہوا لیکن کسی ترکیب سے مع اپنے تین ہمراہیون کے بھاگ آیا۔ یہ ۳۲۷ھ مطابق ۹۴۹ء مین جنگ **الخندق** مین شریک تھا۔ اسی جنگ مین اس نے اپنی دلیری اور جوانمردی سے ناموری حاصل کی اور اس کے صلے مین سلطان **عبد الرحمن ثالث** نے **مدینۃ الفرج** کی حکومت اس کے سپرد کی **مطرف** کا انتقال ۳۳۳ھ م ۹۴۵ء مین ہوا

غرض **اسمٰعیل بن عبد الرحمن** کے بعد اس کا بیٹا **یحییٰ المامون** تخت نشین ہوا اس نے اپنے زمانہ حکومت مین لیاقت و بہادری مین وہ نام پیدا کیا کہ جس سے اس ملک کے عیسائی مرعوب ہوتے تھے **یحییٰ** نے بزمانہ **المعتمد ابن عباد قرطبہ** پر حملہ کیا اور بعد قتل **ابو عمرو ابن المعتمد** شہر پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازان **ابن ابی عامر** حاکم **بلنیسیہ** کو شکست دیکر اس ملک پر بھی مسلط ہو گیا۔

باوجود طوایف الملوکی جب تک کہ ان مختلف خودمختار رؤسا نے اپنے رعب داب سابق کو عیسائیون پر قائم رکھا عیسائی پیش قدمی کرنے سے ڈرتے رہے مگر ان رؤسائے عرب کے نالایق و بے ہنر جانشینون کو کمزور پا کر عیسائی

[1] اس کو ہلیوٹ کہتے ہین۔

منحرف و سرکش ہوگئے۔ سب سے پہلے **ادفونش** نے ۴۷۸ھ مطابق ۱۰۸۵ء
مین بزمانہ **القادر**[1] **ابن ذی النون** جہنڈا بغاوت کا بلند کیا اور **القادر** کو ایسی
شکست فاش دی کہ اوس نے خود محض اس وعدہ پر کہ **بلنسیہ** کی حکومت اس کے
سپرد کر دی جائے گی **طلیطلہ** کو **ادفونش** کے حوالہ کر دیا۔

فرمان روایان **سرقسطہ** کے مختصر حالات یہ ہین۔ خاندان **بنی عامر** کے
خاتمہ کے بعد اور **المہدی** کے زمان حکومت مین **المعتمد ابن یحیی التجیبی** **سرقسطہ**
کی صوبہ داری پر مامور رہا تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا **یحیی** صوبہ دار مقرر رہا جو
بعد چندے **سلیمان ابن احمد ابن محمد** کے ہاتھون معزول ہوا۔ اس خاندان کے
باوقار و رفیع الشان بادشاہون مین **ابوجعفر**[2] **ابن ہود المقتدر باللہ** اور اس کا بیٹا
ابو عامر یوسف المؤتمن[3] شمار کیے جاتے ہین۔ بعد ازان **المستعین**
احمد ابن المؤتمن تخت نشین ہوا۔ اس نے عیسائیون کے مقابلے مین ۴۸۹ھ
مطابق ۱۰۹۶ء مین شکست فاش کہائی اور ۵۰۳ھ مطابق ۱۱۱۰ء مین **سرقسطہ**

---

[1] القادر بادشاہ طلیطلہ یحیی ابن المامون کا پوتا تھا۔ [2] ابوجعفر نے ۴۷۴ھ مطابق ۱۰۸۱ء مین انتقال کیا۔

[3] المؤتمن کو علم ریاضی سے کمال دلچسپی تھی اور اس فن مین اکثر کتب تصنیف کین منجملہ اون کے کتاب الاستکمال
والمناظر اپنی خوبی مطالب مین قابل دید ہے۔ اس نے ۴۷۸ھ مطابق ۱۰۸۵ء مین انتقال کیا۔

کے سامنے عیسائیون کے حملے کو رد کرتے ہوئے میدان جنگ مین شہید ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا **عبد الملک عماد الدولہ** سرقسطہ کی تخت پر بیٹھا لیکن ۵۱۲ھ مطابق ۱۱۱۸ء مین ردمیر نے سرقسطہ پر قبضہ کیا اور **عماد الدولہ** حکومت سے محروم کر دیا گیا۔ اس کے بیٹے **سیف الدولہ** نے اپنے باپ کے انتقال کے بعد اپنے آبائی ملک کے استرداد مین بہت کچھ کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا اور بحالت ناامیدی ویاس مین مع اپنے متعلقین کے طلیطلہ مین گوشہ نشینی اختیار کی اور یہین اس کا انتقال ہوا۔



باب سوم

عیسائیون کی ترقی۔ طلیطلہ پر ادفونش چہارم کا قبضہ۔ شانجہ اول کی فتوحات۔ عیسائیون کے ظلم وزیادتی۔ ادفونش کی گستاخانہ درخواستین۔ ادفونش کا اشبیلیہ پر حملہ۔ المعتمد اور یوسف کا اشبیلیہ مین داخل ہونا۔ ادفونش کی تیاریان۔ فوج عرب کا روانہ ہونا۔ ادفونش کی دغابازی۔ عیسائیون کی شکست۔ ادفونش کا انتقال۔ یوسف کا افریقیہ واپس ہونا۔

یہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہین کہ عربون کے شروع زمانہ حکومت مین ایک عیسائی بلائی نامی ساکن جلیقیہ قرطبہ سے بھاگ کر اپنے وطن کے پہاڑون مین پناہ گیر ہوا تھا اور اپنے ہم مذہبون کو اغوا کر کے بغاوت شروع کر دی تھی وہ زمانہ امیر عنبسہ ابن الکلبی[1] کا تھا۔ چونکہ مسلمانون کا قبضہ قریب قریب تمام اندلس پر ہو چکا تھا اور عیسائی بادشاہ اور رؤسائے اطاعت و فرمان برداری قبول کر لی تھی۔ عربون نے ان چند عیسائیون کی مخالفت کو امر خفیف سمجھکر توجہ نہ کی بلائی مع تیس آدمی اور دس عورتون کے

[1] امیر عنبسہ الکلبی منجانب خلیفہ دمشق اندلس پر حکمران تھا جس کا ذکر جلد اول مین ہو چکا ہے۔

صرف شہد پر وہان زندگی بسر کرتا تہا۔ اس عیسائی کی ہمت و استقلال کو دیکہنا چاہیے کہ اس نے ان تمام آفات ومشکلات کا برداشت کرنا منظور کیا لیکن عربون کی اطاعت کبہی قبول نہ کی اور تادم مرگ مخالف بنا رہا۔ اس نے سنہ ۱۳۲ھ مطابق سنہ ۷۵۰ء مین اُنیس سال بغاوت کے بعد انتقال کیا اس کے بعد اس کا بیٹا **فافلہ**[1] اس کا قایم مقام ہوا اور دو سال تک اپنی قلیل فوج پر حکومت کرتا رہا اس کے بعد **ادفونش ابن بطروہ**[2] حاکم مقرر ہوا۔ غرض پلائی اور اس کے جانشینون نے اپنی تعداد و قوت مین رفتہ رفتہ یہان تک ترقی کی کہ سلطان **عبدالرحمٰن بن ناصر** کے زمانہ حکومت مین جنگ **سمورہ** مین عربون کو شکست دی جس سے اہل جلیقیہ اور **بشکنس** کی ہمت وجرات اس قدر بڑہی کہ انہون نے سرحد فرانس کے قریب سنہ ۳۳۰ھ مطابق سنہ ۹۴۱ء مین شہر **ترکونہ** اور مختلف قلعون پر بہی قبضہ کر لیا لیکن اس زمانے مین جو کچہہ کامیابی عیسائیون کو حاصل ہوئی تہی اوس کا عوض **المنصور ابن ابی عامر** نے ایسا لیا کہ پہر تا شکست سلطنت اندلس عیسائیون مین اس سلطنت پر حملہ کرنے کی جرات پیدا نہ ہوئی المنصور کے زمانہ مین شرق مین شہر **برشلونہ** اور غرب مین شہر **شنت یاقوہ** عیسائیون کے مشہور شہر اسلام کے

---

[1] انگریزی مین فاولہ کہتے ہین۔ [2] اس ہی سے شاہان ادفونش کا سلسلہ شروع ہوا تہا۔

دائرہ حکومت مین داخل ہوئے۔

جب سلطنت اندلس اپنی عمر طبعی کو پہونچی اور طوائف الملوکی پہیلی عیسائیون کو پہر اپنی قوت بڑہانے کا موقع ملا تقریباً سنہ ۴۶۷ھ مطابق سنہ ۱۰۷۴ء مین ادفونش چہارم ابن فرولند نے نہایت محنت و فراست سے تمام خودمختار اسلامی ریاستونکے حالات کو دریافت کیا بعد ازان اپنے ہموطنون کو بشکل تمام بغاوت و جنگ پر آمادہ کیا۔ سب سے پہلے اس نے باوقعت و باقوت امرائے عرب مین اپنی چالاکی و ذہانت سے باہمی نزاع پیدا کرادی اور جب یہ لوگ خانہ جنگی مین مصروف ہوئے تو اس نے چہوٹے چہوٹے روسائے عرب کو بجبر اپنا باج گزار بنا لیا بعد اس کامیابی کے اپنے کو قوی پاکر طلیطلہ پر حملہ آور ہوا اور سات برس کی متواتر جنگ کے بعد سنہ ۴۷۸ھ مطابق سنہ ۱۰۸۱ء مین بزمانۂ القادر باللہ[1] طلیطلہ[2] پر اپنا قبضہ کیا

الغرض ادفونش نے پہلے پہل عدل و انصاف سے کام لیا اور افہام و تفہیم سے مسلمانون کو عیسائی مذہب اختیار کرنے کی ترغیب دی لیکن جب اس نے

---

[1] جیساکہ اوپر بیان ہوچکا ہے القادر باللہ المامون یحیٰی ابن ذی النون کا پوتا تہا اس نے اپنے مین قوت مقاومت نہ پاکر محض اس وعدے پر کہ بلنسیہ کی حکومت اس کے سپرد کردی جائے گی اس نے طلیطلہ کو ادفونش کے حوالہ کردیا تہا۔

[2] طلیطلہ نہایت قدیم شہر تہا جس کو فنیقی یا قرطاجنیون نے دریائے ٹیگس کے کنارے آباد کیا تہا۔ یہہ ایک نہایت مستحکم فصیل سے محصور رہتا شہر کے

دیکھا کہ یہ لوگ اپنے مذہب پر اوسی طرح قایم ہین تو اس نے مسلمانون پر سختیان[۱]
اور مساجد کو برباد کرنا شروع کیا شہر کی بڑی بڑی مسجدون پر جبراً قبضہ کرکے اون کو
گرجاۓ بنانے کا حکم دیا۔ جس روز یہ حکم نافذ ہوا تمام مسلمان طلیطلہ کی مسجد مین
جمع تھے اور نماز کے بعد امام ممبر پر وعظ بیان کر رہا تھا کہ عیسائی مسجد کے اندر گھس آۓ
اور مذہب اسلام کی توہین کے مرتکب ہوۓ۔ مسلمانون نے بمشکل نماز کو
ختم کیا اور پھر روتے ہوۓ باہر نکل آۓ۔

جبکہ جلیقیہ کے عیسائی شمال سے متواتر حملے کر رہے تھے ارغون کا
عیسائی بادشاہ بھی خاموش نہ تھا۔ چنانچہ ۴۵۶ھ مطابق ۱۰۶۴ء مین ارغون
کے عیسائیون نے بہ فوج کثیر بلنسیہ کا محاصرہ کیا یہان کے لوگ جنگ کے لیے
تیار نہ تھے تاہم عیسائیون نے قبل از جنگ حکمت عملی سے کام نکالنا چاہا اور اہل
بلنسیہ کو یہہ دہوکا دیا کہ ہم جنگ و فساد کے لیئے نہین بلکہ اتحاد و دوستی کو ترقی دینے کے
واسطے آۓ ہین۔ اہل بلنسیہ نے جواب دیا کہ فوج کثیر کے ساتھ گردوستی کا دم بھرنا یہہ

بقیہ حاشیہ صفحہ (۴۰) قریب ایک دریا کا پل بھی زمانہ قدیم کا بنا ہوا موجود تھا جو صنعت و دستکاری مین دنیا کی عجائبات سے سمجھا جاتا تھا اسکے قریب
ایک پانی کھینچنے کا پہیہ بنا ہوا تھا پہلے اس آلہ کے ذریعہ دریا کا پانی پل کے اوپر لایا جاتا تھا اور پھر نلون کے ذریعہ سے شہر مین پہونچایا جاتا تھا۔ المقری

[۱] یہ ظلم مسلمانون پر ۴۹۶ھ مطابق ۱۱۰۲ء مین شروع ہوا تھا۔

ایک نئی بات ہے۔ عیسائیون نے جب دیکہا کہ یہ مکہ ہمارا خالی گیا تو یہ کہکر کہ ہم لڑنا نہین چاہتے شہر کے سامنے سے ہٹ آئے اور لطرنہ کے قریب جہاڑی مین مع فوج پوشیدہ ہو گئے **عبد العزیز ابن ابی عامر** نے یہ سمجہکر کہ عیسائی خوف سے بہاگے جاتے ہین ان کا تعاقب کیا لیکن جب **عبد العزیز** کی فوج ان کو ڈہونڈہتی ہوئی حالت بیخبری مین جہاڑی مین داخل ہوئی فتنہ عیسائیون نے چار طرف سے انکو گہیر لیا بیان یہ کیا جاتا ہے کہ سوائے چند مسلمانون کے باقی سب گرفتار یا قتل ہوئے سنہ مذکور مین عیسائیون نے شہر لشبطر[1] پر حملہ کیا الاردملیس[2] جب اپنی فوج لیکر اس قلعہ کے سامنے نمودار ہوا تو **یوسف ابن سلیمان** بادشاہ سرقسطہ نے باوجود اطلاع اس قلعہ کے بچانے کی کوشش نہین کی۔ عیسائیون نے بادشاہ کو غافل و بے پروا پاکر نہایت اطمینان سے قلعہ کا محاصرہ کیا اور ہر طرف سے حملہ آور ہوئے ایک سخت لڑائی کے بعد پانچ ہزار عیسائی بیرونی حصے مین داخل ہو گئے۔ کئی روز تک بازار حرب وضرب جانبین سے گرم رہا باوجودیکہ امداد کی تمام امیدین منقطع ہو گئین تہین اور عیسائی بہی نسبت عربون کے تعداد مین کہین زیادہ تہے تاہم محصنین نے ایک

---

[1] انگریزی مین بربسترو کہتے ہین یہ صوبہ ارغون مین واقع تہا ابن حیان لکہتا ہے کہ یہ مستحکم قلعہ برطنیہ مین جو ارغون کی مضافات سے ہے سرقسطہ کی قریب واقع تہا۔ [2] عربی مورخ سینکو اول بن رامیر کو عموماً اس نام سے موسوم کرتے ہین اور اس کے ہمراہیون کو الاردمریون کہتے ہین

سخت یورش عیسائیون پر کی جس مین تقریباً پانسو عیسائی کام آئے۔ مگر عین حالت خوشی مین عربون کو خبر پہونچی کہ آب رسانی کے نل ٹوٹ گئے ہین اور آمد پانی کی بالکل موقوف ہوگئی۔ فاقہ نے پہلے سے پریشان کر رکہا تہا اب پانی جو مایہ حیات تہا اوس کے بند ہوجانے سے سب ایسے مایوس ہوئے کہ محض اس وعدہ پر کہ عیسائی قتل وغارتگری سے باز رہین گے ہتیار رکہدئے۔ مگر شانجہ نے قلعہ پر قبضہ کرتے ہی خلاف عہد وپیمان قتل[1] عام کا حکم دیا۔ تمام مورخین عرب متفق اللفظ ہین کہ علاوہ اہل فوج کے ہزارہا عورتین اور بچے اور نیز وہ لوگ جن کو جنگ سے کچہہ تعلق نہ تہا بے گناہ قتل ہوئے بقیۃ السیف جبراً غلام بنائے گئے۔ الحاصل جو ظلم وزیادتی اور وحشیانہ حرکات کہ ان عیسائیون سے اس جنگ مین سرزد ہوئین وہ احاطہ تقریر سے باہر ہین۔ امرائے عرب کے اون عیش وآرام گاہون مین جو صنعت اور آرایش مین اپنا نظیر نہین رکہتی تہین عیسائی امیر مقیم ہوگئے اور تمام مال واسباب پر قبضہ کرلیا۔

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان	طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم

شانجہ[2] نے قلعہ برشتر مین پندرہ سو سوار اور دو ہزار پیادے انتظام کی غرض سے چہوڑے اور خود ارغون واپس چلا آیا جب اس وحشت ناک قتل عام

[1] المقری مظہر ہے کہ باشندگان شہر مین سے صرف ایک فاقہ اور دوسرا قاضی جنکے نام ابن الطول اور ابن عیسی تہے قتل سے بچکر بس گئے تہے

[2] سنیکو کو عربی مین شانجہ اور الارذملیس دونون کہتے ہین۔

کی خبرین ملک مین چارون طرف پہلین تومسلمانون کے دل پر اس حادثہ عظیم کا جو اثر ہوا اوس کا اندازہ ممکن نہین مسلمانون نے بالاتفاق اس واقعہ کا باعث احمد المقتدر[1] ابن ہود کو ٹہیرایا المقتدر بوجہ شرم وندامت اس کا انتقام لینے پر مستعد ہوا۔ یہ ایسا موقع تہا کہ اس کی فوج کا ہر سپاہی کفن بسر تہا۔ حمیت عرب جوش زن تہی ایک ہی یورش مین قلعہ کو فتح کر لیا۔ مگر عربون کی شجاعت کو دیکہنا چاہیئے کہ باوجودیکہ عیسائیون نے قتل عام کے وقت زن ومرد مین کوئی فرق نہین کیا جو سامنے آیا اوس کو تہ تیغ کر ڈالا تہا۔ افسران فوج عرب نے قبل از جنگ یہ سخت احکام جاری کیے کہ گو ان عیسائیون نے ہماری عورتون اور بچون کو بہی قتل کیا ہے لیکن اس کی ذمہ داری اون کی عورتون اور بچون پر عائد نہین کی جاسکتی صرف مردون ہی سے انتقام لیا جائے۔ ہان اہل فوج کو اس قدر اجازت ہے کہ اگر کوئی عورت یا بچہ گرفتار ہو تو وہ گرفتار کرنے والے کی ملک سمجہا جائے گا۔

غرض عربون نے اپنے ایک ایک شہید بہائی کے عوض دس دس عیسائیون کو قتل کیا۔ بعد فتح جب فوج کا معائنہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس معرکہ عظیم مین صرف پچاس[2] عرب سپاہی شہید ہوئے۔

[1] بادشاہ سرقسطہ جس کی بے پروائی سے یہ قتل عام ہوا تہا۔ [2] المقری۔

ہم اپنے عنان قلم کو پہر طلیطلہ کی طرف موڑتے ہین ادفونش نے جس وقت اپنے کو اس زرخیز حصۂ سلطنت اندلس کا حاکم پایا اس کی عقل کوتہ اندیش نے اس کے دل مین تمام اندلس کے فتح کرنے کی ہوس پیدا کی اسی نیت سے ابن الافطس بادشاہ بطلیوس اور المعتمد ابن عباد بادشاہ اشبلیہ کی حدود مین قدم بڑہانا شروع کیا۔ ان بادشاہون نے محض بخیال امن اس کو ایک رقم کثیر سال اوا کرنے کا وعدہ کیا اس واقعہ کے چند روز بعد المعتمد چونکہ بادشاہ المیریہ کے ساتہہ جنگ مین مشغول تہا اس رقم کی ادائی مین کچہہ دیر ہوئی اور جس وقت رقم مقررہ ادفونش کے پاس پہونچی اس نے رقم لینے سے انکار کیا اور کہا کہ اس تاخیر کی پاداش مین چند قلعہ بہی مجہکو دیئے جائین علاوہ برین اس بانی شر و فساد نے ایک یہ بہی گستاخانہ درخواست کی کہ اس کی بی بی القمجہ[1] کو جو اوس زمانے مین حاملہ تہی تا وضع حمل قرطبہ کی مسجد مین رہنے کی اجازت دی جائے اور قصر الزہرا بہی اس کی بی بی کے قبضے مین دیدیا جائے المعتمد نے اس درخواست کو فوراً نا منظور کر دیا جب عیسائی سفیر نے زیادہ اصرار کیا تو المعتمد نے حالت غضب مین دوات اوٹہا کر اس زور سے اس یہودی کے سر پر ماری کہ وہ فوراً مر گیا حاضرین دربار اور علمائے وقت نے اس امر مین المعتمد کی تائید کی اور کہا کہ جب سفیر

[1] انگریزی مین کونسٹنزا کہتے ہین۔

خاص بادشاہ کے ساتھہ بے ادبانہ اور گستاخانہ گفتگو کا مرتکب ہو تو اوس کو حاکم وقت ہر طرح کی سزا دے سکتا ہے۔ **ادفونش** نے جب اپنے سفیر کے قتل کا واقعہ سُنا تو حالت غصہ مین قسم کہا کر کہا کہ مین **المعتمد** کو بغیر سزا دئے آرام نہ لون گا اس نے فوراً اپنی فوج کو فراہم اور افسر فوج کو حکم دیا کہ وہ **بیجتہ** اور اوس کے مضافات کو تاراج کرتا ہوا بمقام طریانہ[1] انتظار کرے۔ غرض ادفونش اور اس کا افسر دونون زرخیز ملکون کو تباہ کرتے ہوئے دریای **وادی الکبیر** کے کنارے پر **اشبیلیہ** کے محاذی خیمہ زن ہوئے یہان سے **ادفونش** نے ایک نہایت توہین آمیز خط **المعتمد** کو اس مضمون کا لکہا کہ "مین اس مقام پر بہت دیر ٹہیر چکا ہون اور یہان کی گرمی اور مکہیون نے مجکو بہت پریشان کر رکہا ہے تم اپنا محل خاص میرے نظر کرو تاکہ اس کے سایہ دار درختون مین نہرہای شیرین کے کنارے آرام لون" **المعتمد** نے اسی خط کی پشت پر یہ جواب لکہا کہ "ہم نے تیرا خط پڑہا جس سے تیرا غرور و تکبر مترشح تہا انشاءاللہ تعالی چند روز مین ہم تجہکو اپنے بہادر سپاہیون کی ڈہال کے سایہ مین سُلا دین گے" **ادفونش** اس جواب کو پڑہکر کچہہ دیر سرنگون رہا اور پہر چونکہ ایک نہایت چالاک اور دغاباز آدمی اور عربون کے خیالات سے پوری واقفیت رکہتا تہا۔ قبل از جنگ اس نے اپنے جاسوسون کے ذریعہ سے تمام ملک مین اس خبر کو

[1] یہ مقام اشبیلیہ کے قریب واقع تہا۔

مشتہر کیا کہ **المعتمد** نے امیر **یوسف** کو **افریقہ** سے ایک فوج کثیر کے ساتھہ اپنی مدد کے لیئے طلب کیا ہے اور وہ عنقریب **اندلس** مین داخل ہونے والا ہے مسلمانون نے عام طور پر یہ خبر سُن کر خوشیان منائین لیکن روسای عرب کو یہ حرکت **المعتمد** کی بہت ناگوار گزری اور بعض نے **المعتمد** کو بغرض سرزنش یہ لکہا کہ تو نے بغیر ہماری رائے اور مشورہ کے **یوسف** کو طلب کیا ہے کیا تجہکو یہ مقولہ یاد نہین کہ **"الملک عقیم والسیفان لا یجتمعان فی غمدٍ واحدٍ"**[1] **المعتمد** نے جواب دیا کہ "مجہکو سورون کی پاسبانی سے اونٹون کی نگہبانی پسند ہے" اس جواب مین کنایہ یہ تہا کہ **ادفونش** کا قیدی بن کر سورون کی نگہبانی کرنے سے **یوسف** کا قیدی بن کر افریقہ کے براعظم مین اونٹون کی پاسبانی کرنا بدرجہا بہتر ہے اس نے یہ بہی کہا کہ اگر مین ایک مسلمان کو اپنا معاون و مددگار قرار دون گا تو میرا خدا بہی مجہہ سے خوش رہے گا اور اگر مین کسی عیسائی کی اطاعت و فرمانبرداری قبول کرون گا تو معلوم نہین کہ مجہپر کیا غضب الٰہی نازل ہو اس جواب نے ان لوگون کے غصے کو ایک حد تک نرم کیا

المعتمد نے **المتوکل عمرو ابن محمد** بادشاہ **بطلیموس** اور **عبداللہ بن جاتوس** بادشاہ **غرناطہ** کے قاضیون کو طلب کیا اور **قرطبہ** کے قاضی القضاۃ

[1] ملک بغیر وارث کے اور سیف یہ دو چیزین ایک کاٹھی مین سما نہین سکتی ہین۔

ابو بکر عبد اللہ ابن ادہم کو بہی جو ایک با خبر اور صائب الرائی شخص تہا بلا بہیجا اور ان تینون کو اپنے وزیر ابو بکر ابن زیدون کے ساتہہ بطور سفارت امیر یوسف کے پاس افریقیہ روانہ کیا المعتمد کی اس دوراندیشی سے اس ملک کے عام مسلمانون کے دم مین دم آیا اور انہون نے ابن ادہم پر یہ پورے طور سے ظاہر کر دیا کہ اگر امیر یوسف اس موقع کو غنیمت جان کر بدنیتی کو اپنے دل مین جگہہ دے اور اس ملک پر مسلط ہو جائے تب بہی چونکہ وہ مسلمان ہے اوس کی حکومت بہ نسبت کافرون کے ہم کو ہر طرح منظور ہے۔

اوس زمانے مین ابن تاشقین افریقیہ مین اپنے دائرۂ حکومت کو وسیع کر رہا تہا۔ اس نے تمام مغرب الاقصیٰ پر قبضہ کیا اور دو مشہور شہر مراکش اور تلمسان الجدید کی بنا ڈالی اس کا قصد تہا کہ ادہر سے فارغ ہو کر اندلس کو بہی اپنے قلمرو مین شامل کرے اس کی فتوحات و شجاعت کا سکہ اطراف و جوانب کے بادشاہون کے دلون پر جم گیا تہا بالخصوص اندلس مین مسلمانون سے زیادہ عیسائی اس کے نام سے لرزتے تہے اور خوب جانتے تہے کہ یہان کسی عیسائی بادشاہ مین اس شخص کے مقابلے کی جرأت و ہمت نہین ہے۔ اندلس کے چہوٹے بڑے رئیس عیسائیون کے دست تطلّم سے پریشان ہو رہے تہے اور سب کی نظرین یوسف ہی پر پڑتی تہین

لیکن ان کو خوف یہ تہا کہ **یوسف** عیسائیون کو سزا دینے کے بعد کہین ہماری ریاستون پر قبضہ نہ کرلے پس **المعتمد ابن عباد** بادشاہ **اشبیلیہ** کے سفارت بہیجنے کے قبل محض اس افواہ پر کہ **یوسف اندلس** کی تسخیر کا بہی قصد رکہتا ہے روسائی اندلس نے باہم متفق ہوکر اس مضمون کا خط **یوسف** کے پاس بہیجا کہ ”اگر تو اس ملک پر فوج کشی نہ کرے اور ہم کو اپنے ظل عاطفت مین پناہ دے تو تیرا یہ فیاضانہ برتاؤ تیرے نام کو صفحہ ہستی پر ہمیشہ کے لیئے برقرار رکہے گا۔ اور ہم خوب جانتے ہین کہ اگر ہم تجہکو اپنا سرپرست بنائین تو تمام دنیا ہمکو دور اندیش اور صائب الرائی اور اپنے ملک کا سچّا خیرخواہ سمجہے گی۔ ہم درخواست کرتے ہین کہ تو اس سرپرستی کو منظور کرے۔ اس مین صرف ہمارا ہی فائدہ نہین بلکہ تجہکو اس عظیم الشان سلطنت کے قیام و استحکام مین بہی بہت کچہہ مدد ملے گی“ **یوسف** کے پاس جب یہ خط پہونچا چونکہ یہ خود زبان عربی سے اچہی طرح واقف نہ تہا اس نے اپنے معتمد کو ترجمہ کا حکم دیا **یوسف** ایک نہایت سمجہدار شخص تہا اس نے اس خط کا مضمون سُن کر اپنے معتمد سے رائ طلب کی اوس نے عرض کیا کہ ”اَی بادشاہ سچی عظمت و بزرگی وہ چیز ہے کہ جو بلا جنگ و جدل لوگون کو مطیع و فرمان بردار بنا لیتی ہے ایسے خوش قسمت باقوت بادشاہ کا یہ فرض ہے کہ ترحم و انصاف کو اپنے

ہاتھہ سے نہ چہوڑے اور جو لوگ کہ معافی کے خواستگار ہون اون کی درخواستون کو شرف قبولیت عطا فرما کر اپنے فیاضانہ برتاؤ سے ان کے دلون پر ایسا قبضہ کرے کہ اوس کا رعب و داب انہین لوگون کے ذریعہ سے دور دور کے ملکون پر اپنا اثر ڈالے - زمانہ سابق کے کسی بادشاہ نے کیا اچہا کہا ہے کہ رحم دل اور فیاض آدمی پہلے اپنے ہمسایون کا سرپرست اور پہر ان کا حاکم اور پہر اون کا بادشاہ بن جاتا ہے"

امیر یوسف نے اپنے معتمد کی رائی کی بہت تعریف کی اور حسب ذیل جواب لکہوایا "منجانب **یوسف ابن تاشقین** بعد سلام سب کو معلوم ہو کہ جو ملک تمہارے قبضے مین اس وقت ہے وہ تم کو مبارک رہے - اور مجہکو یقین ہے کہ تم اس کی حفاظت مین کوتاہی نہ کروگے اور چونکہ ہم تمہارے سچے خیرخواہ ہین ہم چاہتے ہین کہ ہم اور تم ایک دوسرے کو مثل بہائیون کے سمجہین اور ہر امر مین خدائی تعالیٰ سے مدد مانگتے رہین" اس کمال اطمینان بخش و تسلی دہ جواب سے جملہ اہل اندلس نہایت شادان و فرحناک عیسائیون کی طرف متوجہ ہوئے -

الغرض جب **المعتمد** کی سفیر **سوطہ** پہونچے اور اپنے اسناد اور بادشاہ کے خطوط پیش کر کے **یوسف** کے سامنے ملک **اندلس** کی دردناک حالت کا مختصر طور پر ذکر کیا تو اس امیر نے ان لوگون کی بہت کچہہ تشفی اور دلجوئی کی اور کہا کہ تمہارے

آنے کے قبل ہی ہم کو عیسائیون کی اور بالخصوص اوس بانی شر و فساد یعنی
ادفونش کی ظلم و زیادتی کی خبر پہونچ چکی تھی تم اپنے بادشاہ کو اطلاع دو کہ جہان تک
ممکن ہو سکے گا اندلس پہونچکر ان کافرون کو ایسی سزا دی جائیگی کہ پہر ان کو بہی
سر اوٹھانے کی مجال نہ رہے گی۔ اس واقعہ کے چند ہی روز بعد یوسف مع
فوج جزیرۃ الخضرا آیا یہان چونکہ پہلے ہی سرکاری طور پر اس کے آنے کا
اعلان ہو چکا تھا عوام الناس نے اس کی اور اس کی فوج کی وہ مدارات کی
اور تمام ضروری سامان بلا طلب مہیا کیا جس سے یہ امیر بہت خوش ہوا اور یہان سے
فوراً فوج کو اشبیلیہ کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا۔ المعتمد نے اپنے بیٹون کو
اس کے استقبال کے لیئے بہیجا اور جو مقامات کہ راستے مین پڑتے تہے
وہان کے حاکمون کو تاکیدی حکم تہا کہ یوسف اور اس کی فوج کو کسی طرح تکلیف
نہ پہونچنے پائے۔ جب امیر یوسف کی فوج ترتیب وار شہر کے سامنے نمودار
ہوئی المعتمد خود مع سو سوار اور تمام امرائی دربار یوسف کے استقبال کے
لیئے شہر سے باہر نکل آیا یوسف کے خیمے کے قریب یہ دونون امیر نہایت محبت
و اخلاق سے بغلگیر ہوئے۔ وہ رات ان دونون نے اپنے اپنے خیمون مین بسر کی
اور دوسرے روز صبح کو حسب خواہش المعتمد یہ دونون گہوڑون پر سوار نہایت کر و فر

کے ساتھہ شہر اشبیلیہ مین داخل ہوئے کوئی بادشاہ اور امیر اندلس کا ایسا نہ تہا کہ جس نے تحائف اس کے لیئے نہ بہیجے ہون اکثر تو بذات خود مع لشکر موجود تھے اودہر جب ادفونش کو یوسف کے اس ملک مین آنے کی خبر پہونچی اس نے فوراً قریب و دور سب طرف کے حاکمون کو اپنی مدد پر آمادہ کیا اور ایک فوج کثیر جمع کرنے کے بعد اپنے دشمن کے حالات دریافت کرنے کے لیئے جاسوس روانہ کیئے اور المعتمد کو ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ "تمہارا دوست یوسف معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ملک سے بیزار ہو کر تمہارے ملک مین دائمی طور پر سکونت اختیار کرنا چاہتا ہے لیکن مین اس کو مرتے دم تک آرام نہ لینے دون گا ظاہر ہے کہ تمہاری محبت نے اس کو ایسا بیقرار کیا کہ اس نے تمہارے افریقہ آنے کا بہی انتظار نہین کیا بلکہ خود تمہارے پاس اپنی محبت اور دوستی جتانے کو چلا آیا" اس کے بعد ادفونش نے اپنے امرائے دربار کو جمع کیا اور کہا کہ "بہت کچھہ فکر و غور کے بعد مجھکو مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مین دشمن کو درہائے کوہ سے اپنی سرحد مین آنیکا موقع ندون بلکہ اپنی سرحد سے باہر دشمن کے حدود مین اس کا مقابلہ کرون اس لیئے کہ اگر عرب ہماری سرحد مین گہس آئے اور میدان جنگ مین ہم کو ناکامی حاصل ہوئی تو یہ لوگ ملک کو برباد کرنے کے علاوہ ہم مین سے ایک کو بہی زندہ نہ چہوڑین گے

اور ہمارے ملک پر قبضہ کرنے مین انکو بہت کچھہ آسانی ہوگی۔ بخلاف اس کے
اگر لڑائی انہین کے ملک مین واقع ہوئی اور اگر وہ بفرض محال کامیاب بہی
ہوئے تب بہی اون مین اتنی قوت باقی نہ رہے گی کہ وہ ان درّہ ہای کوہ سے گزر کر ہمارا
تعاقب کرین اور اگر ہم کامیاب ہوئے تو ہم کو ان کے ملک کی تسخیر کا عمدہ موقع
ملے گا۔ ان وجوہ سے مین نے مصمم قصد کر لیا ہے کہ دشمن ہی کے ملک مین ان کا
مقابلہ کیا جائے۔" اس کے امرا نے اس رائے کی تائید کی **ادفونش** مع
اوس فوج کے جس کی ہمت وجرأت پر اس کو کامل بہروسا تہا **اشبیلیہ** کی سرحد
کی طرف روانہ ہوا اور باقی کو تا صدور حکم ثانی وہین رہنے کا حکم دیا۔ **ادفونش** نے
جب اپنی چالیس ہزار فوج کا معائنہ کیا تو بیساختہ از راہ کبر وغرور اس کے مُنہہ سے
نکلا کہ "مین ان بہادرون کے ساتہہ جن اور دیو کا بلکہ اگر فرشتے بہی آسمان سے آئین
تو اون کا مقابلہ کر سکتا ہون"

المختصر **ادفونش** منزل بمنزل چلا آتا تہا کہ راستے مین ایک مقام پر اس نے
یہہ خواب دیکہا کہ یہ ایک ہاتہی پر سوار ہے اور ہاتہی اپنی سونڈ نقارے پر مار رہا ہے
خوف سے اس کی آنکہہ کہل گئی اور اسی حالت پریشانی مین اس نے اپنے پادریون کو
جمع کیا اور اس خواب کی تعبیر پوچھی جب ان سے اس کا اطمینان نہ ہوا تو اس نے

ایک یہودی کو بہت کچھہ روپیہ دیکر کہا کہ تو کسی عرب عالم سے اس کی تعبیر دریافت کر
یہودی نے بدقت تمام ایک عرب سے ملاقات کی اور اوس سے یہ خواب بیان کیا
عرب نے سن کر کہا کہ تو بالکل جھوٹا ہے تو نے یہ خواب نہین دیکھا بلکہ اوس کا دیکھنے والا
ایک دوسرا شخص ہے اور جب تک تو اوس کا نام نہ بتاوے گا مین اس کی تعبیر نہ بتاؤنگا
یہودی نے بالآخر مجبوراً **ادفونش** کا نام بتادیا۔ عرب نے سورۂ اصحاب فیل
پڑہا اور کہا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ ایک صدمۂ عظیم **ادفونش** اور اوس کی فوج کو
پہونچنے والا ہے۔ نقارہ پر سونڈ مارنے کے یہ معنی ہین کہ **ادفونش** کے منہہ پر ایک
شدید زخم جنگ مین پہونچے گا۔ یہودی واپس آیا لیکن اس کی ہمت نہ ہوئی کہ صحیح صحیح
تعبیر **ادفونش** کو سنائے اس نے اپنی جانب سے ایک اور بات گھڑ کر **ادفونش** کا اطمینان کر دیا
ادفونش نے اپنا رعب ڈالنے کی غرض سے ایک خط **یوسف** کو لکھا۔
جس مین علاوہ اپنی فوج و سامان کی تعریف کے دشنامہای مغلظہ بھی درج تھین۔
یوسف نے اپنے معتمد **ابوبکر ابن القصیر** کو اس خط کے جواب لکھنے کے لیئے
حکم دیا **ابوبکر** ایک عالم شخص تھا اس نے ایک مطول اور مدلل مسودہ تیار کیا **یوسف**
نے یہ کہکر کہ اس قدر عبارت آرائی کی ضرورت نہین **ادفونش** کے خط کی پشت پر
یہ مختصر سا جملہ "الذی یکون ستراہ" یعنی جو شخص زندہ بچے گا وہی دیکھے گا۔ لکھکر خط واپس

کر دیا اس مختصر اور پر مضمون جملے کو پڑھکر ادفونش مارے خوف کے کانپنے لگا اور

یہ کہا کہ مجھکو ایک بڑے بہادر سپاہی سے سابقہ پڑنے والا ہے دیکھنا چاہیے کہ

انجام کیا ہوگا۔ ادھر یوسف اپنے مدمقابل کی نقل و حرکت سے باخبر تھا اس نے

جب سنا کہ ادفونش کی فوج دریائے کوہ سے نکل کر سرحد اشبیلیہ مین داخل ہو رہی

ہے یہ بھی اپنی فوج لیکر آگے بڑھا اور المعتمد اس کے پیچھے مع اپنے لشکر کے

بغرض امداد روانہ ہوا۔

یہہ دونون امیر نہایت شان و شوکت کے ساتھہ شہر بطلیوس کے

سامنے وارد ہوئے۔ یہان کا بادشاہ المتوکل عمرو ابن محمد ان کے ساتھہ بڑا

پیش آیا اور یوسف کو اطلاع کی کہ ادفونش سرحد کے قریب پہونچ گیا ہے۔

یوسف نے فوج کی روانگی کا حکم دیا زلاقہ کے قریب دونون فوجین ایک دوسرے

کے سامنے ہوئین المعتمد چونکہ دشمن کی دغابازی سے بخوبی واقف تھا اس لیے

بذات خود انتظام کی طرف متوجہ ہوا اور راتون کو بغرض حفاظت مثل معمولی سپاہیون کے

لشکر کا گشت لگایا کرتا تھا یوسف نے قبل از جنگ اسلامی قواعد کے موافق

ادفونش کو لکھا کہ "تو ہمارے مذہب پاک کو اختیار کر اور اگر یہہ تجھکو منظور نہین تو خراج

دینا قبول کر ورنہ جبرا تجھکو عروس موت سے بغل گیر ہونا پڑے گا۔ یہہ ہم کو معلوم ہوا ہے

ے یہ شہر بطلیوس (باڈاجوز) کے شمال کی جانب واقع ہے۔

که ایک دفعه تو نے ہمارے پاس **افریقه** آنے کا قصد ظاہر کیا تہا لیکن افسوس ہے
که تو نے اپنے ارادے کو پورا نہین کیا اور اب ہم نے تیری اوس امید کو پورا
کیا که ہم خود یہان موجود ہین اور تیری دعاؤن کے اثر کو دیکھنا چاہتے ہین" اس
خط کے پہونچتے ہی اہل نصاریٰ نے صلیب کو ہوا مین بلند کیا اور انجیلون پر قسمین
کہائین که ہم بغیر مرے پیچھے نه ہٹین گے اودہر علمائے وقت نے جہاد کے فضائل
سنا کر عربون کے دلون مین جوش فتح و شہادت پیدا کیا۔ رجب ۴۷۹ھ مطابق ۱۰۸۶ع
بروز چہارشنبه **ادفونش** مقابلے کی غرض سے آگے بڑہا عرب بہی سامان حرب
سے آراسته مقابلے کے منتظر تہے۔ دفعتاً عیسائی فوج ٹہیر گئی اور ایک شخص نے
منجانب **ادفونش** **یوسف** کو یه پیام پہونچایا که اب جمعه آنے والا ہے جس کو تم ایک
مقدس روز سمجھتے ہو اور اس کے بعد اتوار کا دن ہے جو ہمارے یہان خاص عبادت
کے لیئے مقرر ہے۔ اگر تم کو کوئی عذر نه ہو تو جنگ کے لیئے ہفته کا روز جو ان دونون
کے درمیان واقع ہے مقرر کیا جائے۔ **المعتمد** نے **یوسف** کو اس کے مکر سے
مطلع کیا اور کہا که ہمکو جمعه کے روز تیار رہنا چاہیئے یه اوس روز ضرور ہمکو بیخبر پا کر حمله کر بیٹھیگا
چنانچه ایسا ہی ہوا شب جمعه کو دو سوار جو خاص حفاظت کے لیئے مقرر کیئے گئے تہے
المعتمد کے پاس آئے اور خبر دی که **ادفونش** کی فوج مین ہلچل ہو رہی ہے۔

اس کے بعد ہی چند اور سوارون نے اس کی تائید کی اور چند جاسوسون نے یہہ خبر پہونچائی کہ **ادفونش** اپنے افسران فوج کو یہ حکم دے رہا تہا کہ عربون مین صرف **المعتمد** ایسا آدمی ہے جو اس ملک سے پوری طرح واقف ہے اور اسی کی رائے پر یہہ اہل افریقیہ[1] کاربند ہین۔ سب سے پہلے تم **المعتمد** ہی پر نہایت جرأت وہمت سے حملہ کرنا اگر اس کو ہم نے شکست دیدی تو پہر ان نئے لوگون کا دبا لینا کوئی بڑی بات نہ ہوگی مجہکو یقین ہے کہ **المعتمد** تمہاری جرأت کے سامنے نہین ٹہر سکتا یہ سن کر **المعتمد** نے بذریعہ **ابن القصیرہ** اس واقعہ سے **یوسف** کو مطلع کیا اور اپنی مدد کے لیئے فوج طلب کی **یوسف** نے جواب دیا کہ مین خود تیری مدد کے لیئے آتا ہون اور ایک رسالہ فوج کا اپنے ایک افسر کو دیکر حکم دیا کہ جس وقت **ادفونش** **المعتمد** پر حملہ آور ہو فوراً پیچہے سے ان عیسائیون کے لشکر کو آگ لگا کر ان پر یورش کرے۔ ہنوز یہہ احکام جاری ہی ہوئے تہے کہ **المعتمد** کے خرگاہ کی جانب سے جدال وقتال کی آواز بلند ہوئی۔ چونکہ عیسائی تعداد مین کہین زیادہ تہے تہوڑے ہی عرصے مین بہت عرب شہید ہوئے اور جو باقی رہ گئے تہے اون کے دلون پر ناامیدی چہانے لگی **المعتمد** نہایت اضطراب اور پریشانی سے **یوسف** کا منتظر اور محض اپنی فوج کی ہمت قائم رکہنے کی غرض سے بلاخوف ہلاکت سب سے آگے

[1] یعنی یوسف ابن تاشفین اور اوس کے ساتہہ جو فوج افریقہ سے آئی تہی۔

لڑ رہا تھا اس کی ران کے نیچے تین گھوڑے مارے گئے اور تین جگہہ زخم شدید اس کو پہونچا ایک زخم تو اس کے سر پر پہونچا تھا تلوار اس کے سر کو کاٹتی ہوئی کنپٹی تک اوتر آئی تھی دوسرا زخم تلوار کا اس کے سیدھے ہاتھہ پر اور تیسرا زخم نیزے کا اس کے زانو پر تھا۔ خون ان زخموں سے مثل فوارے کے بہ رہا تھا اور یہ ایک حالت یاس و ناامیدی مین شہادت کی غرض سے یکہ و تنہا دشمنون کے مجمع مین گھسا چلا جاتا تھا اور اپنے بیٹے **ابو ہاشم** کو جو بوجہ بیماری **اشبیلیہ** مین رکھیا تھا یاد کر کے یہہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

اَبَا هَاشِمٍ هَشَّمَتْنِي الشِّفَارُ	فَلِلّٰهِ صَبْرِي لِذَاكَ الْأُوَارُ
ذَكَرْتُ شُخَيْصَكَ تَحْتَ الْعَجَاجِ	فَلَمْ تَثْنِنِي ذِكْرُهُ الْفِرَارُ

عین حالت مایوسی مین **یوسف** میدان جنگ مین نمودار ہوا **ادفونش** نے چند دستے فوج کے لیکر اس کو روکنا چاہا لیکن عیسائی اہل افریقہ کے حملے کی تاب نہ لاسکے اور پسپا ہوتے ہوئے اپنی فوج پر آپڑے۔ اس جنگ عظیم[۲] مین عیسائیون کو شکست فاش ملی **ادفونش** خود مجروح و پریشان حال اپنی جان بچا لے گیا اور جو مال و اسباب

ترجمہ[۱] اے ابو ہاشم شمشیر آبدار نے میری ہڈیان توڑ دین پس اس جنگ عظیم کی حرارت مین اللہ ہی پر صابر ہون اس معرکے کے گرد و غبار مین مین نے تجھکو یاد کیا اور تیرے ذکر نے مجھکو بھاگنے سے روک لیا

[۲] عربون کو یہ فتح بتاریخ ۲۰ رجب ۴۷۹ھ مطابق ۱۰۸۶ء بروز جمعہ حاصل ہوئی تھی۔

کہ عیسائیون کے ہمراہ تہا تمام وکمال عربون کے ہاتہہ آیا۔

بعد فتح المعتمد نے امیر یوسف کا بہت کچہہ شکریہ ادا کیا یوسف نے بہی المعتمد اور اس کی فوج کی جرأت و شجاعت کی تعریف کی۔ چار روز تک عرب اسی میدان جنگ مین خیمہ زن رہے المعتمد نے مال غنیمت کی تقسیم کے متعلق یوسف کی رائے دریافت کی یوسف نے جواب دیا کہ "مین اس ملک مین لوٹ حاصل کرنے کی غرض سے نہین بلکہ فی سبیل اللہ تمہاری مدد اور جہاد کی نیت سے آیا تہا جس مین بفضلہ کامیابی حاصل ہوئی" یہان سے یہ دونون اشبیلیہ آئے یوسف تو اول ہی سے اندلس کی حکومت پر مفتون تہا مگر اب اس کے رفقا کے دلون مین بہی یہان کے امرا کے تمول اور فارغ البالی نے عیش و آرام کی ہوس پیدا کی یوسف ایک لایق اور دور اندیش آدمی تہا اور عیش و ارام کا نتیجہ یعنی سلطنت اندلس کی تباہی دیکہہ چکا تہا اس نے اپنے مصاحبون کے اصرار اور ترغیب پر جواب دیا کہ اس ظاہری نمایش چند روزہ پر فریفتہ نہ ہونا چاہیئے۔ تم بچشم خود دیکہہ رہے ہو کہ اسی تمول اور عیش و نشاط کی بدولت اہل اندلس اوج حکومت و برتری سے پستی ذلت وخواری پر پڑے اپنی زندگی کے دن پورے کر رہے ہین تاہم اپنے نکبت اعمال سے باوجود تادیب و تنبیہ خواب غفلت سے بیدار نہین ہوتے۔

اندلس مین باوجودیکہ عربون نے بہت ہی سخت شخصی سلطنت قائم کی تہی
لیکن یہان کے ہر بادشاہ اور امیر نے یہ قدیم قاعدہ آخر وقت تک جاری رکھا کہ
ہر کس و ناکس بلا تامل خلیفہ سے ملنے کی درخواست کرسکتا تہا اور خلیفہ کو بہی بلحاظ
تہذیب مروجہ باریابی کی اجازت دینا ضرور ہوتی تہی۔ چنانچہ ایک روز ایک نہایت
غریب عالم نے دروازے پر آکر **المعتمد** سے ملنے کی خواہش ظاہر کی بعد باریابی
اس گمنام شخص نے پہلے نہایت ادب سے سر تسلیم خم اور پہر عرض کیا کہ "یا امیر آج
مین **یوسف** کے چند ہمراہیون کے ساتہہ گفتگو کر رہا تہا ان کے
فحوای کلام سے معلوم ہوا کہ جس مکر و حیلہ سے اس نے اقوام افریقہ کو مسخر کیا ہے
اوسی طرح اس ملک پر بہی قابض ہونا چاہتا ہے۔ مین چونکہ ملک و قوم کا
بہی خواہ ہون میرا فرض تہا کہ ان وحشیون کی نیت سے تجہکو آگاہ کردون اور اگر تو اس
اہم معاملے مین میری رائی پوچہے تو مین یہ رائی دونگا کہ تو **یوسف** کو کسی ترکیب سے
گرفتار کرلے جو اس وقت ہر طرح ممکن ہے اور بعد گرفتاری تا وقتیکہ ان کا بچہ بچہ
جہاز پر سوار نہ ہوجاے اور **یوسف** چند اپنے خاص رشتہ دارون کو یرغمال مین دیکر
اس امر کا حلفی وعدہ نہ کرلے کہ پہر وہ مدت العمر اس ملک کا رخ نہ کریگا اس کو رہا نہ کر"
المعتمد نے اس شخص کی رائی کو پسند کیا لیکن اتفاق سے اس وقت ایک صاف گو

مصاحب بہی اس تخلیہ مین شریک تہا وہ بلا تأمل کہہ اوٹہا کہ بادشاہون کو ایسے مذموم حرکات یعنی دغا و فریب ہرگز لایق و سزاوار نہین۔ اس واقعہ کی اطلاع کسیطرح **یوسف** کو بہی پہونچ گئی۔ دوسرے روز علی الصباح جب المعتمد اپنے دستور کے موافق تحائف لیکر اپنے مہمان سے ملنے آیا تو **یوسف** کچہہ دیر باتین کرکے اوٹہہ کہڑا ہوا اور افریقہ واپس چلا گیا۔





خاندان المرابطین والموحدین وبنی ہود کا یکے بعد دیگرے اندلس پر مسلط ہونا۔ یوسف ابن تاشقین کا دوبارہ اندلس آنا۔ اس کی فتوحات۔ المعتمد اور ادفونش۔ المعتمد کی گرفتاری عبدالجبار بن المعتمد۔ یوسف ابن تاشقین کا انتقال۔ علی کی تخت نشینی۔ اس کی فتوحات اس کا انتقال۔ تاشقین ابن علی کی تخت نشینی۔ عیسائیون کی ترقی۔ ادفونش ثانی۔ عبدالمومن کا اندلس مین داخل ہونا۔ یوسف اول کی تخت نشینی۔ طلیطلہ کا محاصرہ۔ یوسف کا انتقال۔ یعقوب المنصور۔ عیسائیون کی شکست۔ محمد الناصر۔ جنگ العقاب۔ عربون کی شکست اس جنگ کا نتیجہ۔ یوسف ثانی۔ ابن ہود۔ خلافت بغداد۔ فردلند ثالث کا قرطبہ پر قبضہ۔

یوسف ابن تاشقین کی روانگی کے بعد ہی عیسائیون نے پہر شور وفساد کے علم کو بلند اور ادفونش[1] کو بدقت تمام انتقام پر آمادہ کیا **ادفونش** نے اپنے ماتمی لباس کو

---

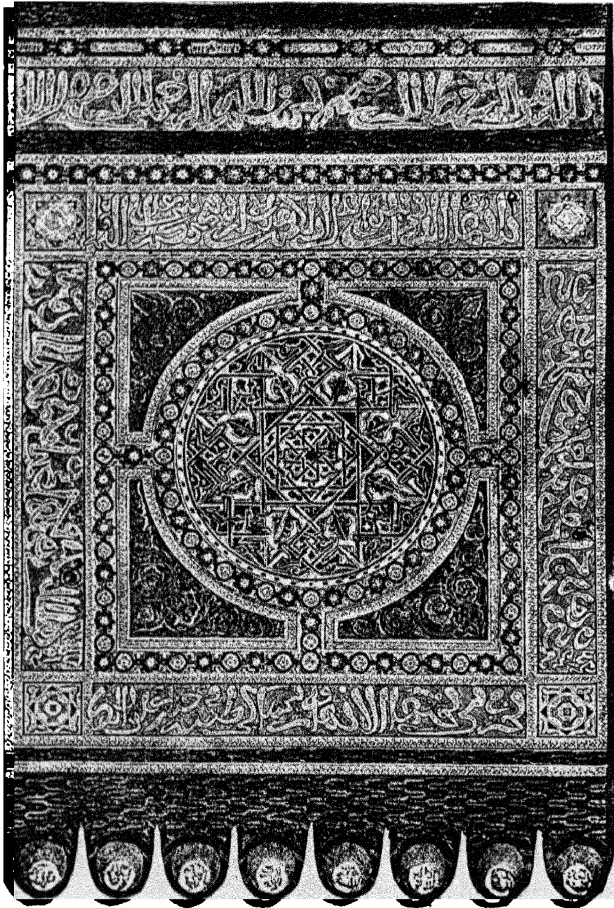
[1] المقری لکھتا ہے کہ بعد جنگ زلاقہ ادفونش اپنی فوج کی تباہی اور رفقا کے مارے جانیکے سبب سے مثل دیوانون کے ہوگیا تہا یہی وجہ ہے کہ اب بدقت تمام مکرر جنگ پر آمادہ ہوا۔

جسم سے اوتارا اور اس کی جگہہ زرہ فولادی پہنی اور فوج کو دوبارہ ترتیب دیکر عبدالعزیز بادشاہ مرسیہ پرحملہ آور ہوا اور قلعہ الیت[1] کو فتح کرلیا اور فوج بقدر ضرورت قلعہ مذکور مین چھوڑکر خود طلیطلہ واپس چلا آیا۔ لیکن اس چھوٹی سی کامیابی سے عیسائی کچھہ ایسے مغرور ہوگئے تھے کہ الیت کی فوج نے محض اپنی قوت پر اشبیلیہ کے سرحدی مقامات کو تباہ و تاراج کرنا شروع کیا المعتمد کو عیش پرستی نے ایسا کم ہمت اور کاہل بنادیا تھا کہ ان معدودے چند کا بھی انتظام اس سے نہ ہوسکا اور یہودی سے بالکل ناامید ہوکر بذات خود افریقہ آیا اور اپنے سرپرست یوسف ابن تاشقین سے دوبارہ مدد کا خواہان ہوا۔ اس کے حسب استدعا امیر یوسف ماہ ربیع الاول ۴۸۱ھ مطابق ۱۰۸۸ء مین براہ الجزایر اندلس پہونچا اور فوراً بشرکت المعتمد قلعہ الیت کا محاصرہ کرلیا لیکن عربون کی بدقسمتی کو دیکھو کہ ایسے نازک وقت مین اور قبل از تصفیہ المعتمد اور عبدالعزیز آپس مین لڑ بیٹھے۔ نزاع اس قدر بڑھی کہ المعتمد کی شکایت پر یوسف نے عبدالعزیز کو گرفتار کرکے المعتمد کے حوالہ کردیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عبدالعزیز کی فوج فوراً اپنے ملک واپس چلی آئی اور ہر طرح کی امداد سے دست بردار ہوگئی۔ چونکہ یہ قلعہ عبدالعزیز ہی کی حدود حکومت مین واقع تھا یوسف کو ہر قسم کی تکلیف پہونچنے لگی جس سے یہ ایسا برداشتہ خاطر ہوا کہ قلعہ کو اس ہی حالت مین چھوڑکر

[1] انگریزی مین الیڈو کہتے ہین۔

مع فوج افریقیہ واپس چلا آیا۔

واقعہ مذکور کے دو سال بعد ۴۸۳ھ مطابق ۱۰۹۰ء مین یوسف ابن تاشقین کو شوق حکومت پہر اندلس سے لے آئی حتی کہ یہ ادفونش کے پائی تخت یعنی طلیطلہ تک جا پہونچا۔ اس شہر کے لینے کی اس امیر نے بیحد کوشش کی اور قرب وجوار کے تمام مقامات کو تباہ کرکے رسد کی آمد و رفت بالکل مسدود کردی مگر باوجود اعلان جہاد و وعدہ امداد عربون مین سے کوئی متنفس اس کا شریک حال ہوا یہ مجبوری تمام نقصان عظیم اوٹہاکر طلیطلہ کے سامنے سے ہٹ آیا یوسف کو عربون کی یہ حرکت ایسی ناگوار گزری کہ اس نے ان کی تنبیہ کا عہد کیا۔ چنانچہ اسی قصد سے پہلے عبداللہ ابن بلکین بادشاہ غرناطہ کی طرف جس نے باوجود وعدہ مدد دینے سے پہلو تہی کی تہی آیا۔ عبداللہ نے بہی مقابلہ کی تیاری کی اور کچہہ روز مخالفت پر آمادہ رہا آخرکار اپنی مان کی حسب ہدایت یوسف کے پاس آکر اپنی خطا کی معافی چاہی یوسف اوس وقت مصلحتاً خاموش ہوگیا عبداللہ نے اس کو راضی اور خوشنود پاکر شہر مین نہایت تزک و احتشام سے اس کی دعوت کا بندوبست کیا۔ امیر یوسف نے اثنائی دعوت مین عبداللہ اور اس کے بہائی تمیم حاکم مالقہ کو گرفتار اور شہر پر قبضہ کرلیا۔



المو حدین کا پرچم

یوسف نے ماہ رمضان المبارک ۴۸۳ھ مین اپنے نامی فوجی افسر **سیر ابن ابی بکر** کو فوج کا سپہ سالار مقرر کیا اور اوس کو حکم جہاد دیکر خود **افریقہ** چلا آیا۔ اس امیر نے حسب الحکم فوراً **قولنش** پر یورش کی۔ بعض مقامات معرض تباہی مین آئے اور بعض پر اس نے قبضہ کرلیا **یوسف** کے **اندلس** سے جاتے ہی رؤسائی عرب نے پھر سرکشی شروع کردی ان کو یہ کب منظور تھا کہ یہ امیر اپنے ارادہ مین کامیاب ہو اور **اندلس** کو **افریقہ** کا ایک صوبہ بنائے پس جب کبھی سیر نے ان سے مدد طلب کی سب نے شرکت جہاد سے انکار کردیا سیر مثل اپنے سلطان کے ایک لائق اور صاحب جرأت شخص تھا اس نے بمصلحت وقت امرائے عرب کو بدستور لہو لعب مین مصروف رکھا اور خود یکہ وتنہا عیسائی قومین کا مقابلہ کرتا تا اکثر قومین نے اس کی اطاعت و فرمانبرداری قبول کرلی۔ جب کچھہ اطمینان اس کو حاصل ہوا تو اب اس نے **یوسف ابن تاشقین** کو اپنی فتوحات سے مطلع کیا اور یہہ بھی استدعا کی کہ "ہم تو جہاد مین بے انتہا پریشانیان اوٹھا رہے ہین اور یہان کے مسلمان بادشاہ اپنے ملکون سے بے خبر عیش و آرام مین مصروف ہین ان مین سے ایک نے اس وقت تک مجھکو کسی قسم کی مدد نہین دی ان کی نسبت بھی کوئی حکم صادر ہونا چاہیے" **یوسف** نے جواب دیا کہ "تم ان سب کو حکم دو کہ یہ تمہارے ساتھہ

اس جہاد مین شریک ہون اور اگر یہ لوگ تمہارے حکم کی تعمیل نہ کرین تو تم کچی بعد دیگرے
ان کے ملکون پر قبضہ کرلو۔ لیکن اس کا خیال رہے کہ سب سے پہلے اون ملکونپر
ہاتھہ ڈالو جو عیسائیون کی سرحدون پہ واقع ہین اور جبتک کہ تمام اندلس پر مسلط نہ ہوجاؤ المعتمد
کی ساتھہ جنگ نہ چھیڑو جس ملک پر تم قبضہ کرو اوس پر ایک فوجی افسر بغرض انتظام ہماری طرف سے مقرر کرتے رہنا

اس حکم کے پہونچتے ہی سیر ابن ابی بکر اولاً ابن ہود بادشاہ سرقسطہ کی
طرف متوجہ ہوا اور قلعہ روطہ کا جس مین یہ بادشاہ اوس وقت مقیم تہا محاصرہ کرلیا
یہہ قلعہ ایک نہایت بلند کوہ پر واقع اور راستہ ایسا دشوار گزار تہا کہ قبل اس کے
کہ دشمن کی فوج اس کی دیوارون تک پہونچے اہل قلعہ اوس کا آسانی خاتمہ کرسکتے
تہے۔ علاوہ برین باوجود اس قدر بلندی کے بہت وسیع اور تمام ضروری سامان
اس مین موجود تہا اگر تمام راستے رسد کی مسدود کردی جاتے اور اہل قلعہ کی فاقہ کشی کا
انتظار کیا جاتا تو بہی برسون مین کامیابی حاصل ہوتی۔ امیر سیر کو جب یہ تمام واقعات
معلوم ہوئے تو اس نے حکمت عملی سے کام نکالنا چاہا قلعہ کے محاصرے سے
دست برداری اختیار کی اور مشہور کیا کہ فی الحال جنگ کا ارادہ نہین ہے۔ قلعہ سے
کچھہ فاصلے پر اس نے اپنی فوج کے چند سپاہیون کو عیسائی لباس پہنایا اور اون کو
بجانب قلعہ بہیجکر خود مع فوج قریب کی پہاڑی مین پوشیدہ ہوگیا ابن ہود دہوکا کہاکر

چند مصاحبین کے ساتھہ قلعہ کے باہر نکل آیا اور اون سپاہیون کو عیسائی سمجھکر
درخواست کی کہ وہ کسی قومس کو اوس کی مدد پر آمادہ کرین - ہنوز یہ مشورہ ختم نہ ہوا تہا
کہ دفعتاً سیر نے ان سبکو گہیر کر ابن ہود کو مع ہمراہیون کے گرفتار کر لیا بادشاہ کی
گرفتاری کے بعد اہل قلعہ نے بہی اس کی مزاحمت نہین کی - یہ مشکل مہم یون
بآسانی سر ہو گئی بعد ازان قبل اس کے کہ امرای عرب کو باہمی اتفاق و مشورہ کا
موقع ملے سیر نے فوراً ہی آخر ماہ شوال ۴۸۴ھ مطابق ۱۰۹۱ء مین عبد الرحمن
ابن طاہر بادشاہ مرسیہ کو بہی شکست دیکر شہر پر قبضہ کر لیا اور عبد الرحمن کو گرفتہ
وبستہ افریقیہ بہیجدیا یہان سے امیر سیر نے ایک افسر ابو ذکریا نامی کو المیریہ روانہ
کیا اور خود یلغار کرتا ہوا بطلیوس آیا اس شہر کو اس نے چند ہی روز مین فتح کر لیا
اور یہان کے بادشاہ المتوکل عمر ابن محمد کو مع اوس کے دونون بیٹون الفضل
اور العباس کے قتل کر ڈالا - ادہر ذکریا نے شہر المیریہ پر قبضہ کر لیا - یہان کا بادشاہ
المعتصم جو ایک قلعہ مین پناہ گزین ہوا تہا اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی فوت
ہو گیا اور اوس کے بیٹے حسام الدولہ نے اطاعت و فرمانبرداری قبول کر لی

سیر نے جب اندلس کے ان چہوٹے چہوٹے بادشاہون کو گرفتار
کر کے افریقیہ بہیجدیا اور اون کے ملکون کو اپنے قبضے مین لے آیا تو اب اس نے

یوسف کو لکھا کہ اب سوائے المعتمد کے کوئی بادشاہ خودمختار باقی نہین رہا۔
یوسف نے جواب دیا کہ پہلے تم المعتمد کو ہمارا یہ حکم پہونچاؤ کہ وہ فوراً مع اپنی عیال
واطفال اور رشتہ دارون کے ہمارے پاس افریقیہ چلا آئے۔ اگر وہ اس
حکم کی تعمیل نہ کرے یا صاف انکار کر دے تو اوس کو جس طرح ممکن ہو گرفتار کر کے
یہان بھیجدو۔ امیر سیر نے اس فرمان کے پہونچتے ہی المعتمد کو حکم مذکور سے
مطلع کیا المعتمد نے کچھہ جواب نہ دیا اور جنگ کی تیاریان کرنے لگا سیر نے فوراً
ابوعبداللہ ابن الحاج کو مع فوج قرطبہ جہان المعتمد کا بیٹا الفتح حکمران تھا
روانہ کیا اور خود بقیہ فوج المرابطین کے ساتھہ اشبیلیہ روانہ ہوا اور قرمونہ کو
بتاریخ ۲۷ ربیع الاول ۴۸۴ھ فتح کرلیا۔ اسی اثنا مین ابن حاج پیچھہ اور قلعہ
البلاط کو تسخیر کرتا ہوا قرطبہ آیا اور اس نے بتاریخ ۳ صفر روز چہارشنبہ قلعہ کو
فتح کیا اور المامون کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ امیر سیر کے دوسرے افسر
جہرور الحشمی نے صوبہ ملاقہ کے قلعہ رونده کو فتح اور المعتمد کے دوسرے
بیٹے یزید الراضی کو گرفتار اور قتل کیا۔

المعتمد نے جب اپنے تئین دشمنون کے جال مین پھنسا ہوا دیکھا حالت
پریشانی مین اپنے دشمن سابق ادقونش سے مدد کی درخواست کی ادقونش نے

کچھہ فوج بغرض امداد روانہ کی امیر سیر نے عیسائیون کے آنے کی خبر پاکر ابو
اسحٰق اللمطونی کو مع دس ہزار سوارون کے اون کے مقابلہ کے واسطے بھیجا
اس افسر نے عیسائیون کو شکست دیکر منتشر کر دیا۔ جب المعتمد نے اپنی نجات
کی کوئی صورت نہ دیکھی تو میدان جنگ مین مرنا پسند کیا اور بہ تاریخ ۱۲ رجب سنہ ۴۸۴ھ
اپنی قلیل فوج کے ساتھہ دشمنون پر حملہ آور ہوا عین وقت کارزار مین اسکو اپنے بیٹے فخر الدولہ
کے قتل اور فوج کی سب طرف سے پسپا ہونے کی خبر پہونچی یہ خبر سن کر ایسا متاثر
ہوا کہ پھر اس سے نہ ٹھہرا گیا ہجوم رنج والم سے پریشان اپنی قیامگاہ پر چلا آیا اور رات کے
وقت اپنے بڑے بیٹے الرشید کو سیر ابن ابی بکر کے پاس بھیجا لیکن سیر نے
ملاقات سے انکار کر دیا الرشید نے اپنے باپ سے آکر کہا کہ ان لوگون سے کوئی
امید نہین رکھنی چاہیے یا ملک سے دست بردار ہو جاؤ یا جان کو میدان جنگ مین ملک پر تصدق کر دو

جب توقع ہی اوٹھہ گئی غالب		کیون کسی کا گلہ کرے کوئی

یہہ سن کر المعتمد کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے اس مین لڑنے کی
قوت کہان تھی اپنے بچون اور رشتہ دارون کو رخصت کیا اور خود اپنی قسمت کی تحریر کا
منتظر رہا اس واقعہ کے تھوڑی دیر بعد امیر سیر محل مین داخل ہوا اور المعتمد کو مع اوسکے
بیٹے ابو الحسن عبد اللہ الرشید اور اوس کی بی بی اعتماد کے افریقہ بھیجدیا۔

سنہ ۴۸۸ھ مطابق ۱۰۹۵ء مین **مالقہ** کا ایک مشہور شخص **خلف** نامی کسی
علت مین قید کردیا گیا تہا چند روز بعد یہ شخص مع اپنے ساتہیون کے جیلخانہ سے
بہاگ نکلا۔ یہہ لوگ یہان سے سیدہے قلعہ **منت میور*** آئے اور یہان کے حاکم
کو غافل پاکر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اتفاق سے اوسی زمانہ مین **المعتمد** کا ایک دوسرا لڑکا
عبدالجبار نامی یہان مقیم تہا خلف کے ورغلانے سے یہ بہی باغیون مین شریک
اور اون کی افسری منظور کر لی۔ اس نے اپنی مان کو فوراً اس قلعہ مین بلا لیا اور
الجزایر اور **ارقوش** جاسوس بہیجکر یہان کے لوگون کو اپنا شریک حال کر لیا۔
جس وقت اس بغاوت کی اطلاع امیر **یوسف ابن تاشفین** کو پہونچی اس نے
بیٹے کے گناہون کا بار بے گناہ باپ کے سر پر ڈالا اور حکم دیا کہ **المعتمد** فولادی
زنجیرون سے باندہ دیا جائے **المعتمد** سے اخیر عمر مین یہ تکلیف برداشت نہ کی گئی
اور اوسی حالت رنج وغم مین اس کے منہہ سے یہ اشعار دردناک بے ساختہ جاری ہوے

قَیدِی اَمَا تَعلَمُنِی مُسلِمًا	اَبَیتُ اَن تَشفُقَ اَو تَرحَمَا
یُبصِرُنِی فِیکَ اَبُوهَاشِمٍ	فَیَنثَنِی القَلبُ وَقَد هَشَمَا

ترجمہ۔ اے میری زنجیر کیا تو مجہے نہین جانتی کہ مین مسلمان ہون مین اسی حال مین شب بسر کرون گا تاکہ شفقت اور رحم
کرے ابو ہاشم تیرے ساتہہ مجہکو دیکہے گا تو سخت دل بہی نرم ہو جائے گا۔

* انگریزی مین مانٹ میر کہتے ہین۔

جب سیر ابن ابی بکر کو یہ واقعہ معلوم ہوا اوس نے اس قلعہ کا محاصرہ اور بعد چند
لڑائیون کے جن مین عبدالجبار قتل ہوا قلعہ کو فتح کرلیا اور تمام اہل بغاوت کو قتل کر ڈالا

المعتمد نے اوسی حالت قید مین ماہ ربیع الاول ۴۸۸ھ مین انتقال کیا
اور اپنی بی بی **اعتماد** کے پہلو مین دفن ہوا المعتمد باوجود آرام طلب و عیش پرست
ہونے کے نہایت لائق اور علم دوست بادشاہ تہا اس کی لیاقت اور نازک خیالی کا
اندازہ اون اشعار سے ہوسکتا ہے جو ہم نے اس کے حالات کے سلسلہ مین
جابجا درج کیئے ہین ایک مصنف اور شاعر ابن اللبانہ نامی نے جو المعتمد کا وزیر
بہی رہ چکا تہا خاص طور پر اس کے اور اس کے باپ دادا کے کلام کو اپنی
بے نظیر کتاب سُقیط الدرر ولقیط الزہر فی شعر بنی عباد مین جمع کیا ہے قابل دید ہے۔

امیر یوسف ابن تاشفین نے ماہ محرم ۵۰۰ھ مطابق ۱۱۰۶ء مین
بمقام **مراکش** انتقال کیا۔ مرنے کے کچہہ دیر قبل اپنے بیٹے **ابوالحسن علی** کو طلب
کر کے جہان اور نصیحتین کین یہہ بہی تاکید کی تہی کہ **اشبیلیہ** کو اپنا دار السلطنت قرار دینا

علی بمقام **سوطا** ۴۷۷ھ مین پیدا ہوا تہا اور بوقت تخت نشینی اس کی عمر ۲۳ سال
کی تہی۔ یہہ مثل اپنے نامور باپ کے نہایت محنت و بیدار مغزی سے اپنے
ملک کا انتظام کرتا رہا اور جہاد کے سلسلہ کو اخیر وقت تک قائم رکہا اس نے ۵۰۳ھ

مطابق ۱۱۰۹ء مین دوبارہ اندلس جاکر طلیطلہ کا محاصرہ کیا اور گویہہ اس شہر کو
فتح نہ کرسکا لیکن اور مشہور قلعہ و شہر مثل وادی الحجارہ وغیرہ پر قابض و متصرف رہا
یہہ وہ زمانہ تہا کہ جس مین اس کا بہادر فوجی افسر امیر سیر ابن ابی بکر بجانب غرب
پرتگال اور لشبونہ کی تسخیر مین مصروف تہا۔

ادہر تو علی اور سیر دونون کافرون کے استیصال مین مشغول تہے اور ادہر
بجانب شمال ادفونش اول ابن ردمیر بادشاہ برشلونا نے فساد برپا اور مسلمانونکو
اپنی یورشون سے سخت حیران و پریشان کر رکہا تہا۔ اس نے ۵۰۳ھ مین المستعین
ابن ہود کو طوطلہ کے قریب شکست دیکر تمام ملک ارغون کو فتح کرنے کا مصمم
ارادہ کیا لیکن تمیم ابن یوسف نے جس کو علی نے والی اندلس مقرر کیا تہا اپنی
ہوشیاری اور بہادری سے ادفونش کو اوس کے قصد کے پورا کرنے سے روکدیا
بالآخر ادفونش نے ۵۱۲ھ مطابق ۱۱۱۸ء مین موقع پاکر ملک فرانس کے
عیسائیون کو اپنی مدد پر آمادہ کیا اور ایک فوج کثیر کے ساتہ شہر سرقسطہ[1] کو گہیر لیا۔
اہل شہر نے نہایت جرأت و ہمت سے عیسائیون کا مقابلہ کیا اور محاصرے کو اس قدر

[1] اس جنگ مین عیسائی فوج کے ساتہ آلات قلعہ شکن مین چند لکڑی کے برج نہایت بلندیون پر تہے
ان مین سپاہی بیٹہکر بآسانی دیوارون کے قریب جاسکتے تہے۔ المقری۔

طوالت ہوئی کہ شہر مین لوگ فاقون سے مرنے لگے۔ شہر والون نے جب
کوئی امید اپنی نجات کی نہ دیکہی تو اخرالامر شہر کے دروازے کہول دئے۔
اس واقعہ کے چند ہی روز بعد بارہ ہزار سوار علی ابن یوسف کے بہیجے ہوئے
یہان پہونچے لیکن شہر پر عیسائیون کو قابض اور ان کی کثرت افواج کو دیکہکر
واپس چلے گئے علاوہ اس مشہور شہر کے ادفونش ابن ردمیر نے قلعہ ایوب
اور طرسونہ وغیرہ اسی صوبہ کے مقامات کو فتح کیا دروقہ[1] کے قریب ادفونش نے
امیر ابراہیم ابن یوسف ابن تاشفین کو شکست عظیم دی جس مین بیس ہزار
عرب شہید ہوئے جس وقت یہ غمناک خبرین علی کو پہونچین تو یہ المرابطین کی جمعیت
کے ساتہہ ۵۱۳ھ مطابق ۱۱۱۹ء مین اشبیلیہ اور قرطبہ ہوتا ہوا سرقسطہ کی
طرف آیا۔ صرف اس کی آمد آمد ہی کی خبر پاکر دشمنون کے دلون مین ایسا خوف و رعب
عظیم پیدا ہوا کہ یہہ سب قلعون مین پوشیدہ ہوگئے علی ان مقامات کو کہ جو
عیسائیون کے قبضہ مین آگئے تہے فتح کرتا ہوا اپنے بہائی تمیم سے آملا اور اوس کو
اندلس کا حاکم مقرر کرکے خود ۵۱۵ھ مطابق ۱۱۲۱ء مین افریقیہ واپس چلا گیا۔

اگرچہ ادفونش بادشاہ طلیطلہ ۵۱۳ھ مین مرچکا تہا مگر ادفونش ابن ردمیر
ہنوز موجود تہا علی کے افریقیہ جاتی ہی اس نے پہر بغاوت شروع کردی اور اپنی فتوحات سابقہ کی نشہ مین مخمور

[1] یہ شہر بہی طبقہ سرقسطہ مین واقع ہے۔

میان خالی پاکر غرناطہ تک گہس آیا۔ اس یورش کی خاص وجہ یہہ تہی کہ غرناطہ کے
عیسائیون نے خفیہ طور پر ابن ردمیر کو یہ لکہا تہا کہ اگر تو ادہر آیا تو ہم سب تیری
مدد کے واسطے موجود ہین۔ ادفونش ابن ردمیر ماہ شعبان ۵۱۹ھ مین بجانب
غرناطہ روانہ ہوا اور اپنے ارادے کو پوشیدہ رکہنے کے خیال سے شہر بلنسیہ کا محاصرہ
کرلیا۔ یہان منجانب علی ابو محمد ابن بدرسن حکمران تہا چونکہ اسی طرف یہہ محض
دہوکا دینے کی غرض سے آیا تہا۔ چند روز کے محاصرے کے بعد جزیرہ شکراور پہر
دینیہ اور شاطبہ اور بیرۃ اور المنصورہ ہوتا ہوا وادی یاجلہ کے قریب چند روز مقام
کیا بعدہ شہر القصر پر قبضہ کرکے غیاثہ اور وادی آلش[1] پر دو مہینے متواتر حملے
کیئے لیکن بے نیل مقصود رہا آخر کار دجمہ مین غرناطہ کے قریب آکر خیمہ زن ہوا۔
بتاریخ ۱۰ ذی الحجہ ۵۱۹ھ عین عید کے روز اہل غرناطہ کو عیسائیون کی اس شورش
کی خبر پہونچی۔ اگر ادفونش اوسی وقت حالت بے خبری مین شہر پر حملہ کرتا تو یہ مشہور
اور مستحکم شہر بآسانی اس کے ہاتہہ آجاتا باوجودیکہ یہہ روز عید مبدل بہ شام غم ہوگیا اور
ہر طرف سے مایوسی واضطرار نے گہیر لیا تہا تاہم حاکم شہر نے نہایت استقلال وہمت
سے فوراً فوج کو فراہم کیا اور ہر طرح جنگ کیواسطے تیار ہوگیا ادفونش ابن ردمیر نے

[1] وادی آلش کو انگریزی مین گواڈکس کہتے ہین اور جزیرہ شکر کو ایسرا کہتے ہین یہ سب مقامات غرناطہ کے قریب واقع ہین۔

بمقام دجمہ دس روز بیکار صرف کیے اور پہر باغی عیسائیون کو اپنا دلیل راہ قرار دیکر غرناطہ کی طرف روانہ ہوا یہ مرسینہ اور بیش ہوتا ہوا منزل بمنزل چلا آتا تہا کہ لوسینہ کے قریب اس کو اطلاع پہونچی کہ تمیم ابو طاہر مع فوج اس کے مقابلہ کی غرض سے آرہا ہے یہ سن کر ادقونش فوراً ایلبی کی طرف چلا مگر اس مقام کے قریب ہی عربون نے اسے آلیا اور ایک جنگ عظیم برپا ہوئی۔ قریب تہا کہ عیسائی پسپا ہوکر بہاگ اوٹہین ایسے نازک وقت مین سپہ سالار عرب نے فوج کے خیمون کو نشیب سے بلندی پر قایم کرنے کا حکم دیا فوج اوس وقت نہایت دلیری کے ساتہ دشمن کا مقابلہ کر رہی تہی ان خیمون کو اکہڑتا دیکہکر یہ سمجہی کہ سپہ سالار میدان سے ہٹنے والا ہے۔ اس غلط فہمی نے عربون کی فتح کو مبدل بہ شکست کر دیا عرب شکست کہا کر میدان جنگ سے ہٹ آئے اور عیسائی اون کے خیمہ اور خرگاہ پر قابض ہو گئے۔ اس کامیابی نے ادقونش اور اس کی فوج کے اس قدر دل بڑہائے کہ یہ شلوبانیہ[1] اور بلبیش[2] دریا کے کنارے کنارے پہر غرناطہ کی طرف متوجہ ہوئے اور شہر سے تین فرسنگ جنوب کی جانب بمقام دُلمرا[3] ادقونش نے فوج کو آرام

[1] انگریزی مین سلوبرینا کہتے ہین۔ [2] انگریزی مین ولیز مالقہ کہتے ہین۔ [3] ابن الخطیب نے اس ہی مقام کا نام ذکر کیا ہے مگر دیگر کتب کے دیکہنے سے دُلر صحیح معلوم ہوتا ہے اس ہی قسم کے اکثر مقامات اسپین کے نقشہ مین نہین پائے جاتے

دینے کی غرض سے دو روز قیام کیا اور پہر ہمدان آیا یہان دونون لشکرون کے
ہراولون مین مختصر سی جنگ ہوگئی مگر یہان اس نے لڑنا پسند نہین کیا اور الفج[1]
ہوتا ہوا عین اطسہ کے قریب فوج کو ٹھیرنے کا حکم دیا ادفونش ابن ردمیر
کی اس نقل وحرکت سے عربون کو بہت فائدہ پہونچا اور اونہون نے اس عرصہ
مین کافی فوج فراہم کرلی - عربون نے جب دیکھا کہ یہ کسی مقام پر جم کر لڑتا ہی نہین
اور برابر جنگ سے گریز کر رہا ہے تو اونہون نے عیسائیون کو چارون طرف سے
گہیر لینے کی کوشش کی مگر ابن ردمیر اس پہندے سے نکل بہاگا اور جبل
البراجلہ[2] اور اللغون کے راستہ سے وادی آش واپس آگیا عرب اس کی
فوج کو گہیرے ہی ہوے تہے اثنائے راہ مین اونہون نے اس کی بہت کچھہ
سپاہ اور بعض نامی عیسائی افسرون کو قتل کر ڈالا - اس دور و دراز سفر کے علاوہ
شب و روز کی دوا دوش سے عیسائی فوج بالکل بیکار ہوگئی تہی ادفونش کو مجبوراً
اپنے قصد سے دست بردار ہونا پڑا اور بدقت تمام آدہی سے زیادہ فوج کہو کر ناکام اپنے ملک مین داخل ہوا
ہم پہلے ہی تحریر کر آئے ہین کہ اس یورش کے اصل بانی غرناطہ کے عیسائی

---

[1] بعض عرب مورخین نے اس مقام کو المرج لکہا ہے - [2] المقری نے اس پہاڑ کا نام جبل البراجلات لکہا ہے انگریزی مین اسکو سیرنودا کے نام سے موسوم کرتے ہین ابن حیان و دیگر عرب مورخین نے اس کا نام جبل البراجلہ تحریر کیا ہے اور بعض نے غلطی سے کوہ البکسرا اس کا صحیح نام لکہدیا ہے
مگر تحقیقات سے معلوم ہوا کہ عرب البپکسراس کو البشرات کہتے ہین -

ہوئے تھے اور گو عیسائی اپنے ارادے مین کامیاب نہین ہوئے مگر باغیون نے دشمن کو ہر قسم کی مدد دیکر مسلمانون کو نقصان عظیم پہونچایا تھا قرطبہ اور اشبیلیہ بلکہ تمام ملک اندلس کی عرب رعایا کی درخواست پر قاضی ابوالولید ابن رشد[1] نے افریقیہ جاکر سلطان علی کو ان واقعات سے مطلع کیا اور کہا کہ علاوہ بیرونی دشمنون کے ہمارے گھر مین اس قدر دشمن موجود ہین کہ ایک لحظہ کے لیئے ہمکو آرام سے بیٹھنے نہین دیتے۔ رعایائے اندلس کی درخواست ہے کہ غرناطہ کے قریب جتنے عیسائی بسے ہوئے ہین وہ سب خارج البلد کردے جائین اور اون کو افریقیہ مین کوئی مقام رہنے کے لیئے دیا جائے علی نے اس درخواست کو منظور کیا اور ہزارہا عیسائی جبراً افریقیہ مین لاکر بسائے گئے علی پھر ایک بار ۵۱۵ھ مین اندلس آیا تھا لیکن اس کے بعد محمد المہدی کی بغاوت نے اس کو افریقیہ مین ایسا مصروف رکھا کہ پھر یہ یہان نہ آسکا ۵۲۰ھ مطابق ۱۱۲۶ء مین ابوطاہر تمیم کے انتقال کے بعد اس نے اپنے بیٹے تاشفین کے سپرد اندلس کی حکومت کردی علی نے بمقام مراکش چھتیس برس سات مہینے کی حکومت کے بعد ماہ رجب ۵۳۷ھ مطابق ۱۱۴۳ء مین انتقال کیا[2]

---

[1] یہ ایک نامی فلاسفر گزرا ہے جس کو اہل یورپ آویروز کے نام سے موسوم کرتے ہین۔ [2] المقری نے علی ابن تاشفین کی تقریباً ۳۶ سالہ حکومت کے واقعات کو دو سطرون مین ختم کردیا ہے مگر قرطاس مین اس عہد کے واقعات نہایت شرح و بسط کے ساتھہ درج ہین اس کتاب کا پادری مورا نے عربی سے زبان پرتگال مین ترجمہ کیا تھا۔ پادری موصوف نے اس کتاب کے مصنف کا نام عبدالحلیم غرناطی بتایا ہے جو بالکل غلط ہے ابن خلدون و دیگر عربی مورخین سے یہ بخوبی ثابت ہے قرطاس کا مصنف ابن ابی زرع ہے جو فاس کا رہنے والا تھا قرطاس مین اکثر مقامات وغیرہ کے نام غلط پائے گئے اس ہی وجہ سے المقری کے مختصر واقعات پر اکتفا کیا گیا۔

علی[۱] ابن یوسف ابن تاشفین کے بعد اوس کا بیٹا تاشفین ابو محمد تخت نشین ہوا۔ اس کے باپ ہی کے زمانہ مین خاندان الموحدین کا عروج شروع ہو گیا تہا اس فرقہ کے افسر ابو عبد اللہ محمد علی نے اس قدر متواتر یورشون سے پریشان کیا کہ یہہ پہر اندلس نہ جا سکا اور اس کی باقی ماندہ عمر اسی فساد کے فرو کرنے مین صرف ہوئی ابو عبد اللہ محمد کا انتقال ۵۲۴ھ مطابق ۱۱۳۰ء مین ہو چکا تہا اور خیال یہ تہا کہ اس کے ساتہہ بغاوت کا بہی خاتمہ ہو جائیگا لیکن اس کے جانشین عبد المومن نے سلسلہ جنگ کا اوسی طرح جاری رکہا تاشفین نے اوائل مین ان باغیون کو کئی بار شکست دی مگر ۵۳۹ھ مطابق ۱۱۴۴ء مین تلمسان کے قریب سخت معرکہ آرائی کے بعد تاشفین ہزیمت پا کر وہران چلا آیا اور یہان متحصن ہو گیا۔ جب کوئی صورت نجات کی نظر نہین آئی تو یہ اپنے چند خاص جان نثارون کے ساتہہ بتاریخ ۲۷ رمضان ۵۳۹ھ رات کے وقت گہوڑے پر سوار ہو کر دریا کی طرف اس غرض سے روانہ ہوا کہ اگر موقع ملا تو اندلس چلا جائے لیکن اس کی عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تہا مع گہوڑے کے ایک عمیق خندق مین گر پڑا صبح کو اس کی نعش وہان پڑی ہوئی ملی اس واقعہ کے بعد

---

[۱] یوسف ابن تاشفین خاندان المرابطین سے تہا۔

تاشفین کا بیٹا ابو اسحق ابراہیم تخت پر بیٹھا اور عبد المومن نے ۵۴۰ھ میں تلمسان اور ۵۴۱ھ میں فاس کو فتح کرتا ہوا مراکش کی طرف آیا اور اس شہر کا محاصرہ کر لیا۔ ماہ شوال ۵۴۱ھ مطابق ۱۱۴۷ء میں عبد المومن کو فتح حاصل ہوئی اور ابراہیم گرفتار اور قتل ہوا۔

جس زمانہ میں مغرب الاقصیٰ میں المرابطین اور الموحدین میں باہم جنگ برپا تھی اندلس میں عیسائی مسلمانوں کی تباہی اور بربادی میں ہمہ تن مصروف اور قرطبہ کی جواب صرف نام ہی کا دار السلطنت رہگیا تھا دیوارون تک آپہونچے تھے ادفونش ابن ردمیر نے ارغون کے ایک مشہور شہر فراجتہ کو گھیر لیا تھا ۵۲۸ھ مطابق ۱۱۳۴ء میں ابن غانیہ فوج مرابطین کو لیکر اس شہر کی مدد کے لیئے دوڑا اور عیسائیون کو شکست اور اون کے بادشاہ ادفونش کو قتل کر کے مسلمانون کو قید سے رہا کیا۔

ناظرین کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ یوسف ابن تاشفین کے زمانہ حکومت میں المرابطین کی حکومت اس ملک میں پورے طور پر قائم ہو چکی تھی اور سیر ابن ابی بکر نے تمام ریاستہای اندلس کو کمال محنت و جانفشانی اپنے بادشاہ کا مطیع و فرمان بردار بنا دیا تھا لیکن ابراہیم کے قتل کے بعد المرابطین کی حکومت

مین انحطاط پیدا ہونے لگا اور الموحدین کی قوت مین روز بروز ترقی ہوتی گئی افریقیہ کے ان واقعات سے اندلس کا متاثر ہونا لازمی تھا اس انحطاط کے ساتھ طوائف الملوکی کے آثار اس ملک مین پہر ظاہر ہونے لگے۔ عیسائی جداشر و فساد پر آمادہ تھے۔ اب عرب رؤسا بہی المرابطین کے خلاف سازشین کرنے لگے تاشفین نے یحیی ابن علی ابن غانیہ کو والی اندلس مقرر کیا اور اس امیر نے بدقت تمام عربون کو عیسائیون کے متواتر حملون سے محفوظ رکھا تھا مگر اس بغاوت عام کا اس سے بہی کچہہ انصرام نہ ہوسکا تاشفین اور ابراہیم کے قتل کی خبر پاکر جسطرح کہ حکومت بنی امیہ کے چھوٹے بڑے حاکم اور جاگیردار اپنے اپنے صوبون اور جاگیرون مین خودمختار بن بیٹھے تھے اسی طرح اب بہی ہر شخص خودمختاری کا دعوی کرنے لگا قرطبہ[1] مین ابن احمدین اور غرناطہ مین میمون اللمطونی اور بلنسیہ مین ابن مردنیش الجذامی وغیرہ نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ چونکہ یہہ لوگ مختلف اقوام مین سے تھے اور ہر شخص اس ملک مین اپنی سلطنت قائم کرنا چاہتا تھا لہذا المرابطین کے علاوہ آپس مین بہی ایک دوسرے کو حسد کی نگاہ سے دیکھتے تھے جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ المرابطین کے بعد الموحدین اس ملک پر بآسانی مسلط ہوگئے۔

---

[1] اس دوسری طوایف الملوکی کو جملہ عرب مورخین "الفتنۃ الثانیۃ" کے نام سے موسوم کرتے ہین۔

ماہ ذی حجہ ۵۳۹ھ مطابق ۱۱۴۵ء مین عبد المومن سردار الموحدین نے اپنے ایک افسر ابو عمران موسیٰ ابن سعید کو اس ملک کی تسخیر کی غرض سے بہیجا اس امیر نے جزیرۂ طریف اور قرب وجوار کے مقامات پر قبضہ کیا۔ دوسرے سال مالقہ اور اشبیلیہ فتح ہوگئے اس کے تین سال بعد قرطبہ[1] کے قلعہ پر الموحدین کا علم نصب کیا گیا ۵۴۶ھ مطابق ۱۱۵۱ء مین عبد المومن نے بذات خود مراکش سے اندلس کا قصد کیا یہہ قصر عبد الکریم مین اپنی فوج کا معائنہ کر رہا تہا کہ اس کو مشرقی افریقیہ سے ایسی وحشت ناک خبرین پہونچین کہ اس نے اپنے ارادہ کو مجبوراً ملتوی کیا اور اپنے بیٹے ابو سعید کو المیریہ جہان عیسائی برسر فساد تہے بہیجا المیریہ ایک نہایت خوش وضع اور وسیع شہر تہا جو بحر متوسط کے کنارے پر واقع اور اوس زمانے مین یہ اندلس کا مشہور تجارتگاہ تہا افریقیہ او مصر اور شام سے تجار مال لاکر یہان بیچا کرتے تہے بنی امیہ کے زمانہ حکومت مین یہان پر بحری بیڑہ جات کے لحاظ سے ایک قلعہ

[1] ابن خلدون مظہر ہے کہ اس زمانہ مین ابن غانیہ منجانب المرابطین قرطبہ پر حکمران تہا ابن غانیہ نے بمعاوضہ شہر جیان قرطبہ اور قرمونہ کو عبد المومن کے امیر کے حوالہ کر دیا تہا اور بعد ازان الموحدین کا طرفدار ابن کرمیمون اللمطونی حاکم غرناطہ کو بہی الموحدین کی اطاعت پر آمادہ کرنا چاہا مگر اس امیر نے صاف انکار کر دیا اور بغاوت کو بدستور جاری رکہا ابن غانیہ نے ۵۴۳ھ مطابق ۱۱۴۹ء مین انتقال کیا۔

تمام بحری الات حرب سے اراستہ کیا گیا تہا اور یہین سے جنگی جہاز تیار ہوکر
عیسایئون سے مقابلے کے لیئے جایا کرتے تہے علاوہ برین یہان کی مٹی
کے برتن اور گلاس اور ریشمی کپڑے ہر وضع اور رنگ کے اور دیگر کارخانہ جات
دور دور مشہور تہے چونکہ اس کے مضافات نہایت سرسبز و شاداب اور آب و ہوا
بہ نسبت دوسرے مقامات کے معتدل اور خوشگوار تہی عرب یہان کی سکونت
بہت پسند کرتی تہے ۵۴۲ھ مطابق ۱۱۴۷ء مین السلیطان یعنی ادفونش ثانی
بادشاہ طلیطلہ المیریہ کی طرف متوجہ ہوا اور بامداد اہل جنوہ خشکی اور تری دونون طرف سے
المیریہ کو گہیر لیا۔ روسائے عرب مین بلحاظ قوت و شرف ابن مردنیش بادشاہ بلنسیہ
صرف اس قابل تہا کہ وہ اس بے نظیر مقام کو عیسایئون سے بچاے لیکن ادفونش
نے اس کو پہلے ہی ہموار کر لیا تہا اوس کے بپاس خاطر ابن مردنیش بیٹہا ہوا
تماشا دیکہتا رہا تا اینکہ بتاریخ ۲۰ جمادی الاول ۵۴۲ھ مطابق ۱۱۴۷ء بروز جمعہ
عیسائی اس شہر پر قابض ہو گئے۔

مثل دیگر اقوام مشرق کے عربون مین بہی قوت واہمہ بدرجہ غایت موجود تہی
قصہ اور کہانی وہ کیسی ہی خلاف عقل کیون نہ ہو فوراً باور کر لیتے تہے بالخصوص جب کبہی
کوئی سخت آفت ناگہانی سر پر آتی تہی اور اوس کا دفعیہ ان سے ممکن نہ ہوتا تہا تو پہلا اپنی

قوت واہمہ کے ذریعہ سے ایسی باتین پیدا کر لیتے تھے جس سے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا کارکنان قضا و قدر کو ان کا تنزل منظور ہے صبر و شکر کے ساتھہ ہر قسم کے صدمہ برداشت کر لیتے تھے - اس مین شک نہین کہ ایسی باتین بے حد اطمینان بخش ہوتی ہین لیکن آئندہ ترقی اور کامیابی کے تمام دروازون کو مسدود بھی کر دیتی ہین لوگ اسکو ایک امر شدنی تصور کر کے اس کے رفع کرنے کی بالکل کوشش نہین کرتے چنانچہ نہایت وثوق کے ساتھہ بیان کیا جاتا ہے کہ جنگ المیریہ کے دو سال قبل یہان تک کہ سنہ کا بھی تعین کر دیا گیا ہے یعنی ۵۴۰ھ مین ایک شخص ساکن المیریہ **ابو مروان ابن ورد** نے یہ وحشتناک خواب دیکھا کہ ایک طویل القامت معمر آدمی نے پیچھے سے آکر اس کے دونون شانون کو مضبوط پکڑا اور اس زور سے اس کو ہلایا جیسے بلّی چوہے کو جھنجھوڑتی ہے قریب تھا کہ مارے خوف کے اس کا دم نکل جائے اور پھر اس کو ان اشعار کے پڑہنے کا حکم دیا -

أَلَا أَيُّهَا الْمَغْرُوْرُ وَيْحَكَ لَا تَنَمْ
فَلَا بُدَّ أَنْ يَزُرُوا بِأَمْرٍ يَسُوْءُهُمْ

فَلِلّٰهِ فِي ذَا الْخَلْقِ أَمْرٌ قَدْ انْبَهَمْ
فَقَدْ أَحَدٌ تُوجُرُمًا عَلَى حَاكِمِ الْأُمَمْ

سلہ افسوس ہے تیری حالت پر اے مغرور خبردار آرام نہ کر کیونکہ اس خلق کی نسبت اللہ تعالی کی نزدیک ایک روز سربستہ ہے پس ضرور ہے کہ وہ لوگ اس امر کے ساتھہ معرض عنایت مین آئین جو ان کے لیئے بدتر ہیں پس وہ لوگ حاکم الامم کے جرم کے مرتکب ہوئے

یہہ خواب ہولناک فوراً اوس حصۂ ملک مین مشہور ہوگیا اور سب باین خیال کہ قسمت کے لکھے کو کون مٹا سکتا ہے نہایت اطمینان کے ساتہہ اس آینوالی آفت کے منتظر ہے اور جب آفت سر پر آپڑی تو چونکہ یہ یقین ہوچکا تہا کہ اس کا رد ممکن نہین ہے جیسی کہ کوشش کرنی چاہیئے تہی وہ نہین کی اور مفت ملک کہو بیٹہے۔

عبدالرحمٰن[1] ابن محمد ابن عبداللہ ابن یوسف الملقب بہ ابن حبیش

کا بیان ہے کہ جس وقت عیسائی **المیریہ** مین داخل ہوئے تو مین اون کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا مین نے اوس سے کہا کہ تیرا سلسلہ **ہرقل** بادشاہ **قسطنطنیہ** سے ملتا ہے اور اوس کے استفسار پر مین نے اوسی وقت ثابت کر دیا اس میری تحقیق پر **ادفونش** نہایت مسرور ہوا اور حکم دیا کہ **ابن حبیش** مع جملہ متعلقین کے بلا اخذ خراج رہا کر دیا جائے "

ادفونش ثانی بادشاہ **طلیطلہ** نے ۵۴۵ھ مطابق ۱۱۵۰ء مین ہمراہی چالیس ہزار سوار **قرطبہ** کا محاصرہ کیا۔ قریب تہا کہ بوجہ فاقہ کشی حاکم شہر اس دار السلطنت اندلس کو عیسائیون کے حوالہ کر دے مگر عین وقت پر

---

[1] ایک نامی مورخ تہا اس نے متعدد کتابین تصنیف کی تہین منجملہ اون کے ایک کتاب جو اس نے فتح اندلس کے باب مین لکہی تہی اسپین کے مشہور کتب خانہ مین اس وقت موجود ہے۔

عبدالمومن نے یحییٰ ابن میمون کو مع بارہ ہزار سوار نبرد آزمودہ شہر کی مدد کے لیے بھیجا ادفونش یحییٰ کے آنے کی خبر پاتے ہی شہر کے سامنے سے ہٹ آیا حاکم شہر نے اس مدد کے معاوضہ مین الموحدین کی حکومت کو اندلس مین تسلیم کرلیا یحییٰ نے کچھہ فوج بغرض انتظام وحفاظت شہر مین چھوڑی اور خود مع باقی ماندہ فوج کے افریقیہ چلا گیا۔ اس کے بعد ادفونش نے قرطبہ کو پھر آکر گھیر لیا مگر اس مرتبہ بھی ناکام رہا۔

عبدالمومن نے ۵۴۶ھ مین اپنے ایک فوجی افسر ابوحفص نامی کو بیس ہزار فوج کے ساتھہ اندلس روانہ کیا اس امیر نے میمون بادشاہ غرناطہ اور ابن ہمشک کے ورغلانے پر ابن مردنیش سے جنگ کا قصد کیا۔ ابن مردنیش نے ان لوگون کو اپنی طرف آتے دیکھکر عیسائی بادشاہ برشلونا سے مدد کا خواستگار ہوا بادشاہ مذکور نے دس ہزار فوج امداد کو بھیجدی ابوحفص نے جب یہ سنا کہ عیسائی فوج مردنیش کی فوج مین شریک ہو چکی ہے اپنے قصد کو ملتوی کیا اور المیریہ کی طرف واپس ہوا اور چند روز کے محاصرہ کے بعد بوجہ قلت سامان وافواج ناکام شبیلیہ چلا آیا۔

ابوعبداللہ محمد ابن مردنیش ایک مشہور سپاہی سعد نامی کا بیٹا تھا بچپن ہی سے اس کو فن سپہ گری کا بدرجہ غایت شوق تھا اس کا باپ سعد شہر فرجہ کا حاکم

تہا اور اس ہی کی محنت وجرأت سے عربون کو محاربہ **فراجہ** مین فتح عظیم[1] نصیب ہوئی تہی **ابن عیاض** بادشاہ **مرسیہ** نے جو **ابن مردنیش** کو بہت دوست رکہتا تہا اپنا داماد بناکر **بلنسیہ** کا حاکم مقرر کردیا **ابن عیاض** کے انتقال کے بعد **ابن مردنیش** **مرسیہ** اور **جیان** اور **بیجیہ** وغیرہ پر قابض ہو گیا چونکہ یہہ خود **اندلس** کی فرمان روہی کا شایق تہا لہذا **الموحدین** کی ترقی کا مانع ہوا۔ ۵۴۶ھ مین **ابو حفص** اور **ابو سعید** **المومن** کے بیٹون نے **المیریہ** کا محاصرہ کیا **ابن مردنیش** اس وقت کو غنیمت اور ان لوگون کو عیسائیون کے ساتہہ جنگ مین مشغول پاکر پشت پر سے دفعتاً حملہ آور ہوا لیکن جب اس نے دیکہا کہ تمام دنیا اس کی اس حرکت پر لعن طعن کرتی ہے شرم وحیا اس کی دامنگیر ہوئی اور یہ فوراً میدان جنگ سے ہٹ آیا اودہر عیسائیون کو **مردنیش** کی اس حرکت بیجا سے دم لینے کا موقع ملا اور اس کو اپنا معاون سمجہے۔ مگر جب انہون نے اس کو میدان سے ہٹتے دیکہا تو یہ خوف ان کے دلون مین پیدا ہوا کہ کہین اور فوج **الموحدین** کی مدد کے لیئے نہ آتی ہو جس کے ڈر سے **ابن مردنیش** واپس ہو رہا ہے۔ اس خیالی خوف نے اس قدر عیسائیونکو پریشان کیا کہ بالآخر انہون نے **المیریہ** کو **ابو حفص** و **ابو سعید** کے حوالہ کردیا۔

---

[1] اس جنگ کا ذکر پہلے آچکا ہے جس مین ادفونش ابن ردمیر قتل ہوا تہا۔

۵۵۵ھ مطابق ۱۱۶۰ء مین جب عبد المومن ابن علی نے تمام
مغرب الاقصی کو فتح کرلیا اور شہر مہدیہ جس کو اہل جزیرہ صیقلیہ نے ۵۴۳ھ مطابق
۱۱۴۸ء مین فتح کیا تہا مع دیگر بندرگاہون کے اپنے قبضہ مین لانے کے بعد
سیدہا فاس چلا آیا اور یہان چند روز ٹہرکر اوس نے سوطا مین فوج کو ترتیب
دی اور جہازون کے ذریعہ سے جبل الطارق پر اپنی فوج کو اوتارا اس مشہور
پہاڑ پر ایک قلعہ جس کا نقشہ اس نے خود تیار کیا تہا بنانے کا حکم دیا اور اس مقام
کا نام جبل الفتح رکہا اور قلعہ کو بمدینۃ الکبری موسوم کیا۔ تعمیر کا کام مشہور معمار اور ریاضی
دان حاجی یعیش کے سپرد کیا اس نامی معمار نے علاوہ بہت سی نادر کلون کے
ایک پہاڑ پر پانی چڑہانے کی ہوا کی کل بہی تیار کی تہی جس کے ذریعہ سے قلعہ کو
پانی بآسانی پہونچ جاتا تہا عبد المومن نے اپنے بیٹے ابو سعید حاکم غرناطہ کو
نگران کار مقرر کیا اور بعد ضروری انتظام ملک اندلس خود افریقیہ واپس چلا آیا۔
واقعہ مذکور کے ایک سال بعد ۵۵۶ھ مین ابو سعید حاکم غرناطہ کو افریقیہ مین اپنے
باپ کے ساتہہ بغاوت فرو کرنے مین مصروف پاکر ابراہیم ابن ہمشک نے
دام تزویر ایسا پہیلایا کہ بلا کشت وخون غرناطہ پر قبضہ کرلیا۔ جس وقت اس حادثہ کی
خبر مراکش پہونچی ابو سعید فوراً مع اپنے بہائی ابو محمد ابو حفص کے مع فوج

شہر کے سامنے نمودار ہوا ابن ہمشک نے بلا خوف وخطر باہر نکل کر صف آرائی
کی نہایت سخت لڑائی کے بعد **ابوحفص** قتل ہوا اور **ابوسعید** ہزیمت خوردہ
اپنی باقی ماندہ فوج کے ساتھہ مالقہ بھاگ آیا اور یہان سے اپنے باپ **المومن**
کو ان واقعات کی اطلاع دی **المومن** ۵۵۷ھ مین اپنے دوسرے بیٹے **ابو
یعقوب** کو اپنے نامی فوجی افسر **شیخ ابویوسف ابن سلیمان** کے ہمراہ مدد
کے لیئے بہیجا **ابوسعید** نے بہی اس ہی اثنا مین بہت کچہہ فوج فراہم کرلی تہی
یہہ دونون فوجین **غرناطہ** کے قریب مقام دُلیر پر خیمہ زن ہوئین **ابن ہمشک**
نے اس طوفان عظیم کو اپنی طرف آتے دیکھکر اپنے داماد **ابن مردنیش** کو اپنی مدد
کے لیئے بلایا **ابن مردنیش** جہان تک جلد ممکن تہا فوج وسامان کے ساتھہ
غرناطہ روانہ ہوا اور شہر کے قریب ایک بلند مقام پر جو اب تک اس کے نام
سے مشہور ہے فوج کو اوتارا۔ شہر کے قریب ایک دوسری جنگ واقع ہوئی
اس جنگ مین **الموحدین** کامیاب ہوئے اور **ابن مردنیش** شکست کہاکر
جیان کی طرف بہاگ گیا اس واقعہ کے چند روز بعد سسر اور داماد مین خانہ جنگی
اس وجہ شروع ہوئی کہ **ابن مردنیش** نے اپنی بی بی یعنی **ابن ہمشک** کی
بیٹی کو طلاق دیدی **ابن ہمشک الموحدین** کا طرفدار ہوکر **ابن مردنیش**

کی تباہی کا درپے ہوا۔

عبدالمومن بجمعیت تین لاکھ فوج ۵۵۸ھ مطابق ۱۱۶۳ع مین **اندلس** مین داخل ہوا۔ یہان پر ایک لاکھ اسی ہزار آدمی برضا و رغبت خود جہاد کی نیت سے اس کی فوج مین شریک ہوئے لیکن **عبدالمومن** کا پیمانۂ عمر لبریز ہوچکا تہا قبل اس کے کہ یہ اپنے ارادے کو پورا کرے ماہ جمادی الثانی ۵۵۸ھ بروز جمعہ انتقال کرگیا اس کے بعد **ابو یعقوب یوسف** تخت نشین ہوا اور بعد انتظام مملکت ۵۶۶ھ مطابق ۱۱۷۰ع مین دس ہزار فوج کے ساتھ **اندلس** مین داخل ہوا اور **اشبیلیہ** کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا اس امیر کے یہان پہونچنے کے قبل ایک عیسائی **ابن سوارنگ**[1] نے **اندلس** کے مغربی حصے کی جانب شر و فساد برپا کر رکہا تہا اس حاکم قلمریہ نے **الموحدین** اور **المرابطین** کی خانہ جنگیون کو غنیمت جان کر ۵۵۴ھ مین **یحیبہ** پر قبضہ کرلیا اور ماہ جمادی الثانی ۵۶۰ھ مطابق ۱۱۶۴ع مین **ترجالہ**[2] اور ماہ ذیقعدہ سنہ الیہ مین **یابورہ**[3] اور ۵۶۱ھ مطابق ۱۱۶۵ع مین **قاصرش**[4] اور ماہ جمادی الاول سنہ صدر مین **منتاجس**[5]

---

[1] یعنی الفانزو انریکیز جو بقول ابن صاحب الصلاۃ قلمریہ کا جس کو اب کویمبرا کہتے ہین حاکم تہا۔ [2] ترکسلو انگریزی مین کہتے ہین۔ [3] انگریزی مین ابورا کہتے ہین۔ [4] کازیریز کہتے ہین۔ [5] مانتانچیز کہتے ہین۔

اور شنتبریہ[1] اور جلمانیہ[2] کو یکے بعد دیگرے فتح کیا۔ مگر جب اس عیسائی نے یوسف کے اشبیلیہ آنیکی خبر سنی تو وہ قابعبند ہو گیا ادہر ابن مردنیش حاکم مرسیہ پر یوسف کا کچہہ ایسا رعب چہایا کہ اوس نے عرصہ قلیل مین حکومت دنیا سے دست بردار ہو کر ملک جاوادانی کی راہ لی اس کے انتقال کے بعد اس کے بیٹون اور رشتہ دارون نے اشبیلیہ آکر اپنے تمام ملک کو یوسف کے نذر کر دیا یوسف بہی ابن مردنیش کے بیٹون کے ساتہہ بہت اخلاق سے پیش آیا اور اپنے بیٹیونکا نکاح ان سے کر دیا ان امور کے تصفیہ کے بعد یوسف عیسائیون کی طرف متوجہ ہوا اور جن شہرون پر کہ یہ لوگ قابض ہو گئے تہے اون کو فتح اور عیسائیون کو متواتر شکستین دیتا ہوا طلیطلہ کا محاصرہ کر لیا مگر بعد چندے ناکام و نامراد افریقیہ واپس چلا گیا ۵۸۰ھ مطابق ۱۱۸۴ء مین یوسف ابو یعقوب نے اندلس کے مغربی حصہ ملک پر فوج کشی کی اور شہر شنتبرین کا محاصرہ کیا لیکن ایک ہی مہینے کے بعد یہہ ایک ایسی سخت بیماری مین مبتلا ہوا کہ اسی شہر کے سامنے سنہ مذکور مین اس کا انتقال ہو گیا اس کی فوج لاش کو شہر اشبیلیہ لے آئی[3]۔

---

[1] اس کو انگریزی مین سنٹ ایبرین کہتے ہین۔ [2] جرمینا کہتے ہین۔ [3] ابن زرع مصنف قرطاس کو المقری سے اختلاف ہے ابن زرع کا بیان ہی کہ یوسف ابو یعقوب شنتبرین سے واپسی کے وقت مہرتاجہ دریای ٹگیس کے کنارہ پر فوت ہوا تہا۔ قرطاس کے یہہ الفاظ ہین "وکانت وفاتہ بنہر تاجہ فی قبولہ من غزوۃ شنتبرین علی اظہر دابتہ۔ شنتبرین کو انگریزی مین سنٹرم کہتے ہین۔

ابو یعقوب کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا **ابو یوسف المنصور باللہ**
اپنے تخت موروثی پر بیٹھا۔ اس نے اپنے زمانہ حکومت مین وہ نام حاصل کیا جو
اس کے قبل اس کے خاندان مین کسی کو نصیب نہ ہوا تھا ۵۸۵ھ مطابق ۱۱۸۹ء
مین اس نے **اندلس** کے مغربی حصے کو عیسائیون کے شر و فساد سے پاک کیا
اور **اشبیلیہ** ہوتا ہوا **مراکش** چلا گیا۔ مگر اس کو واپس ہوئے ایک سال بھی
نہ گزرا تھا کہ ۵۸۶ھ مین اطلاع ہوئی کہ عیسائیون نے اوسی حصہ ملک مین جس کو
اس نے اپنی دانست مین ان کے حملون سے محفوظ کر دیا تھا شہر **شلب**[1] پر
قبضہ کر لیا ہے **المنصور** نے فوراً **اندلس** آکر اس شہر کو عیسائیون کے ظلم و
ستم سے نجات دی اور عیسائیون کی تنبیہ کی غرض سے فوج کو ان کے تعاقب
مین روانہ کیا **ادفونش ثانی** بادشاہ **طلیطلہ** نے بخیال حفاظت خود صلح کی درخواست
کی۔ اس شرط پر صلح ہوئی کہ پانچ سال تک فریقین مین سے کوئی ایک دوسرے
کے ملک پر حملہ نہ کرے گا یہ بھی ایک دفع الوقتی تھی اس لیئے کہ پانچ سال کے
بعد جب عیسائیون نے اپنے مین عربون کے مقابلے کی قوت پائی تو پھر لوٹ شونکا
سلسلہ قائم کر دیا **المنصور** کو جب انکی شورش کی خبر پہونچی تو یہ ماہ رجب ۵۹۱ھ مطابق ۱۱۹۵ء

---

[1] اس کو شلوینہ کہتے ہین اور صوبہ الغرب مین واقع ہے۔

مین اندلس داخل اور عیسائیون کی طرف روانہ ہوا ادفونش مع ان عیسائی حاکمون کے جو اس کی مدد کے لیئے آئے تہے بمقام الارک حدود بطلیوس مین مقیم تہا۔ یہان دونون فوجین باہم مقابل ہوئین المنصور عیسائیون کی عادت سے بخوبی واقف اور جانتا تہا کہ سب سے پہلے یہہ لوگ میری قیامگاہ پر حملہ آور ہون گے اس لیئے شیخ یحیی ابن ابی حفص کو اپنے خیمہ مین قیام کا حکم دیا اور خود اس امیر کے خیمے مین چلا آیا۔ بتاریخ ۹ شعبان ۵۹۱ھ بروز پنجشنبہ عیسائیون نے جیسا کہ المنصور کا خیال تہا اوس طرف تمام فوج سے حملہ کیا جہان بادشاہ کا علم ہوا مین لہرا رہا تہا ادہر سے المنصور اپنی خاص فوج کے ساتہہ ان عیسائیون پر آگرا اور دیر تک جنگ شدید ہوتی رہی بالآخر مسلمانون کو فتح نمایان حاصل ہوئی اور عیسائی ایک لاکہہ چہیالیس ہزار میدان جنگ مین مردہ اور تیس ہزار کو بند قید مین چہوڑ کر جس طرف منہہ اوٹہا بہاگ نکلے اس فتح غیر مترقبہ مین ایک لاکہہ پچاس ہزار خیمے اور اسی ہزار گہوڑے اور ایک لاکہہ خچر اور چار لاکہہ باربرداری کے گدہے اور ساٹہہ ہزار مختلف وضع کے زرہ بکتر اور بہت کچہہ زر و جواہر مسلمانون کے ہاتہہ آیا اس مال غنیمت کو المنصور نے اپنی فوج مین تقسیم کر دیا۔

ادفونس ثانی اپنی باقی ماندہ فوج کے ساتہہ قلعہ رباح[1] مین پناہ گزین ہوا

[1] اس کو انگریزی مین کلا ٹروا کہتے ہین۔

لیکن **المنصور** نے اس کو دوبارہ فوج کے فراہم کرنے کا موقع نہ دیا اور تعاقب کنان قلعہ کو گہیر لیا اور چند روز کے محاصرے کے بعد قلعہ پر قابض ہو گیا۔
ادفونش یہان سے بہاگ کر نہایت ابتر حالت مین **طلیطلہ** آیا اور اس شدید شکست کے غم و غصہ مین سر اور ڈاڑہی کو منڈا کر صلیب کو اوٹہا لیا اور قسم کہائی کہ جب تک ان ہزارون مقتولون کا انتقام نہ لے لون گا عیش و آرام مجہپر حرام ہے
ادہر **المنصور** کو جب معلوم ہوا کہ یہ چالاک عیسائی دام سے نکل بہاگا تو یہہ بہی بلا توقف اس کے پیچہے روانہ ہوا اور **طلیطلہ** کے قریب **ادفونش** کو دوبارہ شکست دیکر شہر کو محصور کر لیا اور بذریعہ الرعدات[1] عیسائیون کو اس قدر پریشان کیا کہ قریب تہا کہ یہہ مشہور شہر بہی اس کے ہاتہہ آجائے مگر عین وقت پر اس کی مان مع اس کی بیوی اور بچون کے سر برہنہ روتی ہوئی **المنصور** کے سامنے آئی اور اس قدر آہ وزاری سے اپنے بیٹے کی معافی کی خواستگار ہوئی کہ امیر کے دل مین رحم کا دریا جوش زن ہوا اور جس نے میدان جنگ مین خون کے دریا بہا دئے تہے عورتون کی آہ وزاری کو نہ دیکہہ سکا اور ان کی نہایت

[1] قلعہ شکن آلات کو عرب الرعدات کہتے تہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ان آلات سے مثل توپ کے آواز پیدا ہوتی تہی۔ ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ مین اس ہی نام سے توپون کو موسوم کیا ہے۔

تشفی اور دل جوئی کی اور بہت کچھ زر وزیور دیگران کو رخصت کیا[1] اور خود قرطبہ چلا آیا۔ یہان ادفونش کے سفیر بغرض صلح اس کے پاس آئے۔

یعقوب المنصور نے چودہ سال گیارہ مہینے کی حکومت کے بعد مراکش مین ربیع اولاول ۵۹۵ھ مطابق ۱۱۹۹ء مین بروز جمعہ انتقال کیا۔ اس کو جہاد کا اس قدر شوق تہا کہ اس نے تادم مرگ عیسائیون کو آرام سے بیٹھنے نہین دیا اس کے ہمعصر مسلمان بادشاہ بہی بوقت جہاد اس سے مدد کے خواستگار ہوتے تہے۔ چنانچہ ۵۸۶ھ مین جب عیسائیون نے فلسطین پر حملہ کیا تہا سلطان صلاح الدین ابن ایوب امداد کا خواہان ہوا مگر المنصور نے محض اس وجہ سے کہ اس کے نام کے آگے لفظ امیر المومنین نہین لکہا تہا دینے سے انکار کردیا تاہم اس نے سلطان کے سفیر ابن منقذ[2] کی جو کہ اعلی درجہ کا شاعر تہا بہت خاطر و

---

[1] یہی واقعات ہین جن سے مسلمانون کی رحم دلی اور بےنظیر فیاضی ثابت ہوتی ہے چنانچہ اس واقعہ کی تقریباً چہہ سو برس بعد ۱۷۱۱ء مین ترکون نے اپنے ایک دشمن جانی اور ایمانی کی اوس کی بی بی کی الحاح و زاری پر جان بخشی کی تہی وہو ہذا۔ بعہد حکومت سلطان بایزید ثالث اس کے وزیر اعظم محمد پاشا نے پیٹر اعظم شاہنشاہ روس کو جس کا خاندان فی زماننا حکمران ہے مع فوج دریای پرتہ کے کنارہ پر گہیر لیا تہا اور قریب تہا کہ پیٹر مع لشکر گرفتار ہو جائے ایسے نازک وقت پر محض پیٹر کی زوجہ ملکہ کیتہرین کی آہ و فریاد پر ترکون نے باوجود قوت و غلبہ کے زار روس کو رہا کردیا اس واقعہ مین اور المنصور کے واقعہ مین صرف فرق اتنا ہی کہ ترکون نے باخذ زر جس کی بمقابلہ جان اور فتح عظیم کے کچہ حقیقت نہین اپنے ایسے دشمن کو معاف و رہا کیا اور المنصور نے لین یک طرف خود عورتون کو زیور سے مالامال کردیا تہا۔ دیکھو تاریخ ترک مصنفہ سر ادورڈ کریزی موسومہ بہ "آٹومن ترکس" باب ۱۵ صفحہ ۳۲۳۔ [2] یہ اندلس سے ۵۸۸ھ مطابق ۱۱۹۲ء مین تمام ملک دابس تیل ... تہا

مدارات کی اور المنصور نے اس کو چالیس[1] اشعار کے قصیدے کے صلہ مین چالیس ہزار درہم سرخ دیکر یہ کہا تہا کہ یہ مین تجہکو اس لیئے نہین دیتا کہ تو صلاح الدین کا سفیر ہے بلکہ یہہ تیری لیاقت وکمال کا ایک ادنی صلہ ہے۔

المنصور کے بعد اس کا بیٹا **ابوعبداللہ محمد الناصر لدین اللہ** تخت حکومت پر متمکن اور ۶۰۹ھ مطابق ۱۲۱۲ء مین چہہ لاکہہ فوج کے ساتہہ بغرض جہاد **اندلس** مین وارد ہوا لیکن اس کو اپنی لیاقت اور کثیر التعداد فوج پر اس قدر غرور تہا کہ اس نے معمولی سے معمولی احتیاط کو بہی ترک اور تجربہ کاران اہل اندلس کی رائے اور مشورے پر بالکل التفات نہ کیا جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ جنگ **العقاب** مین عربون کو ایسی شکست فاش ملی کہ چہہ لاکہہ مسلمانون مین سے صرف چند ہزار زندہ[1] اور سلامت بچے۔ اس شکست عظیم کا نتیجہ یہہ ہوا کہ **افریقہ** کے قصبے کے قصبے اوجڑ گئے اور پہر ایک زمانہ دراز تک فوج فراہم نہ ہو سکی **اندلس** کی حفاظت مین بڑی دقتین واقع ہونے لگین اور عیسائیون کو پورا موقع اپنے ارادون کے حاصل کرنے کا ملا الغرض شکست مذکور کے بعد اندلس پہر نہ سنبہلا اور بتدریج عیسائیون کے قبضہ تصرف مین آگیا اور **افریقہ** مین دولت **الموحدین**

---

[1] بعض مورخین لکہتے ہین کہ ان چہہ لاکہہ آدمیون سے صرف ایک ہزار زندہ بچے تہے۔ دیکہو المقری مصنفہ گیانگوز جلد دوم کتاب (۵) باب ۳ صفحہ ۳۲۳

کے اختتام کے آثار نظر آنے لگے۔

الناصر نے بمقام **مراکش** ماہ شعبان ۶۱۶ھ مطابق ۱۲۱۹ء مین انتقال کیا اور اس کا بیٹا **ابو یعقوب المستنصر** تخت نشین ہوا۔ یہہ ایسا کم ہمت اور عیش پرست تہا کہ اس نے اپنی بگڑتی ہوئی سلطنت کے سنبہالنے کی بالکل کوشش نہ کی اور جلوس کے چوتہے سال **مراکش** مین بتاریخ ۱۲ ذی الحجہ ۶۲۰ھ مطابق ۱۲۲۳ء مین لاولد مر گیا اس کے بعد اس کے باپ کا چچا **عبد الواحد ابن یوسف ابن عبد المومن** تخت نشین ہوا مگر اس سے بہی ریاست سنبہل نہ سکی اس کے ایک عزیز **العادل ابن المنصور** حاکم **مرسیہ** نے سلطنت کا دعوی کیا اور جو حصہ **اندلس** کا کہ اس کے سپرد تہا اوس کو دبا بیٹہا اس بغاوت سے **افریقیہ** کی رعایا کو **عبد الواحد** کی طرز حکومت سے ایسا بد دل کیا کہ بتاریخ ۱۲ شعبان ۶۲۱ھ مطابق ۱۲۲۴ء اہل مراکش نے اس کو مار ڈالا۔ یہہ سنتے ہی **العادل** کے دل مین حکومت **اندلس** کی ہوس پیدا ہوئی مگر پہلی ہی جنگ مین عیسائیون نے اس کو ایسی شکست دی کہ یہہ اپنے بہائی **ابو العلی ادریس** کو **اشبیلیہ** مین چہوڑ کے **افریقیہ** بہاگ آیا یہان بہی نحوست و ادبار نے اس کا پیچہا نہ چہوڑا **یحیی ابن الناصر** کے ساتہیون نے

اس کو گرفتار کرکے یحییٰ کو تخت پر بٹھا دیا۔ ان واقعات کی اطلاع جب ادریس[1] کو پہونچی تو وہ بامداد اہل اندلس اشبیلیہ پر قابض ہوگیا۔ اس اثناء مین ایک عرب امیر محمد ابن یوسف ابن ہود الخدامی نے بغاوت کے جھنڈے کو بلند کیا ادریس۔ ابن ہود کی تاب مقاومت نہ لاسکا اور افریقیہ چلا آیا۔ یہان ۶۳۳ھ مطابق ۱۲۳۵ء مین بعد قتل یحییٰ۔ افریقیہ پر مسلط ہوگیا ادریس نے ۶۴۰ھ مطابق ۱۲۴۲ء مین انتقال کیا اور اس کا بھائی السعید ادریس ثانی حکمران ہوا جو ۶۴۶ھ مین تلمسان کے قریب جنگ مین مارا گیا اس کے بعد عمر ابن ابراہیم ابن عبد المومن المرتضیٰ باللہ تخت نشین ہوا اور بعد حکومت چند سالہ کے ۶۶۵ھ مطابق ۱۲۶۶ء مین الواثق کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اس واقعہ کے تین سال بعد ۶۶۸ھ مطابق ۱۲۶۹ء مین بعد قتل الواثق بنی مرین کی حکومت افریقیہ مین قائم ہوئی۔

الغرض جس وقت محمد ابن یوسف ابن ہود الخدامی نے ادریس المامون کو اندلس سے خارج کردیا اور افریقیہ مین بنی مرین بتدریج ملک پر قابض ہونے لگے تو اب اہل اندلس کو اپنی حفاظت کی فکر پیدا ہوئی اور قصد کیا کہ

---

[1] اس نے المامون کا لقب اختیار کیا تھا۔

ہم غیرون کی ماتحتی سے نجات حاصل اور اپنے ہم وطنون مین سے ایسے کو
منتخب کرین جو سچا خیر خواہ ملک اور قوم کا ہو اور اس ملک کو بیرونی حملون اور اندرونی
خانہ جنگیون سے محفوظ رکھہ سکے ورنہ اگریہی لیل ونہار رہا تو چند روز مین عیسائی حاکم
اور ہم محکوم ہو جائین گے - اوس وقت سوائے الجذامی کے اور کوئی شخص
بلحاظ قوت و ثروت نظر نہین آتا تہا محمد ابن یوسف المستعین ابن ہود شاہان
سرقسطہ کے جو تہے بادشاہ کی نسل سے اور بنی ہود کا رکن اعظم تہا اس کے
مختصر حالات یہہ ہین کہ جب الموحدین کی حکومت مین آثار تنزل اور انحطاط کے
آشکارا ہونے لگے تو منجملہ دیگر خود غرض اشخاص کے اس نے بہی موقع پاکر نجومیون
اور فقیرون کے اقوال سے یہہ استنباط کیا کہ بشر کی کیا مجال کہ بخلاف مشیت
ایزدی الموحدین کی سلطنت کو جو اپنی عمر طبعی کو پہونچ چکی ہے قائم رکھہ سکے
ایسی حالت مین اہل اندلس کو صبر و شکر کے ساتہہ جس کسی کو خدائے تعالی اپنے
رسول پاک کا خلیفہ مقرر کرے اوس کی اطاعت و فرمان برداری بلا عذر منظور
کر لینی چاہیئے - بعض کاہنون نے یہان تک حکم لگایا کہ جس شخص کو منجانب اللہ
یہہ رتبہ حاصل ہونے والا ہے اوس کا نام محمد ابن یوسف ہوگا ابن ہود اسی
قسم کی خبرون کی شہرت دینے مین مصروف تہا کہ ایک روز ایک اجنبی آدمی اس کے

پاس آیا اور کہا کہ بفضلہ تو اس ملک کا بادشاہ ہونے والا ہے فوراً جا کر **القشنی** سے ملاقات کر اور اس کی رائے پر کاربند ہو" **القشنی** قزاقون کا سردار تہا اور ممکن ہے کہ یہی بانی اس تحریک کا ہوا ہو اس لیئے کہ جب **ابن ہود** اس قزاق سے ملا تو اس نے فوراً مع اپنے ساتہیون کے اس کو اپنا سردار بنا لیا **الجذامی** چونکہ ایک خاندانی امیر تہا اس نے قلیل عرصہ مین معقول تعداد فوج فراہم کر لی اور بمقام **الصخیرہ**[1] اپنے کو ریاست **مرسیہ** کا حقدار ثابت کرنے کی کوشش کی **ابوالعباس** حاکم **مرسیہ** کو جب اس بغاوت کی خبر پہونچی یہہ بذات خود **ابن ہود** پر حملہ آور ہوا مگر آخر کار ناکام اور ہزیمت خوردہ **مرسیہ** بہاگ آیا **ابن ہود** نے اول ہی رعایا کو ہموار کر لیا تہا اہل شہر نے **ابوالعباس** کو فوج کے درست کرنے کا موقع ہی نہ دیا اور ایک ہی یورش مین اس کو مع تمام ہواخواہان خاندان **الموحدین** شہر بدر کر دیا **ابن ہود** نہایت تزک و احتشام سے ۶۲۵ھ مین داخل شہر ہوا۔ بعض شہرون نے بلا عذر اس کی حکومت قبول کر لی اور بعض مثل **غرناطہ** اور **مالقہ** اور **المیریہ** بزور شمشیر اس کے دائرہ حکومت مین شریک کیئے

---

[1] ابن الخطیب نے ابن ہود کی سوانح عمری مین اس مقام کا نام الصخیرہ بتایا ہے۔ اس شہر کا اب پتہ نہین ملتا مگر تاریخ سے اتنا ثابت ہے کہ یہ شہر شہر مرسیہ کے قریب واقع تہا۔

گئے نجومیون وغیرہ نے اول ہی عوام الناس کے دلون مین وہم اور خوف کو پیدا کر دیا تہا اس غیر معمولی کامیابی سے امیر و غریب سب ایسے مرعوب ہوئے کہ ۶۲۶ھ مطابق ۱۲۲۹ء یعنی ایک ہی سال مین قرطبہ اور جیان و دیگر مشہور شہر بلاکشت و خون اس کے قبضہ مین آ گئے باین ہمہ بعض عرب امرا بدستور مخالفت پر آمادہ اور عوام الناس کو بغاوت کی ترغیب دیتے رہے گو ان معدودے چند امرا کا تصفیہ دشوار امر نہ تہا مگر بخیال عام بددلی یہ فوج کشی سے باز رہا اور عامہ خلائق کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے ایک عرضیہ خلیفہ وقت کی خدمت مین بغداد باین استدعا ارسال کیا کہ یہہ ملک مین نے بتائید الٰہی امیر المومنین کے نام سے فتح کیا ہے مین چاہتا ہون کہ امیر المومنین مجھکو اپنی جانب سے اندلس کا والی مقرر کرین۔ ۶۳۱ھ مطابق ۱۲۳۳ء مین خلیفہ نے بذریعہ فرمان اس کے حسب استدعا اندلس کا انتظام اس کے سپرد کیا ابن ہود اس وقت غرناطہ مین مقیم تہا فرمان کے آتے ہی اس نے حکم دیا کہ فرمان جامع مسجد مین پڑہا جائے۔ یہہ خود بہی مسجد مین بنی عباسیہ کا لباس پہنے اور اس خاندان کا سیاہ علم اپنے سید ہے ہاتہہ مین لیئے موجود تہا ابن ہود نے فرمان سنانے کے بعد تمام مسلمانون کو مبارکباد دی کہ خلیفہ نے ہماری درخواست کو

منظور فرما کر ہماری سرپرستی قبول کی ہے۔ اتفاقاً وہ زمانہ قحط کا تہا اور اس قدر تکلیف ہتی کہ عامہ خلائق نے نماز استسقا ادا کی ہتی۔ اس اعلان کے بعد ہی ایک دفعہ ابر سیاہ نمودار ہوا اور اس قدر پانی برسا کہ تمام زمین سیراب اور رعایا کی پریشانی دفع ہوگئی مگر باوجود اس ہوشیاری اور دوراندیشی کے آتش خانہ جنگی فرو نہ ہوئی اور مثل ابن الاحمر اور ابو جمیل زیان ابن مردنیش امراء جلیل القدر نے بنیاد بغاوت کو قائم رکہا عیسائیون نے عربون کو ایک دوسرے کے استیصال مین مشغول پاکر جن مقامات کو کمزور پایا اپنا قبضہ کرلیا۔ اس مختصر کامیابی نے ان کو اس قدر دلیر بنایا کہ ۶۲۷ھ مطابق ۱۲۲۹ء مین عیسائی شہر مریدۃ پر جو خلافت اندلس کے زمانہ مین بعد قرطبہ کے سمجہا جاتا تہا قابض ہوگئے اہل مریدۃ نے عیسائیون کو آمادہ بہ فساد دیکہہ کر ابن ہود کو اطلاع کی ابن ہود فوراً مع فوج مریدۃ آیا اور ادفونش نہم بادشاہ لیون بہ شہر کے قریب بالتاہل یورش کر بیٹہا۔ اس جنگ مین عیسائی فتحیاب ہوئی اور ابن ہود بعد شکست میدان جنگ سے بہاگ آیا

جن ایام مین کہ اہل اندلس الموحدین کی مخالفت مین مصروف تہے ایک رکن اس خاندان کا محمد ابن علی ابن موسی جزیرہ میورقہ[1] مین ۶۰۶ھ مطابق ۱۲۰۹ء

---

[1] یہہ بیلیارک کا ایک جزیرہ ہے۔ عرب اس کو ملارقہ بہی کہتے ہین۔

سے حکمران تہا اس نے جزیرہ ایویزہ سے چند کشتیون پر جو بنیہ منگوایا تہا۔ عیسائی حاکم طرطوسہ نے مطلع ہوکر اپنے جنگی جہازون کے ذریعہ سے ان کشتیون کو گرفتار کرلیا۔ اس امیر کو عیسائیون کی یہ حرکت سخت ناگوار گزری اور جب اوسنے ماہ ذی الحجہ ۶۲۳ھ مطابق ۱۲۲۶ء مین سنا کہ ایک جہاز برشلونہ اور ایک طرطوسہ سے اہنی عیسائیون کا جزیرہ ایویزہ کے سامنے نمودار ہوا ہے اس نے فوراً اپنے جنگی جہاز بہیجکر ان دونون پر قبضہ کرلیا اور اس کو اپنے زعم ناقص مین بڑی کامیابی تصور کی اور اپنی تیئن خلیفہ وقت کا ہمسر سمجہنے لگا اگر اس غرور کے ساتہہ بہہ اپنی رعایا کو اپنی طرز حکومت سے خوش رکہتا اور اوس کی دلجوئی کرتا رہتا تب بہی مضائقہ نہ تہا۔ برعکس اس کے نہایت ظلم و زیادتی سے عامہ خلائق کے ساتہہ پیش آنے لگا اور بلاقصور اپنے ماموں ابوحفص ابن شیری کے دو بچون کو قتل کرڈالا ابن شیری یہان کا ایک معزز اور باوقعت امیر تہا سب باتفاق اس کی مجنونانہ حرکات سے ناخوش ہوکر اس کی معزولی کے درپے ہوئے اس واقعہ کے چند روز بعد ۶۲۶ھ مطابق ۱۲۲۸ء مین عیسائی بادشاہ برشلونہ نے ایکسو پچاس جنگی جہاز مع ساتہہ ہزار فوج کے میورقہ روانہ کیئے اور باوجودیکہ ابن موسیٰ کو اس فوج مخالف کے آنے کی پوری اطلاع ہتی تاہم اس نے جابرانہ

برتاو مین کمی نہین کی اور آغاز جنگ کے قبل پچاس سر برآوردہ امراد کو گرفتار کیا اور ان بے گناہون کے قتل کا حکم دیا ہنوز اس حکم کی تعمیل نہ ہوئی تھی کہ کئی سوارون نے یکے بعد دیگرے آکر اس کو خبر کی کہ غنیم ایکسو پچاس جنگی جہاز لیئے جزیرہ کے قریب پہونچ گیا ہے - یہہ خبر وحشت اثر سنتے ہی اس نے ان قیدیون کو چھوڑ دیا اور حکم دیا کہ عیسائیون کو جزیرہ پر قدم رکھنے نذین مگر بتاریخ ۸ ا شوال ۶۲۶ھ مین ابن موسیٰ کی فوج ہزمیت پاکر لب دریا سے ہٹ آئی اور عیسائی داخل جزیرہ ہوئے ابوحفص ابن شیری مع امرای جزیرہ کے وسط کی جانب چلا آیا۔

عیسائیون نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور باب الکہل کی طرف سے متواتر یورشین شروع کردین عربون نے ابن موسیٰ کے بچانے کی نیت سے نہین بلکہ عیسائیون کے ظلم سے اپنے عیال و اطفال کو محفوظ رکھنے کی غرض سے نہایت ہمت اور جرأت سے اس فوج کثیر کا مقابلہ کیا اور ایک زمانہ دراز تک جواب ترکی بترکی دیتے رہے بتاریخ ۱۱ صفر ۶۲۷ھ مطابق ۱۲۳۰ع بروز جمعہ عیسائیون نے شہر کے چارون طرف سے سخت حملہ کیا جس کی یہ مٹھی بھر عرب تاب نہ لا سکے اور عیسائی شہر پر قابض ہو گئے[1] ابن موسیٰ کو بھی فوراً اس دار الجزاءمین بداعمالی کی پاداش مل گئی یعنی عیسائیون نے

[1] بیان کیا جاتا ہے کہ چوبیس ہزار عرب اس جنگ مین کام آئے۔ المقری۔

اس کو گرفتار کیا اور سخت عذاب مین مبتلا رکھا۔ یہہ پینتالیس روز کی شدید تکلیف جسمانی اور روحانی کے بعد مردم آزاری کا بار اپنی گردن پر لیئے راہی ملک عدم ہوا اس جنگ کے بعد عیسائی **ابو حفص ابن شیری** کی طرف متوجہ ہوئے **ابو حفص** نے سولہ ہزار فوج کے ساتھہ جزیرہ کے وسط مین پہاڑون کی قدرتی مستحکم دیوار کے اندر پناہ لی تہی اس نے نہایت جرأت سے عیسائیون کا مقابلہ کیا لیکن بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی ۶۲۸ھ مین یہ مارا گیا اور فوج نے مایوس ہوکر ہتیار رکھدیئے **ابو حفص** کے بعد اب کوئی مدمقابل عیسائیون کا باقی نہین رہا تہا لہذا قلیل عرصہ مین انہون نے تمام جزیرہ کو بآسانی فتح کرلیا۔ بعدہ عیسائیون نے جزیرہ **منورقہ** کی فتح کا ارادہ کیا۔ اس جزیرہ مین منجانب **ابن موسیٰ** ایک نہایت رحیم و ہمدرد عزیز امیر **شیخ ابو عثمان سعید ابن حکم القریشی** حکمران تہا اور باوجودیکہ ایک شجیع اور سپہ پیشہ سپاہی تہا لیکن عیسائیون کو مقابلہ اپنے کہین زیادہ باقوت دیکہکر اپنی عزیز رعایا کی بربادی قبول نہ کی اور بغرض دفع الوقتی اس شرط پر خراج دینے پر راضی ہوگیا کہ یہہ لوگ اس کے جزیرہ مین قدم نہ رکہین ۔

اب **اندلس** کا حال سنو کہ جب اس کے مضافات مین حکومت کا ردّ و بدل ہو رہا تہا تو یہ بدقسمت ملک بہی اپنے خودغرض بادشاہون کی بدولت معدن

انقلابات عظیم کا بن گیا تھا جدھر دیکھو سوائے جنگ وجدال اور کشت وخون کے کچھہ نظر نہ آتا تھا جسوقت ابواحمد قاضی القضاۃ بلنسیہ نے یوسف ابن تاشفین کو اندلس کی حکومت کی ترغیب دی تھی القادر ابن ذی النون[1] نے شہر بلنسیہ کو محصور کرلیا تھا ابواحمد نے ایک روز حالت بیخبری مین ابن ذی النون پر حملہ کیا اس حملہ مین القادر کو شکست ہی نہین ملی بلکہ یہہ گرفتار اور قتل ہوا قاضی صاحب یا تو ابن تاشفین کی جانب سے لڑرہے تھے یا اب اس کامیابی کے بعد ان کو حکومت وخودمختاری کا ایسا چسکہ لگا کہ انہون نے اپنے وعدون اور حلف نامون کو بالائے طاق رکھا اور خود یہان کی بادشاہت کے خواہان ہوئے رفتہ رفتہ المرابطین جو محض یوسف کی وجہ سے ان کا ساتھہ دے رہے تھے ان کے اصل ارادے سے واقف ہوکر کنارہ کش ہوگئے اور قاضی کو یکہ وتنہا اس کے دشمنون کے سامنے چھوڑدیا ابواحمد اپنی یہہ حالت دیکھکر بہت ڈرا اور نہایت عجز وانکسار سے یوسف کو اپنی مدد پر آمادہ کرنا چاہا یوسف نے فوج بھیجنے کا وعدہ کیا لیکن قاضی انتظار ہی مین رہا اور فوج نہ آئی۔

ان واقعات کی اطلاع جب قاضی کے دشمن جانی یوسف ابن احمد

[1] یہہ وہی بادشاہ ہے جس کو ادفونش نے شکست دیکر طلیطلہ پر قبضہ کرلیا تھا۔

ابن ہود بادشاہ سرقسطہ کو پہونچی تو اس نے ایک عیسائی بادشاہ لذریق نامی کو جو نہایت ظالم مشہور تھا بلنسیہ کی حکومت کا سبز باغ دکھا کر جنگ پر آمادہ کیا۔ لکھنے کی دیر تھی کہ اس عیسائی نے فوراً اس شہر کا محاصرہ کر لیا اور اس کو بآسانی فتح اور قاضی کو گرفتار کر لیا پھر اوس سے القادر ابن ذی النون کی اندوختہ دولت کا پتہ پوچھا قاضی نے بہت کچھ قسمیں کھائیں لیکن اس عیسائی نے کہا کہ بغیر مال بتائے تمہارا زندہ بچنا دشوار ہے بالآخر اس نے تمام مال و متاع ابو احمد سے وصول کیا اور پھر اوس کو زندہ جلا کر شہر بلنسیہ کو بھی قریب قریب نیست و نابود کر دیا ۴۸۸ھ مطابق ۱۰۹۵ء میں قنبیطور[1] نے بیس مہینے کے محاصرے کے بعد بلنسیہ کو فتح کیا اور جو حصہ غارتگری سے محفوظ رہا تھا اوس کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ واقعہ مذکور کے کئی سال بعد ۴۹۵ھ مطابق ۱۱۰۱ء میں یوسف ابن تاشفین نے اس شہر پر پھر قبضہ کیا اور اس زمانے سے چھٹی صدی اسلامی تک المرابطین اس پر قابض رہے۔ صدی مذکور میں مروان ابن عبد العزیز

[1] اس کو انگریزی میں کیمپیڈار کہتے ہیں ابن الابار مورخ لکھتا ہے کہ اس عیسائی نے اسی زمانہ طوائف الملوکی میں شاطبہ وغیرہ مقامات پر قبضہ کر لیا اور اپنے کو بلنسیہ کا حقدار سمجھتا تھا پس جب لذریق کی یورش کی اس نے خبر سنی اس کو یہہ حرکت لذریق کی بہت ناگوار ہوئی اور یہہ فوراً سرقسطہ کے محاصرے سے دست بردار ہو کر بلنسیہ آیا۔

نے بلنسیہ کو فتح کیا اور ۵۳۹ھ مطابق ۱۱۴۴ء تک حکمران رہا اسی سنہ مین ابن
زیاد حاکم ممالک شرقیہ اندلس اس شہر پر قابض ہوا اور **مروان** ہزیمت پاکر المیریہ
بھاگ آیا اس کے بعد **ابو عبد اللہ ابن مردنیش** جو بعد ابن زیاد مرسیہ کے
تخت پر بیٹھا تھا اس شہر کو اپنے دائرہ حکومت مین لایا اور **عبد المومن** کے
عروج تک یہہ شہر اسی کے قبضہ مین رہا۔ جب **الموحدین** کی حکومت ملک
اندلس مین قایم ہوئی تو اسی خاندان کے افسر یکے بعد دیگرے صوبہ بلنسیہ کا انتظام کرتے رہے
غرض اس حکومت کے ردو بدل سے یہہ صوبہ بہت کچھہ تباہ ہو چکا تھا اور دن بدن
اس کی حالت ابتر ہوتی جاتی تھی یہان تک کہ عیسائی بادشاہ **برشلونہ** نے اس شہر کو
فوج کثیر کے ساتھہ محصور کرلیا زیان **ابن مردنیش** حاکم شہر نے بادشاہ شرقی افریقہ
ابو زکریا ابن ابو حفص سے مدد کی درخواست کی اس نے جہان تک جلد ممکن
ہوسکتا تھا فوج مدد کے لیئے روانہ کی مگر جب یہہ امداد **بلنسیہ** کے قریب پہونچی تو معلوم
ہوا کہ بتاریخ ۱۷ صفر ۶۳۶ہجری مطابق ۱۲۳۸ء مین عیسائیون نے اسی شہر کو فتح کرلیا ہے
بادشاہ **برشلونہ** نے صرف اس کامیابی پر اکتفا نہین کی بلکہ گرد و نواح کے سرسبز
و شاداب مقامات کو برباد اور مسلمانون کو تہ تیغ کرنا شروع کیا۔ ہنوز مسلمانون نے اس
ظلم سے نجات حاصل نہین کی تہی کہ **فردلند ثالث** بادشاہ **قسطلہ** نے قرطبہ پر حملہ کیا

اور کئی مہینون کے محاصرے کے بعد بتاریخ ۲۳ شوال ۶۳۶ھ مطابق ۱۲۳۹ء
مین اس شہر کو فتح کیا اور دار السلطنت اندلس جہان نامور بادشاہان اسلام نے
کئی سو برس کس عظمت و شان سے حکومت کا ڈنکہ بجایا اور کرورہا روپیہ خرچ کر کے
اس گہوارہ اسلام کو معدن علم و کمال کا بنایا تہا کہ جہان دنیا کے ہر گوشے سے
طالب علم آکر اپنی عمر بسر کرتے اور دولت علم و فضل سے بہرہ مند ہوتے تہے
صدیون کی کوشش کے بعد پہر ایکبار دشمنان اسلام کے قبضے مین آیا [1]

اعتباری نیست عرفی طائر اقبال را	این کبوتر ہر زمان مشتاق بام دیگر است

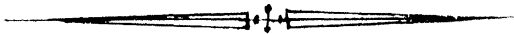
اس عظیم الشان کامیابی کے بعد عیسائیون کی ترقی کو روکنا معمولی شخص کا کام نہتہا
اور اس زمانہ طوفان خیز مین جہان تک نظر جاتی تہی کوئی شخص اس قابل نظر نہ آتا تہا
کہ جو کشتی سلطنت کو اس تلاطم سے ساحل سلامتی پر پہونچادے۔ نوبت باینجا رسید
کہ ۶۴۵ھ مین **فردلند** نے اپنی بری و بحری دونون قوتون سے شہر **اشبیلیہ**
پر یورش کی اور ایک سال پانچ مہینے کی محنت و جانفشانی کے بعد بتاریخ ۵ شعبان
۶۴۶ھ اس شہر کو فتح کر لیا۔

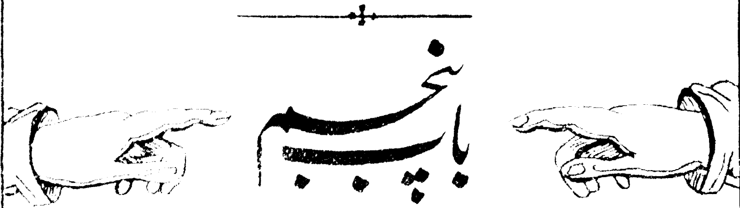
جیسا کہ پہلے نگارش ہو چکا ہے کہ **الموحدین** کی قوت کو کمزور پاکر اہل اندلس
اس خاندان سے باغی ہونے لگے تو **ابن ہود** نے **مرسیہ** مین شر و فساد برپا

[1] المقری

کیا اور ایک امیر ابو عبد اللہ ابن عبد اللہ ابن یحیی ابن الرمیمی نے بھی اوس ہی زمانہ مین المیریہ مین بغاوت آغاز کی اور بعد قبضہ مرسیہ آکر ابن ہود کو اس فتح کی خوشخبری سنائی ابن ہود نے اس خیرخواہی اور جانفشانی کے صلہ مین صرف المیریہ کی حکومت اس کے سپرد نہین کی بلکہ تمام ریاست کا کاروبار ابن الرمیمی کے تفویض کیا ابن الرمیمی کی یہ مدد جو ظاہرہ بلا وجہ ابن ہود کو اس نے دی تھی خود غرضی پر مبنی اور جس سے اس کو محض اپنی آیندہ ترقی اور استحکام منظور تھا چنانچہ اس واقعہ کے چند روز بعد اس نے ابن ہود کو رای دی کہ اس وقت خرچ کی پروانہ کی جائے اور المیریہ کا قلعہ جس کو عیسائیون نے ۵۴۲ھ مین منہدم کر دیا تھا دوبارہ تیار کیا جائے تاکہ ہمیشہ کے لیے تیری ریاست بیرونی حملون سے بالکل محفوظ رہے ابن ہود اس امیر کے دہوکے مین ایسا آیا کہ اس رای کو دوسرا ثبوت خیرخواہی تصور کر کے قلعہ مذکور کو پہلے سے بھی زیادہ مضبوط اور مستحکم اور سامان تحصن اور آلات حرب سے آراستہ کر دیا۔ کچھ زمانہ کے بعد ابن ہود ایک عیسائی عورت پر عاشق ہوا۔ چونکہ اس نے اپنی بی بی سے وعدہ واثق کیا تھا کہ مین کسی دوسری عورت سے تیری حیات مین تعلق پیدا نہ کرون گا اپنی بی بی کو ابن الرمیمی کی حفاظت مین کسی بہانہ سے المیریہ بھیجدیا ابن الرمیمی سے

جس کی نیت پہلے ہی سے بدلی ہوئی تھی ایک خوبصورت عورت کو اپنے پہلو مین دیکھکر رہا نہ گیا اور امانت مین خیانت کر بیٹھا جب اس حرکت کی اطلاع **ابن ہود** کو پہونچی تو وہ اس امیر کی تنبیہ کی غرض سے **المیریہ** روانہ ہوا یہہ ہنوز راستہ ہی مین تہا کہ ایک رات کو **ابن الرمیمی** کے جاسوسون نے موقع پاکر **ابن ہود** کو اس طرح ہلاک کیا کہ صدمہ وغیرہ کے علامات جسم پر معلوم نہ ہوتے تہے۔ اوسی روز بتاریخ ۲۴ جمادی الثانی ۶۳۵ھ مطابق ۱۲۳۷ء **ابن الرمیمی** خود مقام واقعہ پر آیا اور بادشاہ کے یکایک انتقال کر جانے پر بظاہر بہت کچھہ تعجب اور رنج کیا اور خود **المیریہ** کا بادشاہ بن بیٹھا بعد ازان **ابن الاحمر** نے جیسا کہ یہان بیان ہوچکا ہے اس شہر پر قبضہ کیا۔ خاندان ہود کا آخر بادشاہ **واثق ابن المتوکل** تہا اس نے عیسائیون سے نجات حاصل کرنے کی غرض سے **ابن الاحمر** کی ماتحتی قبول کر لی تہی لیکن جب یہ امیر عیسائیون کے ہاتھون تباہ ہوا تو **واثق** پہر **مرسیہ** پر قابض ہوگیا اور ۶۵۸ھ مطابق ۱۲۶۰ء تک اس شہر اور اس کے مضافات کا حاکم رہا





باب پنجم

بنی نصر کا عروج - محمد ابن الاحمر - اس کی فتوحات - عیسائیون کی شکست - محمد ثانی - شانجہ کی شکست اور اوس کا قتل ہونا - محمد ثانی کا انتقال - محمد ثالث - نصر کی بغاوت - فرڈنند بادشاہ قسطلہ - ابوسعید - ابوالولید اسمٰعیل ابن ابوسعید - جنگ البیرۃ - محمد چہارم - جبل الطارق پر عربون کا قبضہ اور عیسائیون کی شکست - یوسف - جنگ طریفہ - یوسف کا قتل - محمد پنجم - اسمٰعیل کی بغاوت - محمد ششم - محمد پنجم کا دور ثانی -

قبل اس کے کہ ہم بنی نصر کے عروج کا کچھہ ذکر کرین اس خاندان کے کچھہ ابتدائی حالات بیان کر دینا مناسب ہوگا - یہہ خاندان شہر قرطبہ کے قریب قلعہ ارجونہ مین آباد ہوا تھا اور اس کے ارکان فوجی افسر رہ چکے تھے اب الموحدین کے اخیر زمانہ مین اس خاندان کا مورث اعلی نصر ابن یوسف نے جو الشیخ اور ابن الاحمر کے لقب سے نامزد تھا مثل دیگر امرائی عرب الموحدین کو کم قوت پا کر اپنی حکومت قائم کرنے کی کوشش کی - ایک طرف جیسا کہ بیان ہوچکا ہے

محمد ابن یوسف ابن ہود نے بعد فتح مرسیہ منجانب خلفائے عباسیہ اندلس پر حکومت کرنی چاہی۔ دوسری جانب الشیخ بغاوت پر آمادہ ہوا اور ۶۲۹ سنہ ہ مطابق ۱۲۳۱ سنہ ع مین اپنی تئین سلطنت اندلس کا حقدار ثابت کرنا چاہا۔ اس واقعہ کے دوسرے ہی سال اس نے اپنے رشتہ دارون کی مدد سے جیان اور سریش کو فتح کیا۔ جب ۶۳۱ سنہ ہ مطابق ۱۲۳۳ سنہ ع مین اس نے سنا کہ ابن ہود کی درخواست کو خلیفہ بغداد نے منظور اور اس کو اندلس کا والی مقرر کر دیا ہے تو اس نے اسی خیال سے کہ اب تمام رعایا ابن ہود کو ہر طرح مجھ پر ترجیح دیگی فوراً بظاہر ابن ہود کا مطیع و فرمانبردار بن گیا۔ اتفاقاً اسی اثنا مین بحالت عدم موجودگی ابن ہود۔ ابو مروان نے دفعتاً اشبیلیہ پر قبضہ کر لیا ابن الاحمر نے ابو مروان کے ساتھہ اتحاد و دوستی کی بنیاد ڈالی اور اس امیر کو اپنے قبضہ مین لانے کی غرض سے اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دیا ابو مروان کو پہلے ہی سے یہہ خوف تھا کہ کہین ابن ہود اس پر فوج کشی نہ کر بیٹھے اپنے خسر کے دہوکے مین آکر اوس کو اپنا مربی و سرپرست سمجھنے لگا ابن الاحمر کو جب پورا اطمینان ہو گیا کہ ابو مروان اس کے خلاف نہ کریگا تو یہ ۶۳۲ سنہ ہ مطابق ۱۲۳۴ سنہ ع مین نہایت تزک و احتشام سے شہر اشبیلیہ مین داخل ہوا یہان اس کو اپنی بیٹی پر بھی رحم

نہ آیا اور آنے کے چند ہی روز بعد موقع پا کر اس نے **ابو مروان** کو قتل کر ڈالا
اور ملک پر قابض ہو گیا مگر شدید ظلم و فریب کی اس کو فوراً سزا مل گئی **ابو مروان**
کے قتل کے ایک ہی مہینے کے بعد **اشبیلیہ** کی رعایا اس کی طرز حکومت سے
ایسی متنفر ہوئی کہ اس کو شہر سے خارج کر دیا اور **ابن ہود** کی پھر اطاعت و فرمانبرداری
قبول کر لی **ابن الاحمر** نے اس ناکامی کی مطلق پروا نہ کی اور اوسی وقت
غرناطہ کی طرف اپنا دام تزویر بچھایا اور وہان کے ایک سربرآوردہ شخص **ابن
ابی خالد** نامی کو اپنی تائید پر آمادہ کیا **ابن ہود** کی عدم موجودگی مین اس امیر نے
بغاوت شروع کر دی اور **ابن الاحمر** کو اس واقعہ سے اطلاع کی **ابن الاحمر**[۱]
لشکر کثیر کے ساتھ شہر **غرناطہ** مین داخل ہوا **غرناطہ** پر قبضہ کرنے کے بعد ہی
اس نے **مالقہ** کو فتح کیا - ۶۴۳ھ مطابق ۱۲۴۵ء مین **ابن الرمیمی** حاکم
المیریہ نے بغیر لڑے اس کی اطاعت قبول کر لی اور ۶۶۳ھ مطابق ۱۲۶۴ء
مین **لارقہ** کی رعایا نے بہ نسبت دوسرے رئیسون کے **ابن الاحمر** کو مقتدر
دیکھکر اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا **ابن الاحمر** نے اپنے شروع زمانہ عروج مین **فرڈلند**
بادشاہ **قسطلہ** کو اپنا معاون بنا لیا تھا - اس عیسائی نے وقتاً فوقتاً فوج سے بھی

[۱] یہی شخص ہے کہ جس نے غرناطہ مین اوس مشہور و بے نظیر قصر الحمراء کی بنیاد ڈالی تھی جو اس وقت تک موجود ہے

اس کی مدد کی تہی بعدہ ابن ہود نے فردلند کو ابن الاحمر سے علیحدہ کرنا
چاہا اور حسب خواہش اس چالاک عیسائی کے بمعاوضہ امداد تیس قلعہ بجانب
غرب فردلند کے حوالہ کر دئے فردلند پہلے ایک مسلمان کو دوسرے سے
لڑاتا تہا اور جب فریق مقابل تباہ ہو جاتا تہا تو پہر اوسی کے ساتہہ جس کا یہ پہلے
معاون بنا تہا جنگ شروع کر دیتا تہا۔ اسی طرح جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہین اسنے
قرطبہ اور اشبیلیہ اور مرسیہ پر قبضہ کر لیا اور عربون کو رفتہ رفتہ آبنائے طارق
لے آیا تا اینکہ انکی حکومت کا رقبہ طول مین تقریباً چہہ سو میل اور عرض مین صرف سو میل باقی رہگیا
ابن الاحمر نے ۶۴۳ھ مین فردلند سے پہر صلح کر لی اور حسب شرایط
صلح نامہ جیان اس عیسائی کو دیدیا۔ چونکہ اس صلح کے چند ہی روز قبل اس نے
حصن[1] بلول کے قریب عیسائیونکو کامل شکست دی تہی جیان کے دیدینے سے
اس کو کمال رنج ہوا مگر بقول شخصے۔ مصرع

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

اب کیا ہو سکتا تہا تاہم ۶۶۲ھ مین اس نے اپنے بیٹے محمد کو اپنا ولی عہد مقرر کیا
اور افریقیہ سے فوج بغرض جہاد طلب کی۔ لیکن اب کہان عربون مین اتنی قوت تہی

[1] ابن الخطیب نے حصن بلول لکھا۔ المقری اس ہی مقام کا نام حصن بلیش لکھتا ہے۔

که یه عیسائیون پر حمله کرتے ان کی بڑی خوش قسمتی اس ہی مین تہی که یه اس بچے
ہوئے حصه کو ان کے چنگل سے محفوظ رکہین۔ بادشاه افریقه یعقوب ابن[1]
عبد الحق نے اس کی مدد کے لیے ۶۶۰ھ مطابق ۱۲۶۱ء مین تین ہزار
فوج اندلس بہیجی تہی اور اس کے بعد بہی حسب ضرورت یه بادشاه اس امیر کی
برابر فوج و سامان سے مدد کرتا رہا جسکی بدولت اگر عرب اپنے گئے ہوئے ملک کو
واپس نه لے سکے تو عیسائیون کو بہی اپنی ریاست کے کسی حصه پر قبضه نہین دیا
ابن الاحمر کی یه لیاقت اور دور اندیشی تہی که اوس نے مرتے دم تک بنی مرین
سے جو بعد الموحدین کے افریقه پر قابض ہو گئے تہے سلسله اتحاد اور دوستی قایم رکہا

ابن الاحمر بتاریخ ۵ جمادی الثانی ۶۷۱ھ مطابق ۱۲۷۲ء عیسائیون
کی یورش کو دور کرنے کے بعد غرناطه واپس ہو رہا تہا که محل کے قریب ٹہوکر کہا کر
گرا۔ ہمراہیون نے اس کو گہوڑے پر سوار کیا اور اس کے غلام صابر نے اس کو
محل مین پہونچایا گو ظاہرا یه واقعه کچہه بہی نه تہا لیکن اس کو اندرونی شاید کوئی ایسا سخت
صدمه پہونچا تہا که بتاریخ ۲۹ جمادی الثانی سنه الیه روز جمعه عصر کے وقت ابن الاحمر
نے انتقال کیا او غیره سبکه مین دفن ہوا۔

[1] خاندان بنی مرین سے تہا۔

ابن الاحمر کے بعد عبد اللہ محمد ثانی نے زمام سلطنت اپنے ہاتھہ مین لی۔ اس وقت چونکہ اس کی عمر تقریباً اڑتیس سال کی تہی اور اپنے باپ کی حیات مین امور ریاست کا پورا تجربہ حاصل کر چکا تہا۔ تخت پر بیٹھتے ہی یہ امور ریاست کی ترقی کی طرف متوجہ ہوا ابن الاحمر نے مرنیکے قبل اس کو یہہ ہدایت کی تہی کہ بنی مرین سے سلسلہ دوستی کو منقطع نہ کرے اور عیسائیون کے مقابلے مین اس خاندان سے ہمیشہ مدد لیتا رہے۔ چنانچہ ۶۷۲ھ مطابق ۱۲۷۳ء مین جب اس نے سنا کہ عیسائی برسر فساد ہین تو اس نے یعقوب ابن عبد الحق سے مدد کی خواہش کی اس رحم دل بادشاہ نے پہلے اپنے بیٹے کو مع فوج اندلس بہیجا اور اس کے عقب مین خود بہی روانہ ہوا اور جزیرۃ الخضرا کو ایک باغی امیر سے جبراً چہین کر اس کو اپنی فوج کا مستقر قرار دیا۔ محمد نے بہی فوجی اغراض کے لیئے طریفہ اور جو قلعہ کہ اس کے متعلق تہے یعقوب کے سپرد کر دیئے بعد ازان دونون بادشاہ اپنی اپنی فوج کو ترتیب دیکر عیسائیون کی طرف متوجہ ہوئے۔ بتاریخ ۱۵ ربیع الاول ۶۷۴ھ مطابق ۱۲۷۵ء مین انہون نے عیسائی جرنل دان نونہ کو کامل شکست دی۔ اور اس ہی جنگ مین جرنل مذکور مع دیگر افسرون کے قتل ہوا۔ اس جنگ کے کچھہ روز کے بعد شانجہ المطران نے غرناطہ کے مضافات پر حملہ کیا مرطاش

کے قریب عربون نے اس کو بھی شکست دی اور قتل کر ڈالا اس کے بعد ماہ محرم ۶۹۵ھ مطابق ۱۲۹۵ء مین **قسطلہ** کے عیسائیون نے سرحد کے قریب جنگ کی تیاریان شروع کین لیکن **محمد** نے ان کی یورش کے قبل ہی **قجاطہ**[1] کا محاصرہ کیا اور اس کے قریب قریب کے قلعون کو جو عیسائی فوج کے مستقر سمجھے جاتے تھے فتح کر لیا- اور کچھ فوج یہان کے انتظام کے لیئے چھوڑ کر **غرناطہ** واپس چلا آیا- ۶۹۹ھ مین اس نے اور چند سرحدی قلعون پر اپنا قبضہ کیا- تیس سال کی حکومت کے بعد **محمد ثانی** نے **غرناطہ** مین بتاریخ ۸ شعبان ۷۰۱ھ مطابق ۱۳۰۲ء انتقال کیا

محمد ثانی کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا **محمد ثالث** تخت نشین ہوا-

چونکہ اس نے اپنے باپ کی خاص نگرانی مین تعلیم و تربیت پائی تھی- تخت پر بیٹھتے ہی اس کی طرز حکومت سے لیاقت اور دور اندیشی کے آثار ظاہر ہونے لگے تھوڑے ہی عرصے مین اس نے شہر **المنذر** کو جو عیسائیون کے دائرہ حکومت مین جا چکا تھا فتح اور تمام فوج دشمن کو جو اس شہر مین مقیم تھی گرفتار[2] کر لیا- ۷۰۳ھ مطابق ۱۳۰۳ء مین اس کو خبر پہونچی کہ اس کا رشتہ دار **ابو الحجاج**

---

[1] اس کو انگریزی مین کوئے سیڈا کہتے ہین-

[2] منجملہ قیدیون کے ایک مشہور حسین عورت بھی گرفتار ہوئی جس کے ساتھ سلطان از فرقہ نے نکاح کر لیا تھا- المقری

ابن نصر حاکم وادی آش اپنی رعایا کے ساتھہ ظلم و زیادتی کرتا ہے بادشاہ نے اس امیر کو خدمت سے علیحدہ کر دیا ابوالحجاج نے بغاوت کرنی چاہی مگر فوراً گرفتار اور قتل ہوا

سنہ ۷۰۵ھ مطابق سنہ ۱۳۰۶ء ماہ شوال مین محمد نے افریقہ کے قلعہ سوطا کو فتح کیا اور وہان کے حاکم ابوطالب عبداللہ ابن القاسم کو مع دیگر امرائے شہر کے گرفتار کیا۔ اس قلعہ کا مدتون کا اندوختہ مال و متاع مع قیدیون کے اپنے ساتھہ اندلس لے آیا۔

عربون کی بدقسمتی کو دیکھو کہ ایسے عادل رعایا پرور اور جفاکش سلطان کے زمانہ مین بھی نچلے نہ بیٹھے اور بلا وجہ محض خود غرضی کے باعث اس کے بھائی نصر کو اس سے باغی کر دیا بعد ہنگامہ عظیم وزیر ابوعبداللہ ابن الحکیم کا مکان جو علاوہ مال و متاع کے نہایت بیش بہا اور نادر کتب خانہ سے مزین تھا تباہ و تاراج کرتے ہوئے عین عید الفطر کے روز سنہ ۷۰۸ھ مطابق سنہ ۱۳۰۹ء مین قصر شاہی مین داخل ہوئے اور بعد گرفتار کرنے سلطان محمد ثالث کی نصر کو تخت پر بٹھا دیا۔

نصر نے محمد[1] ابن علی ابن عبداللہ ابن الحاج کو اپنا وزیر مقرر کیا اس کو

---

[1] ابن الحاج اشبیلیہ مین سنہ ۶۷ھ مین پیدا ہوا تھا اور کم سنی سے اس کو مختلف کلین وغیرہ بنانے کا نہایت شوق تھا اس نے بزمانہ ابویوسف یعقوب المنصور ایک بہت بڑا کارخانہ افریقہ مین قایم کیا تھا جس مین ہر قسم کے آلات حرب نادر زمانہ تیار ہوتے تھے توپ کا بھی یہی موجد ہوا تھا۔ ان ہی اوصاف کی بدولت محمد ثانی کا غرناطہ مین ملازم ہوا اور پھر یہی وزیر سلطان نصر کی خرابی و تباہی کا باعث ہوا تھا۔ المقری و ابن الخطیب۔

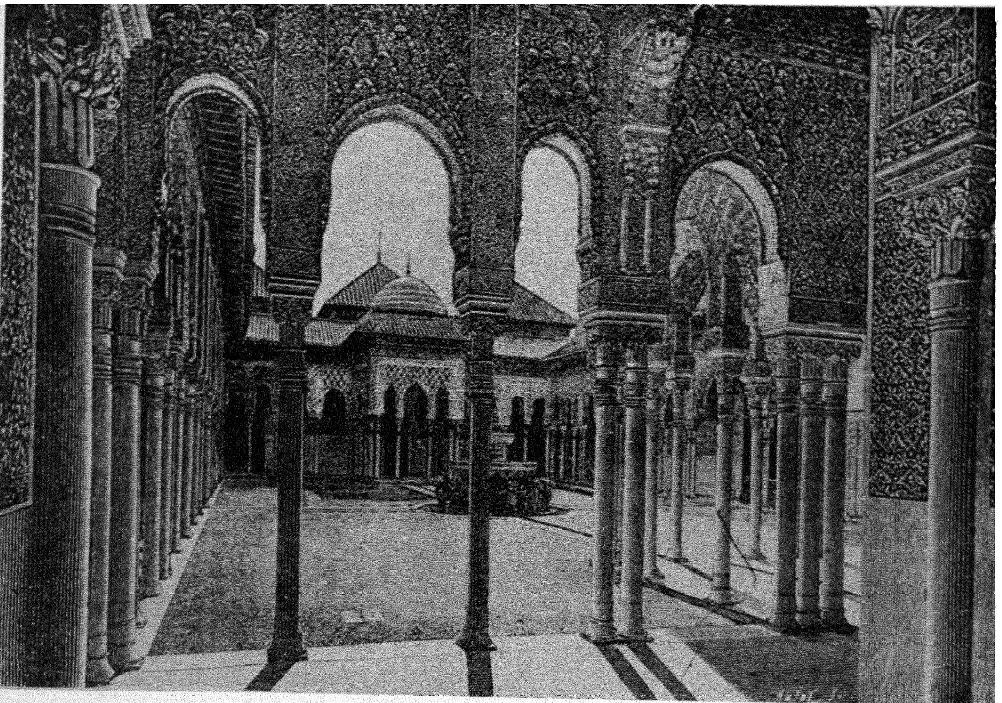
تخت نشین ہوئے تہوڑا ہی زمانہ گزرا تہا کہ ۷۰۹ھ مطابق ۱۳۰۹ء مین بادشاہ **قسطلہ** نے **الجزائر** کو گہیر لیا اور ۲۱ صفر سے لیکر ماہ شعبان تک محاصرہ رہا۔ گو یہ اس شہر کو فتح نہ کرسکا لیکن **جبل الطارق** پر قابض ہوا۔ اسی کو غنیمت سمجہکر اپنے ملک واپس چلا آیا۔ اسی زمانہ مین بادشاہ **برشلونہ** نے **المیریہ** پر حملہ کیا اور جو فوج کہ اس شہر کی رہائی کے لیے **نصر** نے بہیجی تہی وہ ناکام رہی با این ہمہ یہ شہر تسخیر نہ ہوسکا ان عیسائیون سے **نصر** کا پیچھا چہوٹا نہ تہا کہ خانہ جنگی کے آثار نمودار ہونے لگے **ابو سعید فرج ابن اسمعیل ابن الاحمر** کا بہتیجا حاکم **مالقہ** اور **سوطہ**۔ بغرض اظہار اطاعت و عقیدتمندی **غرناطہ** آیا ہوا تہا یہان بعض خود غرضون نے اس کو **نصر** سے باغی کردیا اس نے **مالقہ** جاکر بتاریخ ۷ رمضان ۷۰۹ھ علانیہ بغاوت شروع کی اور **ابو سعید** کے بیٹے **ابو الولید** نے **انتقیرہ** اور **المیریہ** اور **بلیش** کو یکے بعد دیگرے فتح کرلیا۔

۷۱۰ھ مطابق ۱۳۱۰ء جمادی الثانی کے آخر مین **نصر** کو لُو لگی یہہ ایسا بیمار ہوا کہ سب اس کی زندگی سے ناامید ہوگئے۔ سلطان **محمد ثالث** کے طرفدارون نے فوراً اس واقعہ کی **محمد** کو اطلاع دی **محمد ثالث** ماہ رجب مین **غرناطہ** آیا۔ اس وقت تک خلاف امید **نصر** بالکل تندرست ہوچکا تہا اس نے **محمد ثالث** کو

گرفتار کر لیا اور خفیہ طور پر قتل کر ڈالا۔

غرناطہ مین تو یہ واقعات پیش تہے اور **مالقہ** مین **ابوسعید** اور اوس کا بیٹا **ابوالولید** دونون نہایت اطمینان سے فوج فراہم کر رہے تہے۔ بتاریخ یکم محرم الحرام ۷۱۲ھ مطابق ۱۳۱۲ء **ابوالولید** مع فوج پائی تخت **غرناطہ** کے قریب **قریۃ العطشا** مین خیمہ زن ہوا **نصر** بہی فوراً اس کے مقابلے کے لیے شہر سے باہر نکل آیا۔ اس جنگ مین بتاریخ ۱۲ محرم سلطان **نصر** ہزیمت پاکر بدقت تمام **غرناطہ** پہونچا **نصر** نے صلح کی درخواست کی۔ ہنوز صلح نامہ کا تکملہ ہونے پایا تہا کہ ماہ رمضان المبارک ۷۱۳ھ مطابق ۱۳۱۳ء مین وزیر **ابوعبداللہ ابن الحاج** کی سختی کی وجہ سے غدر عظیم برپا ہوا اور رعایا نے قصر شاہی کو گہیر کر اس وزیر کی برطرفی کی درخواست کی لیکن شاہی فوج نے ایک ہی حملہ مین سیکڑون کو قتل اور اوس وقت اس فساد کو فرو کر دیا مگر امرا سے یہہ ظلم دیکہا نہ گیا اور سب نے **مالقہ** آکر **ابوالولید** کو صلح کرنے سے روکا اور اوس کو دوبارہ جنگ پر آمادہ کیا حکومت کی چاٹ تو بری ہوتی ہے اس نے بڑے بڑے امرای عرب کو اپنا طرفدار پاکر انکی درخواست کو بلا تامل منظور اور ماہ شوال ۷۱۳ھ مین شہر **لوشہ**[1] کو بعد یورش فتح کر لیا۔ چونکہ وہ دن موسم سرما کے تہے اس نے فی الحال جنگ کو موقوف رکہا اور مالقہ

[1] اس کو انگریزی مین لوک کہتے ہین۔



دار الاسود الحمراء مين

آکر یہہ زمانہ اس نے فراہمی فوج اور سامان مین صرف کیا شروع موسم بہار مین
یہہ مع لشکر گران **غرناطہ** کی طرف متوجہ ہوا سلطان نصر بہی **ابوالولید** کے ارادہ
سے واقف تہا اس نے پہلے ہی سے **عبد الحق ابن عثمان** کو سرحد پر مقرر
کر رکہا تہا **شدونہ** کے قریب دونون فوجون کا سامنا ہوا اور ایسی سخت جنگ
واقع ہوئی کہ بہت دیر تک غالب و مغلوب کی تمیز نہ ہو سکتی ہتی بالآخر لیاقت و فنون
جنگ نے اپنا اثر کیا **ابوالولید** کو کامل فتح حاصل ہوئی اور یہہ اپنے فریق مقابل
کو پسپا کرتا ہوا پاشنہ کوب **غرناطہ** مین درآیا **نصر** بہاگ کے **قصر الحمرا** مین مع
اپنی عورتون اور خزانہ کے پناہ گزین ہوا آخرکار بتاریخ ۲۱ شوال ۷۱۳ھ اس شرط
پر کہ یہہ سلطنت سے دست بردار اور آیندہ کسی قسم کا دعویٰ نہ کرے اس کو زندہ اور
سلامت وادی **آش** چلے جانے کی اجازت دی گئی۔

جنگ مذکور کے بعد **ابوالولید اسمٰعیل ابن فرج** تخت **غرناطہ** پر متمکن ہوا
اس کے زمانہ حکومت مین **غرناطہ** کی رعایا نے نہایت امن اور اطمینان سے
اپنی زندگی بسر کی اور باوجودیکہ ۷۱۶ھ مطابق ۱۳۱۶ء مین **قسطلہ** کے عیسائیون
نے حصن[1] **بجیج** اور حصن[2] **طشکر** وغیرہ کو فتح کر لیا تہا لیکن اس کے تین ہی

---

[1] اس کو انگریزی مین کمبیسر کہتے ہین۔ [2] اس کو انگریزی مین تسکر کہتے ہین۔

سال بعد ۷۱۹ھ مین عرب مقامات مذکور پر قابض ہوگئے۔

۷۱۹ھ مطابق ۱۳۱۹ء مین لطروہ[1] ولیعہد قسطلہ کی مدد کے لیے بیس عیسائی بادشاہ اپنی اپنی فوج لیکر جنگ پر آمادہ ہوئے اور طلیطلہ مین اپنی افواج کو فراہم کیا ادہر سلطان ابوالولید نے سرحد پر جہان تک جانا ممکن ہوسکتا تھا قلعہ تیار اور سرحد کو مستحکم کیا اور مقابلہ کو ہر طرح تیار ہوگیا۔ لطروہ طلیطلہ آیا اور بابائے مجتہد العصر سے نہایت عجز وانکسار کے ساتھہ اپنی کامیابی کی دعا چاہی۔ بابا نے ہر طرح کی دعا او ہمت سے اس کو جنگ کی اجازت دی یہان سے لطروہ مع اس فوج کثیر غرناطہ کی طرف روانہ ہوا۔ عربون کو جب معلوم ہوا کہ عیسائی پوری قوت کے ساتھہ ان کی طرف آرہے ہین او بمقابلہ عیسائیون کے ہمارے پاس نصف سے بھی کم فوج ہے۔ ہر فرد بشر کو پریشانی لاحق ہوئی او قبل از جنگ ان کے بشرونسے ناامیدی کے آثار ظاہر ہونے لگے ایسی حالت یاس وناامیدی مین جب یہ معلوم ہوا کہ ابوسعید[2] سلطان فاس نے ان کی درخواست مدد پر بالکل التفات نہین کی تو ناظرین خود اندازہ کرسکتے ہین کہ غرناطہ کے مسلمانون کی اس وقت کیا حالت ہوگی۔ سلطان ابوالولید نے سب طرف سے مایوس ہوکر اپنے

---

[1] انگریزی مین پدرو کہتے ہین۔ [2] اس سے ظاہر ہے کہ عربون نے قبل از جنگ اس بادشاہ سے امداد چاہی تھی۔

خدا اور رسول پر بہروسا اور فوراً اپنے نامی فوجی افسر **شیخ الغزاۃ ابو سعید عثمان ابن ابی الاعلی المرینی** کو اپنی فوج خاص کا ایک دستہ دیکر اس طوفان کو روکنے کی غرض سے بتاریخ ۲۰ ربیع الاول ۸۱۹ھ روانہ کیا روانگی کے دو ہی روز بعد اس بہادر امیر نے اپنی قلت فوج کا بالکل لحاظ نہ کیا اور دشمن کے ہراول پر حملہ آور ہوا اور سیکڑون عیسائیون کو قتل کرتا ہوا ہراول کو قلب لشکر کی طرف بہگا دیا اس کے دوسرے ہی روز یکشنبہ کو مع پانچ ہزار عربون کے آگے بڑہا۔ یہ امیر خوب جانتا تہا کہ اگر **غرناطہ** کی تمام فوج نے بہی عیسائیون کا مقابلہ کیا تب بہی بوجہ کثرت سپاہ عدو ہمارا غالب آنا دشوار ہے۔ غرض بعد تامل بسیار **ابو الجیوش** کو ایک ہزار سوارون کے ساتہہ کچہہ فاصلے پر پہاڑی مین پوشیدہ کر دیا اور یہہ حکم دیا کہ جب عیسائی ہمارا تعاقب کرتے ہوئے اس مقام سے آگے بڑہ جائین تو تم پیچھے سے ان پر حملہ کرنا۔ اس حکم کے بعد یہ امیر اپنی قلیل فوج کے ہمراہ روانہ ہوا۔

اس کے بعد ہی سلطان بذات خود **امیر المغربی** اور تین سو سوارون کو لیے بغرض امداد آیا۔ ادہر جب عیسائیون نے **شیخ الغزاۃ** کو ان معدودے چند کے ساتہ اپنے سامنے دیکہا تو دل مین بہت خوش ہوئے اور بغیر کسی قسم کی احتیاط کے **شیخ الغزاۃ** پر حملہ کیا اس امیر نے اپنی فوج کو پیچھے ہٹنے کا حکم دیا۔ عیسائیون نے جب

مسلمانون کو اپنے سامنے سے بہاگتے دیکھا یہہ بہی بلا ترتیب وقاعدہ ان کے پیچہے دوڑ پڑے۔ عیسائی ہنوز **ابوالجیوش** کے قریب سے گذرے ہی تہے کہ یہ امیر عقب سے مع ایک ہزار سوار دفعتاً دشمنون پر ٹوٹ پڑا اوسی وقت **شیخ الغزاۃ** نے اپنی فوج کو ٹہرایا اور عیسائیون کا سد راہ ہوا۔ اس حالت بے خبری مین عیسائی دونون طرف سے اپنے کو گہرا پاکر ایسے ڈرے کہ یا تو اپنے دشمن کا تعاقب کر رہے تہے یا ایک دفعہ جدہر منہہ اوٹہا منتشر ہو کر اس بہاگ نکلے اسی حالت بدحواسی مین عربون نے ان کا تعاقب کیا۔ تقریباً پچاس ہزار عیسائی قتل اور اسی قدر دریا اور نالون مین ڈوب گئے بعد اختتام جنگ معلوم ہوا کہ مقتولون مین خود **لطروہ** اور اوس کے پچیس سردار بہی شریک ہین۔ جو مال واسباب عیسائی اپنے ساتھہ لائے تہے وہ عربون کے ہاتہہ آیا۔ قیدیون مین **لطروہ** کی بیوی اور بچے بہی شریک تہے۔ ان کی رہائی کے عوض مین عیسائیون نے **طریفہ** اور قلعہ **جبل الطارق** دینا چاہا لیکن عربون نے ان کو نچہوڑا۔ اس جنگ مین تعجب خیز بات یہ تہی کہ باوجودیکہ مسلمانون کی فوج چار ہزار پیادون اور پندرہ سو سوارون سے زیادہ نہ تہی مگر جنگ کے بعد جب حساب کیا گیا تو دریافت ہوا کہ تیرہ مسلمان شہید ہوئے[۱۵]

---

۱۵ المقری نے صرف نہ اس جنگ کا جو جنگ البیرہ کے نام سے مشہور ہے لکھا ہے۔ ابن الخطیب لکھتا ہے کہ یہ جنگ ۶ جمادی الاول سنہ ۷۱۹ھ مطابق ۱۳۱۹ء میں واقع ہوئی تہی اور لطروہ (پیڈرو) کی نعش ایک لکڑی کے صندوق میں رکھکر غرناطہ کے دروازہ پر لٹکا دی گئی تہی۔

چند روز تک جنگ ملتوی رہی لیکن پہر ابو الولید نے عیسائیون کو کمزور دیکھکر بیچیہ کے
قریب قلعہ اشکر کو بتاریخ ۲۴ رجب ۷۲۴ھ مطابق ۱۳۲۴ء اور بتاریخ ۱۰ رجب ۷۲۵ھ
مرطاش کو فتح کیا۔ اس جنگ مین سلطان کا بہتیجا محمد بہی شریک تہا کسی نازیبا
حرکت پر سلطان مجمع عام مین اس پر خفا ہوا محمد کو یہ بہت ناگوار گذرا اور اس نے
انتقام کی غرض سے بتاریخ ۲۷ رجب ۷۲۵ھ مطابق ۱۳۲۵ء اس مہم سے
واپس آنے کے تین روز بعد ابو الولید کو غرناطہ مین مار ڈالا۔

ابو عبد اللہ محمد چہارم اپنے باپ کے انتقال کے بعد اورنگ
سلطنت پر متمکن ہوا اور عیسائیون پر فوج کشی کر کے شہر **قیرہ** کو فتح کیا اور **قستر** کو محصور
کر لیا لیکن عیسائی چونکہ کسی ترکیب سے اس شہر مین فوج اور رسد پہونچا چکے
تہے محمد چند روز کے محاصرہ کے بعد وہان سے ہٹ آیا۔ یہہ ہم پہلے تحریر کر آئے
ہین کہ شاہان **غرناطہ** نے **بنی مرین** اپنے معاونون کو فوجی ضرورتون کے
لحاظ سے **جبل الطارق** اور **طریفہ** اور **الجزائر** دیدئے تہے اور ۷۰۸ھ مین
عیسائیون نے **جبل الطارق** پر قبضہ کر لیا تہا۔ یہہ قلعہ بلحاظ قدرتی استحکام
اندلس کی کنجی سمجہا جاتا تہا **ابو الحسن المرینی** بادشاہ **فاس** اس مقام کے فواید
سے اچہی طرح واقف تہا اوس نے **اندلس** آکر سلطان **محمد** کی مدد سے چند

روز کے محاصرہ کے بعد اس قلعہ کو فتح کر لیا اور بہت کچھ روپیہ خرچ کر کے اس کو
بیرونی حملون سے جہان تک ممکن تھا محفوظ کر دیا جبل الطارق پر عیسائیون نے
پھر حملہ کیا لیکن ناکام رہے۔ اس واقعہ کے بعد ہی جبکہ سلطان غرناطہ واپس
جانے والا تھا افریقیہ کے چند افسرون نے بتاریخ ۱۲ ذیحجہ سنہ ۷۳۳ھ مطابق ۱۳۳۳ء
اس کو قتل کر ڈالا۔ سلطان محمد چہارم کے ہمراہی اس کی نعش کو مالقہ لے
آئے یہین یہ دفن ہوا۔

جس روز سلطان محمد قتل ہوا اوسی روز اس کا بھائی یوسف جو اوسوقت الجزائر
کے قریب وادی سفائن[1] مین مقیم تھا فوج کی مدد سے تخت پر بیٹھا اور باوجودیکہ اس کی عمر صرف
سولہ سال کی تھی اس نے چند ہی سال مین اپنے حسن انتظام سے وہ ناموری
حاصل کی کہ جو اس کے خاندان مین بہت کم بادشاہون کو نصیب ہوئی تھی سنہ ۷۴۱ھ
مطابق سنہ ۱۳۴۰ء مین ابوالحسن المرینی جہاد کی غرض سے ساٹھ ہزار فوج کے
ساتھ اندلس آیا سلطان یوسف ابوحجاج نے بھی جہان تک اس سے
ممکن ہوسکتا تھا اس بادشاہ کو فوج و سامان سے مدد پہونچائی اور چونکہ جہاد کا اعلان
کیا گیا تھا اس لئے سیکڑون مشہور علما بھی اس جنگ مین شریک ہونے کی غرض سے

[1] اس مقام کو فی زماننا "رایوڈلانیل" کہتے ہین۔

جمع ہوئے تہے بتاریخ ۷ جمادی الاول سنہ مذکور مین طریفہ کے قریب نہایت
سخت جنگ واقع ہوئی اِس جنگ مین عیسائیون نے عربون کو کامل شکست دیکر
ہزارہا مسلمانون کو شربت شہادت پلایا ان شہدا مین عبداللہ السلمانی لسان[1]
الدین ابن الخطیب کا باپ بہی شریک تہا ابوالحسن نہایت مشکل سے اپنی
جان بچاکر افریقہ بہاگ آیا سلطان یوسف نے غرناطہ آکر انتقام کی غرض سے
فوج اور سامان فراہم کرنے کی کوشش کی اور ۷۴۹ھ مطابق ۱۳۴۹ء مین
لسان الدین ابن الخطیب عالم یگانہ مشہور زمانہ کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ افسوس
ہے کہ ایسے بادشاہ جامع الصفات قدردان و قدمایہ ور کی عمر نے وفا نہ کی خصوصاً
جبکہ ریاست کے سنبہالنے کے لئے ایسے بادشاہ کی سخت ضرورت تہی
۷۵۵ھ مطابق ۱۳۵۴ء مین جبکہ یوسف مسجد مین شریک نماز تہا ایک مجنون الحواس
آدمی نے اس کو مار ڈالا اور یہ قصر الحمرا مین دفن ہوا۔

یوسف کا بیٹا الغنی باللہ محمد پنجم اپنے باپ کے انتقال کے بعد
تخت نشین ہوا اور کچہہ عرصے کے بعد لسان الدین ابن الخطیب کو ابوعثمان

---

[1] لسان الدین ابن الخطیب جس کا ذکر آئندہ ہوگا ایک نامی عالم گزرا ہے ۔ منجملہ دیگر تصانیف کے اللامحۃ البدریہ فی تاریخ
دولت النصریہ یعنی تاریخ بنی نصر قابل دید ہے ۔

ابن ابو الحسن بادشاہ افریقیہ کے پاس بہیجکر عیسائیون کے مقابلے مین مدد چاہی۔ جس وقت لسان الدین اور قاضی ابو القاسم الشریف سلطان ابو عنان کے سامنے پیش ہوئے تو ابن الخطیب نے فی البدیہہ چند اشعار اس بادشاہ کی تعریف مین پڑہے یہان تک کہ اہل دربار پر وجد کی سی حالت طاری ہوگئی اور سلطان نے خوشی کی حالت مین لسان الدین سے کہا کہ "باوجودیکہ مین تمہارے یہان آنے کے اغراض سے واقف نہین ہون لیکن اب مین ان اغراض کو معلوم کرنا بہی نہین چاہتا مین بلا تامل تمہاری درخواستون کو منظور کرتا ہون جس چیز کی تم کو ضرورت ہو وہ ہم سے مانگ" تو لسان الدین نے اپنے اغراض سلطان سے بیان کیئے سلطان نے فوج کے بہیجنے کا حکم دیا۔ اور سفیر کو بہت کچھ بیش بہا تحایف دیکر واپس روانہ کیا۔[1]

سلطان محمد پنجم کو ابہی پورے پانچ سال نہوئے تہے کہ اس کا علاتی بہائی اسمٰعیل رشتہ دارون کے ورغلانے سے باغی ہوگیا اور بتاریخ ۲۸ رمضان ۷۶۰ھ مطابق ۱۳۵۹ء مین درحالیکہ سلطان شہر سے باہر جنت العریف مین مقیم تہا رات کے وقت قلعہ کی دیوار سے مع اپنے ہمراہیون کے غرناطہ مین داخل ہوا

[1] یہہ واقعہ ابن خلدون نے بیان کیا ہے

اور قبل اس کے کہ لوگون کو خبر ہو قلعے پر قبضہ کر لیا۔ دوسرے روز جب سلطان
محمد کو اس بغاوت کی اطلاع ہوئی اور یہ معلوم ہوا کہ باغی قلعہ پر قابض ہو چکے ہین
اور اس کی گرفتاری کی فکر مین مصروف ہین تو یہ سید ہا وادی آش چلا آیا اور قلیل عرصہ
مین بامداد رعایا بہت کچھہ فوج بہی فراہم کر لی۔ اس ہی اثنا مین بتاریخ ۱۰ ذیحجہ
ابوالقاسم ابن شریف من جانب سلطان **ابوسلیم** بادشاہ **فاس** نے
محمد پنجم سے کہا کہ بلحاظ ان تعلقات کے جو ایک زمانہ دراز سے تیرے اور
بادشاہ افریقیہ کے خاندان کے ساتھہ چلے آتے ہین **ابوسلیم** نے تجھکو **افریقہ**
بلایا ہے تاکہ جو کچھہ مدد کہ اوس کے امکان مین ہے وہ تجھکو دے **محمد** نے اس کے
قبل **بطروہ** بادشاہ **قسطلہ** کو اپنی مدد پر آمادہ کرنا چاہا تہا اور چونکہ اس نے کوئی قابل
اطمینان جواب ابتک نہین دیا تہا اس نے **ابوسلیم** کی درخواست کو فوراً منظور
کر لیا اور دوسرے ہی روز بتاریخ ۱۱ ذیحجہ مع اپنے مشہور وزیر **لسان الدین**
ابن الخطیب کے **افریقیہ** روانہ ہوا۔ یہان **ابوسلیم** نے اس کی بہت
خاطر و مدارات کی اور اپنے محل خاص مین اس کو مہمان رکہا۔

اسمٰعیل نے بعد غصب سلطنت بادشاہ **قسطلہ** سے دوستانہ تعلقات
قایم کرنے چاہے چونکہ **بطروہ** اوس وقت اہل برشلونہ کے ساتھہ جنگ مین مصروف

تہا اس نے بلا تامّل صلح کی درخواست کو منظور کر لیا لیکن قبل اس کے کہ اس کا کوئی نتیجہ برآمد ہوتا صرف چند مہینے کی حکومت کے بعد **ابو عبد اللہ** نے جس کی اعانت و شرکت سے اس کو بادشاہت نصیب ہوئی تہی بتاریخ ۱۳ شعبان ۷۶۱ھ مطابق ۱۳۶۰ء **اسمٰعیل** کو مع اوس کے بہائی **قیس** کے قتل کر ڈالا اور خود بلقب **محمد ششم** تخت نشین ہوا **اندلس** مین بغاوت کا سلسلہ جاری تہا اور اودہر **افریقیہ** مین سلطان **محمد پنجم** اپنے زبردست معاون کی مدد سے اپنے ملک کے واپس لینے کا بندوبست کر رہا تہا۔ چنانچہ پورے انتظام کے ساتہہ بتاریخ ۲۷ شوال ۷۶۲ھ مطابق ۱۳۶۱ء اکیس مہینے کی جلاوطنی کے بعد **محمد پنجم اندلس** مین داخل ہوا۔ **محمد ششم** نے جب دیکہا کہ فریق مقابل اس کو چارون طرف سے گہیرتا ہوا آرہا ہے تو اس نے **بطروہ** بادشاہ **قسطلہ** کے پاس بذات خود جا کر نہایت عجز و انکسار کے ساتہہ مدد چاہی اور اپنی آیندہ کامیابی کو اس عیسائی کی فیاضی اور رحم دلی پر محوّل کر دیا گویا اپنے کو بالقصد ایک خون کے پیاسے درندے کے منہہ مین ڈال دیا اسی کا نتیجہ ہے کہ بتاریخ ۲ رجب ۷۶۳ھ مطابق ۱۳۶۲ء اس عیسائی نے **محمد ششم** کو مع اس کے تمام ہمراہیون کے **اشبیلیہ** کے قریب قتل کیا اور تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا

واقعہ مذکور کے بعد سلطان محمد پنجم بآسانی تمام اپنے موروثی تخت پر
دوبارہ بتاریخ ۲۰ جمادی الآخر ۷۶۳ھ متمکن ہوا اور لسان الدین ابن الخطیب
کو جو اوس کے عیال واطفال کے ساتھہ افریقہ مین رہ گیا تہا بلا کر اپنا وزیر اعظم
مقرر کیا۔ سلطان اپنے لایق عالم وفاضل ومدبر وزیر کو بے انتہا عزیز رکھتا تہا
اور بغیر اس کی رائے اور مشورے کے معمولی سے معمولی کام کو بھی شروع نکرتا
تہا۔ دربار کے بعض خود غرض اور ناعاقبت اندیش لوگون کو اس وزیر کی ترقی
بہت ناگوار گزری اور انہون نے ازراہ حسد تزویر ومکر سے بادشاہ
کو اوس سے بددل کرانا چاہا اوسی زمانے مین افریقہ مین بغاوت شروع
ہوئی اور عبد العزیز ابن عبد الحسن اور عبد الرحمن دو چچازاد بھائیون مین
سلطنت کی وجہ سے خانہ جنگی ہونے لگی ابن الخطیب نے عبد العزیز کا
ساتھہ دیا اور جب عبد الرحمن ہزیمت پاکر غرناطہ بھاگ آیا تو عبد العزیز
کی درخواست پر اس نے سلطان کو صلاح دی کہ عبد الرحمن اور اوس کے
ساتھیون کو گرفتار کر کے عبد العزیز کے حوالے کر دینا چاہیئے۔ چنانچہ اس کی
ہدایت کے موافق سلطان محمد نے عبد العزیز کے سفیر سے اس امر کا وعدہ
کرلیا۔ ہنوز اس معاملے کی یکسوئی نہین ہوئی تہی کہ ابن الخطیب کو بقرائن

معلوم ہوا کہ مخالفین کا افسون سازش کارگر ہو چکا ہے اس نے فوراً چند روز کی رخصت حاصل کی اور مع اپنے بڑے بیٹے **علی** کے **جبل الطارق** آیا یہان پہلے سے **عبد العزیز** نے خفیہ طور پر ایک جہاز مقرر کر رکہا تہا۔ یہہ جہاز پر سوار ہو کر **افریقہ** بہاگ آیا **عبد العزیز** نے اس کی بہت خاطر و دلجوئی کی اور اپنے زمرہ مصاحبین مین شریک کر لیا۔ سلطان **محمد** نے اس کے بہاگ جانے کی خبر سُن کر **عبد العزیز** کو اس کی واپسی کی نسبت لکہا لیکن یہ درخواست وزیر **ابو بکر** کی وجہ سے نامنظور کر دی گئی ۷۷۴ھ مین **عبد العزیز** کا انتقال ہوا اور **السعید ابن ابی فارس** ایک کمسن لڑکا اس کی جگہہ تخت پر بیٹہا۔ اب سلطان **محمد** نے مکرر **ابو بکر** کو **ابن الخطیب** کے واپس بہیجدینے کے لیئے لکہا۔ اس وزیر نے پہر اس درخواست کو نامنظور او رنامہ بر کو دربار سے نکال دیا **محمد** نے اس توہین کے معاوضہ مین فوراً **عبد الرحمن** کو رہا اور مع فوج و سامان جنگ اس کو **افریقہ** بغرض انتزاع ریاست روانہ کیا اور خود **جبل الطارق** کو گہیر لیا۔ ان واقعات کی خبر جب **ابو بکر ابن غازی** کو پہونچی تو اس نے اپنے چچازاد بہائی **محمد ابن عثمان** کو سواحل افریقہ کی حفاظت کی غرض سے **سوطا** بہیجا اور خود اس کے عقب مین مع فوج **لطویہ** کی طرف آیا۔ یہان **عبد الرحمن** اپنے قرب و جوار کی لوگون کو

بغاوت کی ترغیب دی۔ ابن غازی نے اس شہر کا محاصرہ کر لیا مگر جب کامیابی کی امید نہ پائی تو فاس واپس چلا آیا اسی اثنا مین سلطان محمد پنجم نے ابو بکر کے چچازاد بہائی محمد ابن عثمان کو خفیہ طور پر ہموار کرنا چاہا اور یہ کہلا بہیجا کہ السعید ابن ابی فارس ایک ناتجربہ کار طفل کی عوض ابو العباس احمد ابن ابی سالم کو جو طنجہ مین قید ہے بادشاہ بنانا چاہیئے تاکہ تمکو بہی کچہہ فائدہ پہونچے۔ علاوہ اس کے سلطان محمد نے حسب ذیل شرائط پر مدد دینے کا وعدہ بہی کیا۔

(۱) قلعہ جبل الطارق واپس کر دیا جائے۔

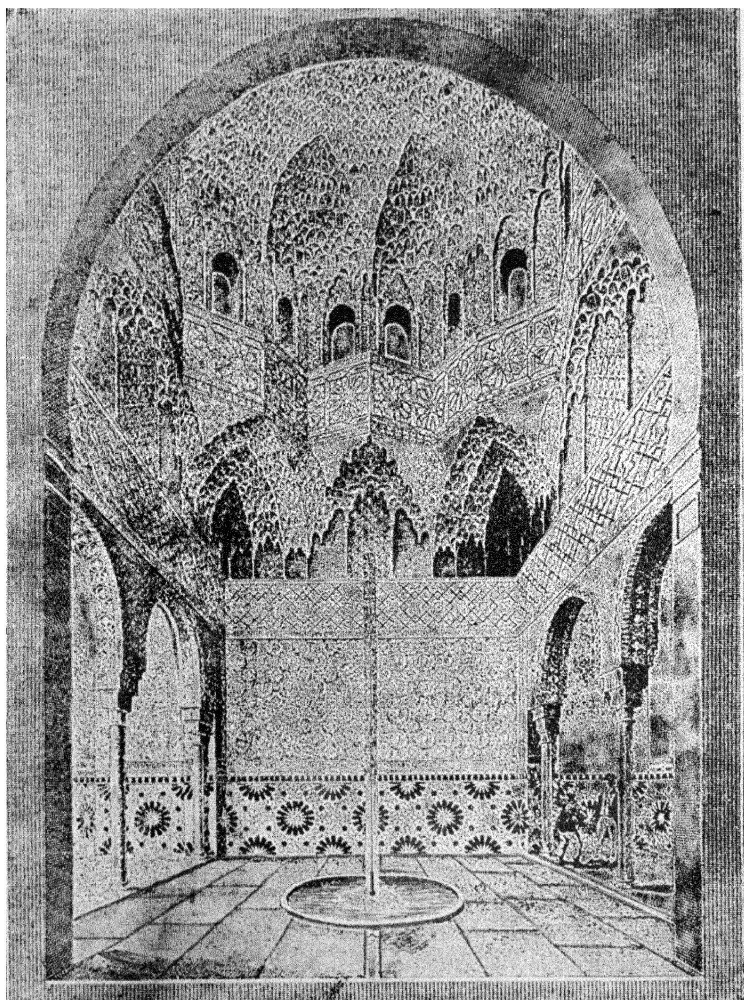
(۲) بنی مرین کے شہزادے بغرض حفاظت اندلس بہیجدئے جائین۔

(۳) لسان الدین ابن الخطیب سلطان کے حوالہ کر دیا جائے۔

ابن عثمان نے ان شرائط کو منظور کر لیا اور طنجہ آکر ابو العباس احمد کو قید سے رہا کیا اور حکم دیا کہ جبل الطارق سلطان محمد کے سپرد کر دیا جائے۔ سلطان نے اس قلعہ پر قبضہ کرتے ہی فوج اور روپیہ سے ابن عثمان کی مدد کی۔ شروع ۷۷۶ھ مطابق ۱۳۷۴ء مین احمد کو پوری کامیابی حاصل ہوئی اور یہ مظفر او منصور فاس مین وزیر محمد ابن عثمان اور سلیمان ابن داؤد کے ساتہہ داخل ہوا ابن الخطیب کو جب یہان نہ پایا اور معلوم ہوا کہ یہ شہر سے بہاگ گیا ہے فوراً

اس کی تلاش شروع کی بالآخر اپنے دشمن جانی سلیمان ابن داوُد کی وجہ سے
ابن الخطیب گرفتار ہو گیا محمد پنجم نے اپنے وزیر عبداللہ ابن زمرق کو
اس کے لانے کے لیے بھیجا اور ایک فرضی مقدمہ ابن الخطیب پر قایم
کیا لیکن جب بعض مشہور عالمون نے اس کی طرفداری کی تو سلیمان نے
اس خوف سے کہ کہین دشمن بری نہ ہو جائے ایک روز رات کو جیلخانہ مین
ایسے یکتائے زمانہ آدمی کو قتل کر ڈالا۔





الحمراء کا ایک دالان



محمد پنجم کا انتقال - یوسف ثانی - محمد ہفتم - اس کا اشبیلیہ جانا - محمد کی بادشاہ قسطلہ سے ملاقات - محمد ہفتم کا انتقال - یوسف ثالث - صلح کل - طرز حکومت - محمد ہشتم محمد الصغر کی بغاوت اور تخت نشینی - الصغیر محمد نہم کا انتقال - یوسف ابن الاحمر کی بغاوت - یوسف کا انتقال - عیسائیون کے ساتھہ جنگ - محمد ابن عثمان کی بغاوت - ابن اسمٰعیل

محمد پنجم نے ۷۹۳ھ مطابق ۱۳۹۱ء مین انتقال کیا اور اسکا بیٹا **یوسف ثانی** تخت نشین ہوا یہہ مثل اپنے باپ کے نہایت رحم دل اور صلح پسند آدمی تہا - چنانچہ تخت نشینی کے بعد ہی اس نے تمام عیسائی بادشاہون کو اس امر کا پورا اطمینان دلایا کہ جو معاہدے کہ اس کے باپ نے ان لوگون کے ساتھہ کئے تہے اون کو یہہ قائم رکہے گا - اوس زمانہ کے عیسائی بادشاہون مین سب سے سربرآوردہ **قسطلہ** کا بادشاہ تہا - سلطان نے اس کو چھہ نہایت عمدہ گہوڑے ساز و سامان جواہر نگار سے آراستہ بطور تحفہ بذریعہ والی **مالقہ** بہیجے - بادشاہ **قسطلہ** نے سفیر کی جیسی کہ چاہیے

تعظیم وتکریم کی اور بوقت واپسی اس نے بھی بیش بہا تحفہ سلطان کے لیئے روانہ کیئے
شخصی سلطنتون مین بادشاہ کا کثیر الاولاد ہونا ہمیشہ ریاست کے لیے بہت
مضر ثابت ہوا اور بعض اوقات تو یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بادشاہ کے مرنے کے
قبل ہی بھائیون مین خانہ جنگی شروع ہو گئی اور ان مین سے جو کامیاب ہوا اوس نے
اپنے باپ کو تخت سے اوتار کر اوس کے زمانہ حیات مین سلطنت پر قبضہ کر لیا
سلطان **یوسف** کے چار بیٹے **یوسف** اور **محمد** اور **علی** اور **احمد** نامی تھے ان
سب مین **محمد** لایق اور ہوشیار تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ سلطان نے اس کے
بڑے بھائی **یوسف** کو اپنا ولیعہد مقرر کیا ہے حب جاہ وسلطنت نے اس کو
ایسا بیقرار کیا کہ اپنے باپ اور بھائی دونون سے باغی ہو گیا اور مشہور کیا کہ "
سلطان نے جو یہ صلح کل کا برتاو دشمنان اسلام سے رکھا ہے اوس کی خاص
وجہ یہ ہے کہ یہ عیسائی مذہب کی طرف دل سے راغب ہے اور اوس کے
اختیار کرنے کے لیئے صرف وقت کا منتظر ہے۔ چنانچہ اس وقت بھی چند عیسائی
اس کے پاس موجود ہین جن سے یہ بہت محبت رکھتا ہے" عوام الناس کو گمراہ
کرنے مین دیر کب لگتی ہے۔ سلطان کی ظاہر طرز حکومت سے عامہ خلایق نے
اس افواہ کو باور کر لیا اور محمد کی مدد پر آمادہ ہو گئی۔ نوبت بانیجا رسید کہ ایک روز

باغیون نے قصر الحمرا کو گھیر لیا قریب تہا کہ سلطان ہجوم رنج وغم سے سلطنت سے خود کنارہ کش ہو اور حکومت اپنے باغی بیٹے کے سپرد کر دے کہ بادشاہ فاس کے سفیر نے سلطان سے بلا کشت و خون اس بغاوت کے فرو کرنے کی اجازت حاصل کی اور اکیلا باغیون کے مجمع مین گہس آیا اور ایک نہایت شستہ اور پر اثر تقریر شروع کی جس مین اس سفیر نے بنی امیہ اور المرابطین اور الموحدین اور بنی ہود کے زمانہ حکومت کو یاد دلا کر کہا کہ اسی خانہ جنگی کی بدولت یہ خاندان یکے بعد دیگرے تباہ ہوئے اگر یہ لوگ ایک دوسرے کو مارنے کی عوض متفق ہو کر عیسائیون کے ساتہہ لڑتے تو آج یہہ دن تم کو کیون نصیب ہوتا۔ تم خود دیکھہ رہے ہو کہ یہ اسی باہمی نزاع کا نتیجہ ہے کہ تمام ملک اندلس تمہارے قبضے سے نکل گیا اور اب تمہارے طرز سے یہہ صاف ظاہر ہے کہ اس چہوٹے سے حصے کو جس پر اب تم قابض ہو اپنے دشمنون کے سپرد کیا چاہتے ہو بہتر یہ ہے کہ تم اس بغاوت سے دست بردار ہو ہمارا بادشاہ جہاد کا قصد رکہتا ہے۔ تم کو مناسب ہے کہ اپنے لائق اور بہادر بادشاہ کا ساتہہ دو" اس تقریر نے عوام الناس پر خاطر خواہ اثر کیا اور باغی بلا کشت و خون اپنے گہرون مین چلے آئے۔ گو سلطان یوسف کا خیال جنگ کا نہ تہا لیکن اب مصلحت

و نیز بصوابدید سفیر مذکور بعد اعلان جہاد شہر مرسیہ پر حملہ آور ہوا تہا۔ نیز متعدد لڑائیان واقع ہوئین۔ ہمیشہ عرب کامیاب رہے۔ چونکہ سلطان یوسف جنگ کی طرف بالکل متوجہ نہ تہا اس نے بادشاہ قسطلہ کے پیام صلح کو بلا تامل منظور کرلیا اور جو مال و اسباب کہ ان لڑائیون مین اس کے ہاتہہ آیا تہا وہ اپنی فوج مین تقسیم کرتا ہوا غرناطہ چلا آیا۔ ۷۹۵ھ مین حاکم القنطرہ نے بلاوجہ موجہ غرناطہ کے قریب ایک قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ سلطان فوراً مقام واقعہ پر پہونچا اور عیسائیون کو شکست دیکر اپنی حدود سے خارج کردیا۔ گو یہ یورش بادشاہ قسطلہ کے اشارے سے ہوئی تہی۔ مگر مسلمانون کی کامیابی پر اس نے اپنے افسر فوج پر اس خلاف معاہدہ جنگ کا الزام عائد کیا۔

۷۹۸ھ مطابق ۱۳۹۶ء مین سلطان یوسف نے انتقال کیا اور چونکہ پہلے ہی سے محمد نے تمام امرائی ریاست کو اپنی طرف کرلیا تہا باپ کے مرتے ہی تخت نشین ہوا اور فوراً اپنے بڑے بہائی یوسف کو قلعہ شلوبانیہ مین قید کردیا۔

محمد ہفتم نے بعد تخت نشینی بادشاہ قسطلہ کے حالات سے ذاتی واقفیت حاصل کرنے کی غرض سے اشبیلیہ جانے کا ارادہ کیا چونکہ یہہ اس عیسائی کی ریاکاری اور دغابازی سے بخوبی واقف تہا اس نے علانیہ اس کے

پاس جانا مناسب نہ سمجھا غرناطہ مین جہاد کی خبر مشہور کی اور سرحد تک فوج
کے ساتھہ آیا یہان فوج کو چہوڑکر خود مع پچیس دلیر ہمراہیون کے بلباس سفیر
اشبیلیہ روانہ ہوا بادشاہ قسطلہ نے اس کو اپنے محل خاص مین مہمان رکہا
محمد ہفتم نے اپنے زمانہ قیام مین تاتکمیل معاہدہ تمام حالات بادشاہ وملک کے
دریافت کر لیئے اور بعد حصول مقصد بغیر افشای راز غرناطہ واپس چلا آیا۔
واقعہ مذکور کے بعد ہی عیسائی فوج نے جو سرحد کے قریب مقیم تہی
معاہدون کے بالکل خلاف غرناطہ کی حدود مین داخل ہوکر مقامات کو تباہ
اور رعایا کو پریشان کرنا شروع کیا۔ ایسی حالت مین سلطان کو یہ چاہیئے تہا کہ
ان لوگون کو اپنی سرحد کے باہر کردیتا اور بعض معاہدہ بادشاہ قسطلہ سے
کراتا لیکن سلطان نہایت مدبر اور شجیع آدمی تہا اور جنگ کے لیئے حیلہ ڈہونڈا
کرتا تہا ایسے عمدہ موقع کو بہلا یہ کب ہاتہہ سے جانے دیتا۔ اس نے بادشاہ
قسطلہ سے کسی قسم کی شکایت نہین کی اور اوسی وقت یلغار کرتا ہوا ودرتک
عیسائیون کے ملک مین نکل آیا۔ بعض قلعون اور شہرون پر قبضہ اور جو مقامات
سرحد سے دور تہے اون کو تاراج کرتا ہوا بہت کچہہ مال غنیمت کے ساتہہ
پایۂ تخت واپس آیا جس وقت ان واقعات کی اطلاع بادشاہ قسطلہ کو ہوئی اوسنے

فوراً سفیرون کے ذریعہ سے شکایت و درخواست کی بربنائی صلح نامہ جن مقامات پر عربون نے قبضہ کیا ہے وہ واپس کردئے جاین سلطان نے جواب دیا کہ سلسلہ لڑائی کا تمہاری سرحدی فوج نے شروع کیا اور ہمارے ملک کو بہت نقصان پہونچایا لہذا شکایت ہمکو کرنی چاہیئے تہی نہ کہ تمکو ہم نے مجبوراً محض اپنی حفاظت اور سرحد کی مضبوطی کے لیئے چند قلعون پر قبضہ کیا ہے۔ عیسائی کو یہہ مذبذب جواب نہایت ناگوار گزرا اور اوس نے اپنے فوجی افسرون کو حکم دیا۔ کہ وہ چارون طرف سے **غرناطہ** پر حملہ کرین اور جبراً سلطان سے معاہدون کی تعمیل کرائین **محمد ہقتم** نے جب عیسائیون کو آمادہ جنگ دیکہا تو یہہ بہی ان کے مقابلہ کی غرض سے آگے بڑہا۔ چونکہ عیسائیون نے ایک ہی دفعہ مختلف مقامات پر یورش کی ہتی۔ عربون کو بہی مجبوراً اپنی فوج کو تقسیم کرنا پڑا جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ جنگ مین طوالت ہوئی اور دونون طرف کی بہت کچہہ فوج کام آئی۔ مگر زیادہ نقصان عربون کو پہونچا۔ سلطان نے دیکہا کہ اس طرح قیامت تک بہی لڑائی کا تصفیہ نہ ہوگا لہذا اس نے کوشش کی کہ چارون طرف سے عیسائیون کو گہیرتا ہوا ایک مقام پر لے آئے اور یہان اپنی مجموعی قوت سے ان کا مقابلہ کرے مگر موسم سرما کے باعث جنگ مین کچہہ توقف ہوا۔ اسی اثنا مین بادشاہ **قسطلہ** مرگیا اور اس کا

شیر خوار بیٹا یحییٰ[1] تخت پر بیٹھا۔ چونکہ یحییٰ ابھی پورا ایک سال کا بھی نہ تھا اس کا
چچا فردلند مہمات سلطنت کا متکفل مقرر ہوا۔ اس شخص نے جنگ کو بدستور قائم رکھا
اور بہت کچھ کامیابی بھی حاصل کی۔ عیسائیون کی فوج بمقابلہ عربون کے کہین
زیادہ تھی لہذا سلطان محمد نے ایک دوسرا طرز جنگ اختیار کیا یعنی ایک طرف
ان عیسائیون کو اپنے حصول مقصد مین مشغول رکھا اور خود فوج لیکر دوسری طرف
جیان پر صف آرا ہوا اس سے یہ فائدہ ہوا کہ عیسائی اپنی تھکی ماندی فوج کو جیان
کی طرف لانے پر مجبور ہوئے اور چونکہ فوج کی نقل وحرکت آسان تھی فردلند
نے فی الحال صلح کر لی۔ ۸۰۳ھ مطابق ۱۴۰۱ء مین سلطان محمد ہفتم سات ہزار
سوار اور بارہ ہزار پیادون کی جمعیت سے بغرض فتح القیدات کوچ کیا۔ راستے
مین عیسائی اس کے سد راہ ہوئے اور ایک سخت لڑائی واقع ہوئی۔ جب افسران
فوج نے دیکھا کہ فوج لڑتے لڑتے تھک گئی ہے اور فریقین مین سے غالب
ومغلوب نظر نہین آتا۔ جانبین سے یہ رائے قرار پائی کہ آٹھ مہینے کے واسطے
جنگ ملتوی رہے جس کو فریقین نے منظور کیا اور صلح نامہ پر دستخط ہو گئے۔
اس مدت کے ختم ہونے کے قبل سلطان بہت سخت بیمار رہا جب اس نے

[1] انگریزی مین جان کہتے ہین۔

دیکھا کہ میرا بچنا دشوار ہے تو اپنے بیٹے کو ولیعہد مقرر کیا اور اس خیال سے کہ مبادا میرا بھائی یوسف[1] فساد برپا کرے اس نے فوراً خفیہ طور پر یوسف کے قتل کا حکم جاری کیا جب یہ حکم قلعہ مذکور مین پہونچا تو یہان کا قائد شہزادہ یوسف کے ساتھ شطرنج کھیل رہا تھا یوسف نے اپنے حسن سلوک سے حاکم قلعہ کو اپنا سچا دوست بنا لیا تھا۔ جب یہ حکم قائد نے پڑھا تو نہایت متفکر ہوا اور تا بدیر حالت سکوت مین رہا یوسف اس کی پریشانی سے فوراً سمجھ گیا کہ اب میرا زندہ رہنا محال ہے اور جب بعد اصرار مضمون فرمان سے مطلع ہوا تو یوسف نے درخواست کی کہ تھوڑی مہلت مجھکو دی جائے تاکہ مین اپنے رشتہ دارون سے رخصت ہولون۔ یہ لوگ انہین باتون مین مشغول تھے اور حکم بر بندہ تعمیل حکم شاہی مین تشدد کر رہا تھا کہ اتنے مین چند اعیان سلطنت وارد ہوئے اور سلطان محمد ہفتم کے انتقال کی خبر سنائی اور یوسف کو تخت نشینی کی مبارکباد دی یوسف ان اخبار بیم و رجا سے گاہے محزون و گاہے مسرور حالت سکتہ مین بیٹھا رہا مگر جب اس کے ہوش و حواس درست ہوئے اور ان امرا کے کلام سے بوئے صدق آئی تو یہ فوراً غرناطہ کی طرف روانہ ہوا۔

[1] جیسا کہ اوپر تحریر ہو چکا ہے محمد ہفتم نے تخت نشینی کے بعد ہی اپنے بڑے بھائی یوسف کو قلعہ شلوبانیہ مین مقید کر دیا تھا۔

سلطان **یوسف** نے جلوس کے بعد ہی بذریعہ امیر **عبد اللہ** بادشاہ **قسطلہ** کو اپنی تخت نشینی کی اطلاع دی اس امیر نے یہان آکر بادشاہ سے کہا کہ ہمارے صلح پسند اور رحم دل سلطان کا دلی مقصد یہ ہے کہ اپنے ہمساؤن سے ارتباط و دوستی قایم رکھے تا کہ عامہ خلائق کو امن و آسودگی حاصل ہو۔ لہذا جو معاہدے کہ **محمد ہفتم** نے تمہارے ساتھہ کیے ہین اگر تم اون کو قایم رکھنا چاہو تو سلطان بلا تامل اون کو منظور کرلے گا۔ بہت کچھہ خط و کتابت اور معاہدون کے تغیر و تبدل کے بعد یہہ قرار پایا کہ دو سال تک جانبین سے جنگ ملتوی رہے بعد اختتام مدت مذکور سلطان **یوسف** نے اپنی نیک نیتی اور صلح کل طرز حکومت کا یہ دوسرا ثبوت دیا کہ اپنے بھائی **علی** کو بغرض توسیع مدت بادشاہ **قسطلہ** کے پاس بھیجا مگر عیسائیون نے اس صلح آمیز طرز کو کم قوتی اور کم ہمتی پر محمول کیا اور یہ گستاخانہ جواب دیا کہ اگر تمہارا سلطان ہمکو سالانہ خراج دینا قبول کرے تو ہم تمہاری درخواست پر لحاظ کرین گے **علی** نے اس بیہودہ درخواست کو اوسی وقت نامنظور کر دیا اور **غرناطہ** واپس چلا آیا۔

ان واقعات کے بعد ہی **فردلند** مع فوج کثیر **غرناطہ** کی سرحد مین داخل ہوا اور **انتقرہ** کا محاصرہ کرلیا۔ عربون نے فوج محصورین کی امداد کے واسطے

بہیجی اور اندر او رباہر دونون طرف کے عیسائیون کو اس قدر نقصان پہونچا یا کہ قریب تہا کہ یہ ناکام اپنے ملک واپس چلے جائین۔ اسی اثنا مین فردلند نے امداد بہیجی اور یہ حکم دیا کہ قلعہ کے گرد ایک دیوار کہینچ دیجائے تاکہ وہ فوج جو قلعہ کے اندر مقیم ہے باہر نہ نکل سکے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور باوجودیکہ سلطان کے بہائی علی اور احمد نے باہر سے نہایت ہمت اور جرائت سے عیسائیون کا مقابلہ کیا۔ مگر اہل قلعہ کو رہائی نہ ہیسکے اور بالآخر بوجہ فاقہ کشی اہل قلعہ نے اس وعدے پر کہ عیسائی صحیح وسالم چلے جانے دین گے قلعہ کا دروازہ کہول دیا اور عیسائی اس تمام حصہ ملک پر قابض ہو گئے۔

جبکہ سلطان اس جنگ مین مصروف تہا قلعہ جبل الطارق کی رعایا اپنے حاکم کے ظالمانہ طرز حکومت سے اس قدر پریشان ہوئی کہ بالآخر اوس نے خفیہ طور پر ابو سعید بادشاہ فاس سے درخواست کی کہ خدا کے لیئے اس ظلم وستم سے نجات دو اس بادشاہ کو ملک اندلس مین اپنی حکومت قایم کرنیکا خیال تک نہ تہا لیکن اس کے بعض خودغرض مشیرون نے بلا سبب اس کے ہمنام بہائی ابو سعید ایک باخدا اور صاف باطن شخص سے اس کو بدظن کردیا تہا لہذا اس کو یہہ عمدہ موقع اپنے بہائی کے باہر بہیجدینے کا ملا اور اس نے ابو سعید کو حکم دیا

کہ جہان تک جلد ممکن ہو سکے دو ہزار فوج لیکر اس قلعہ پر قبضہ کرلو ابو سعید بادشاہ کے خیالات سے بالکل بے خبر حسب الحکم اندلس آیا اور جبل الطارق کا محاصرہ کرلیا باوجودیکہ یہان کی رعایا نے اس کو ہر طرح مدد دی لیکن اس مستحکم قلعے کو یہ شہزادہ فتح نہ کرسکا سلطان یوسف کو جب اس یورش کی خبر پہونچی تو اس نے فوراً جو فوج کہ یہ ایسے نازک وقت مین علحدہ کرسکتا تہا اپنے بہائی احمد کو دیکر حاکم قلعہ کی مدد کے لیے بہیجا ابو سعید نے اس مدد کے آنے کی خبر سن کر اپنے بہائی سے فوج و سامان کی درخواست کی مگر اس کے بہائی کی خواہش بہی یہی تہی کہ یہ شہزادہ کسی طرح گرفتار و قتل ہو اس نے چند بیکار جہاز جو جنگ مین کچہہ بہی مدد نہ دے سکتے تہے ظاہرا ہمدردی جتانے کے لیے بہیجے شہزادہ ابو سعید نے جب اپنے بہائی کو اس قدر بے پروا اور اپنے مین قوت مقاومت نہ پائی تو اس نے احمد سے اس شرط پر صلح کرلی کہ باغی رعایا کی خطا معاف کردی جائے گی احمد اس شہزادہ کے ساتہہ نہایت اخلاق و مروت سے پیش اور اس کو اپنے ہمراہ بطور میہمان لیے پایہ تخت واپس آیا اس واقعہ کے کچہہ روز بعد بادشاہ فاس نے بذریعہ سفیر یہہ درخواست کی کہ ابو سعید کسی ترکیب سے مار ڈالا جائے۔ مگر یوسف کو اپنے بہائی کی ظلم و زیادتی اور اپنی سادہ دلی اور

نیک نیتی یاد تہی اس نے صرف اس درخواست ہی کونا منظور نہین کیا بلکہ
بادشاہ کے خطوط اوس کے بہائی کو دکہا دئے اور کہا کہ اگر تو اپنے بہائی سے
انتقام لینا چاہے تو مین تجہکو فوج اور روپے سے ہر طرح مدد دینے پر راضی
اور اگر تو اس کی اس قبیح حرکت سے درگذر کرے تو مین تجہکو یہان عمدہ سے
عمدہ مکانات رہنے کے لیئے دینے کو تیار ہون **ابوسعید** اپنے بہائی
کے اس ارادے سے بالکل لاعلم اس کے ساتہہ دلی محبت رکہتا تہا۔
جب اس کو معلوم ہوا کہ بادشاہ نے محض اس کی تباہی کے لیئے اس کو **اندلس**
بہیجا تہا غم و غصے سے اس کی حالت متغیر ہوگئی اور اس نے فوراً انتقام کا
قصد ظاہر کیا **یوسف** نے تمام سامان جنگ اس کے لیئے مہیا کر دیا۔ ۸۲۰ھ
مطابق ۱۴۱۷ء مین یہہ **المیریہ** سے اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا ادہر بادشاہ
فاس مطمئن تہا کہ **یوسف** نے ضرور اب تک **ابوسعید** کا کام تمام کر دیا ہوگا۔
کہ دفعتاً اس کو خبر پہونچی کہ شہزادہ عربون کی فوج اور نیز افریقہ کے مختلف قبیلون کو
ساتہہ لیئے دار السلطنت کی طرف بعجلت تمام آرہا ہے۔ شہر **فاس** کے قریب
جنگ واقع ہوئی بادشاہ کو شکست کامل ملی اور یہ شہر مین پناہ گزین ہوا۔ رعایا نے
جب دیکہا کہ بادشاہ کی حفاظت مین قریب قریب تمام فوج کام آچکی ہے اور **ابوسعید**

کی فوج مین کسی طرح کی کمی نظر نہین آتی بلا اجازت دروازے شہر کے کہول دئے اور شہزادہ ابوسعید کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ اس کے بہائی سلطان ابوسعید نے چند روز کی قید سخت کے بعد رحلت کی ابوسعید ثانی نے تخت پر بیٹہتے ہی اپنے معاون و سرپرست سلطان یوسف کو قیمتی تحفے بہیجے اور مدت العمر اوسکا سچا خیرخواہ بنا رہا

۸۲۰ھ مین فردلند نے حسب خواہش یوسف دو سال کے لئے صلح کر لی اور جب یحیی[1] عمر بلوغ کو پہونچا اور اپنے چچا کو علیحدہ کر کے عنان حکومت کو اپنے ہاتہہ مین لیا تو اپنی مان کے حسب ہدایت صلح کی مدت کو بڑہا دیا۔

یوسف کے عدل و صلح پسند طرز حکومت کا اثر مسلمانون اور عیسائیون دونون پر ایسا پڑا تہا کہ عیسائی محکوم و غیر محکوم اپنے نزاعون کے تصفیہ کا دار و مدار اسی پر منحصر کرتے تہے[2] یوسف نے ۸۲۳ھ مطابق ۱۴۲۰ء مین انتقال کیا اور جنت العریف مین جہان شاہان غرناطہ مدفون تہے دفن ہوا۔

یوسف کے بعد اس کا بیٹا محمد ہشتم سریر آرای حکومت ہوا معاملات خارجہ مین یہہ یوسف کی تقلید کرتا رہا۔ چنانچہ تخت نشینی کے بعد ہی اس نے سفیرون کو

---

[1] یعنی جان بادشاہ قسطلہ۔ [2] یہ کوئی چہوٹی سی بات نہی کہ عیسائی نسبت اپنی ہمقوم وہم مذہب بادشاہون کے ایک مسلمان کو اپنا قاضی بنائین اس کے متعلق جس سے عربون کی کمال عدل گستری اور روشن خیالی ثابت ہوتی ہے مین نے اپنے دیباچہ مین اقوال مؤرخین اہل یورپ پیش کر کے اس واقعہ کو ثابت کیا ہے۔ دیکہو جلد اول دیباچہ صفحہ ۱۸۔ نوٹ (۱)

قسطلہ اور افریقیہ بہیجا اور موجودہ معاہدون کی تجدید کے بعد ان کی تکمیل و
وتعمیل مین اس نے سرمو فرق نہ ہونے دیا اور ان بادشاہون کو اپنا دوست
بنائے رکہا۔ کاش یہ اپنی عزیز رعایا کے ساتہہ بہی اسی قسم کا برتاؤ رکہتا اور
ان کی دل جوئی کرتا تو یہ بہی مثل اپنے باپ کے ہر دل عزیز بنا رہتا مگر افسوس
کہ دشمنون کے ساتہہ تو اس نے دوستانہ تعلقات قائم کیے اور اپنے
دوستون کے ساتہہ نہایت بے اعتنائی و بے وفائی سے پیش آیا۔ رعایا
تو ایک طرف امرا اور اعیان سلطنت کو بہی یہ نہایت حقارت کی نظر سے دیکہتا
اور علانیہ ان کی توہین و آبروریزی کرتا اور اپنی اس نازیبا حرکت سے نہایت
محظوظ ہوتا تہا۔ اوس زمانہ مین امیرزادے بلکہ تمام ملک کے شرفا فن سپاہ گری
پر فخر اور اس کے حاصل کرنے مین کوشش بلیغ کرتے اور روزانہ خاص
خاص مقامات پر جمع ہو کر مشق مین مصروف رہتے تہے۔ ان لوگون کو اسطرف
راغب کرنے کی غرض سے بادشاہ وقت بذات خود ان کامون مین ان کا
شریک رہا کرتا تہا لیکن محمد ہشتم نے ان تمام باتون کو یکلخت موقوف کر دیا۔
یہہ دن رات اپنے محل مین پڑا رہتا اور صرف اپنے کم رتبہ ملازمون کی صحبت
مین اپنا عزیز وقت خراب کیا کرتا تہا آخرکار ان حرکات نازیبا اور افعال ناشائستہ

یوسف نے امیر وغریب کو اس سے متنفر کردیا اگر لایق اور خاندانی قاضی غرناطہ امیر یوسف
اس کا وزیر موجود نہ ہوتا تو رعایا اس کو ضرور تخت پر سے اوتار دیتی۔ اس امیر کی
محض ذاتی وقعت اور رعب داب نے عامہ خلائق کو بغاوت سے باز رکہا۔
مگر بے اعتدالیون کی بہی ایک حد ہوتی ہے جب ظلم و زیادتی اپنی حد سے
تجاوز کرگئے تو وزیر یوسف بہی جو سلطان کو راہ راست پر لانے سے
بالکل ناامید ہوچکا تہا بغاوت کو نہ روک سکا اور محمد الصغیر نے ایک روز
موقع پاکر شہر پر قبضہ کرلیا محمد ہشتم بدقت تمام شہر سے باہر آیا اور ایک غریب
ملاح کی شکل بنائے ابو فارس بادشاہ تونس کے پاس بہاگ آیا۔
اس بادشاہ نے اس کی بہت کچہہ خاطر و مدارات کی اور مدد دینے کا بہی وعدہ کیا
محمد نہم نے ملک پر قبضہ کرتے ہی امراء کو اپنا طرفدار بنانا چاہا ایک حد
تک اس مین کامیابی بہی ہوئی مگر اس سے بڑی غلطی یہ ہوئی کہ اس نے وزیر
یوسف کو بلاوجہ اپنا دشمن بنالیا۔
یوسف جیسا کہ ہم تحریر کرچکے ہین ایک مشہور خاندان کا رکن اور باوقعت
امیر اور دیگر عماید سلطنت سے قرابت رکہتا تہا اس کو اپنے دوستون اور رشتہ دارون سے
سلطان کی بدظنی معلوم ہوئی تو یہ مع پندرہ سو امیرون کے مرسیہ بہاگ آیا

اور یہان سے اس نے بعد حصول اجازت بادشاہ قسطلہ کے پاس جاکر محمد نہم کی ظلم و زیادتی کی شکایت کی اور اس کو اپنے بادشاہ یعنی محمد ہشتم کی مدد پر آمادہ کرنا چاہا اس عیسائی نے مسلمانون کو آپس مین لڑانے کا عمدہ موقع دیکھا۔ اور بعد غور و تامّل کے راضی ہوگیا اور رائے دی کہ چند باغی امیر اس کے سفیر کے ساتھہ بادشاہ طونس کے پاس جائین اور اس کو اپنا معاون بنانے کی کوشش کرین۔ بادشاہ مذکور پہلے ہی سے ہموار کرچکا تھا اس سفارت کے پہونچتے ہی اس نے پانچسو سوار اور ایک معقول رقم فوج و سامان کے لیئے دیکر محمد ہشتم کو اندلس روانہ کیا۔ یہان وزیر یوسف نے اپنے آقا کے اگلے برتاؤ کا اثر بہت کچھہ مٹادیا تھا۔ جب سلطان اندلس مین داخل ہوا تو صوبہ المیریہ کی رعایا نے اس کی مدد دینے کا اقرار کیا محمد نہم کو جب اس کے اندلس مین آنے اور اس کامیابی کی اطلاع ہوئی تو اس نے بہ تعجیل تمام اپنے بھائی کو سات سو سوار دیکر اہل افریقہ کے مقابلے کے لیئے بھیجا مگر یوسف کے طرفدارون نے سازش کا ایسا جال بچھایا تھا کہ جب دونون فوجین ایک دوسرے کے سامنے ہوئین تو آدھے سے زیادہ عرب اپنے بادشاہ سابق سے آملے اور الصغیر کا بھائی غرناطہ بھاگ آیا محمد ہشتم آگے بڑہتا ہوا غرناطہ پہونچا الصغیر نے پہلے مقابلہ کا

قصد کیا اور الحمرا مین قلعبند ہوگیا لیکن جب دیکہا کہ تمام رعایا اس کے بہائی کی مدد پر آمادہ ہے تو اس نے اپنے مشیرون کے حسب ہدایت قصر کے دروازے کہول دئے۔ سلطان نے الصغیر کو فوراً قتل کرڈالا اور دوبارہ ۸۳۳ھ مطابق ۱۴۳۰ء مین تخت پر بیٹہا۔

تجربہ نے سلطان محمد ہشتم کو اب ہوشیار کردیا تہا اس نے اپنی طرز حکومت کو بالکل بدل دیا اور اپنی عزیز رعایا کی دل جوئی اور دل سوزی سے بنیاد سلطنت کو مستحکم کرنا چاہا اور اپنے سچے خیرخواہ یوسف کو اپنا وزیر اعظم مقرر کیا بعد ازان سلطان نے کوشش کی کہ باہمی بادشاہ قسطلہ سے دوامی صلح کا معاہدہ ہوجائے بادشاہ قسطلہ نے جواب دیا کہ جو رقم کہ مین نے تم کو بطور قرض دی تہی اوس کو اور مجہکو خراج دینا قبول کرو۔ محمد ہشتم نے ان شرایط کو نامنظور کردیا۔ چونکہ اوسی وقت یہ عیسائی بادشاہ اپنے ہم مذہبون کے ساتہہ جنگ مین مشغول تہا کسی قسم کا فساد برپا نہ ہوا کہین اس نے بادشاہ تونس سے سلطان کی وعدہ خلافی اور احسان فراموشی کی شکایت کی اور اوس کو راضی کرلیا کہ اگر ہم دونون مین لڑائی ہوئی تو وہ سلطان کی مدد کریگا بادشاہ تونس نے سلطان کو مشورہ دیا کہ اس عیسائی کی جائز درخواستون کو منظور اور جو رقم اس نے دی تہی وہ ادا کردی۔ اسی اثنا مین

یحییٰ[1] نے باغی عیسائیون سے صلح کرلی اور دو مختلف راستون سے غرناطہ پر حملہ کیا۔ جس فوج نے قازرلا پر یورش کی تہی اوس کو عربون نے کامل شکست دی مگر قمرقاش کی طرف عیسائیون نے متعدد قلعون کو فتح کیا اور اوس حصۂ ملک کو تباہ و تاراج کرتے ہوئے بے انتہا مال غنیمت کے ساتہہ قرطبہ واپس چلے گئے۔

باوجودیکہ رعایا نے سلطان کا پورے طور پر ساتہہ دیا اور سلطان نے بہی اپنے کو عملاً خیرخواہ قوم اور ملک ثابت کر دیا تہا۔ تاہم بعض خودغرض کوتہ اندیش امیرون کی طرف سے اس کو اطمینان نہ تہا۔ چنانچہ اس کا یہ شبہ صحیح نکلا اور ایسے نازک وقت پر جبکہ عیسائی ملک کو برباد کر رہے تہے ایک مشہور و متمول امیر یوسف ابن الاحمر نے بغاوت کے علم کو بلند اور بادشاہ قسطلہ کو دوبارہ جنگ پر بدین وعدہ آمادہ کیا کہ تادم مرگ مین اپنے سرپرست[2] کو خراج ادا کرتا رہونگا اور بوقت ضرورت آٹہہ ہزار فوج سے مدد دونگا۔ عیسائی کے لیئے یہ بغاوت نعمت غیر مترقبہ تہی اس نے بلاتامل اس امیر کی درخواست کو قبول کر لیا۔

باغی مسلمان اور عیسائی دونون البیرہ کے پہاڑون کے دامن مین خیمہ زن

---

[1] یعنی جان بادشاہ قسطلہ۔ [2] یعنی بادشاہ قسطلہ

ہوئے یہان ایک جنگ عظیم واقع ہوئی اور صبح سے شام تک دونون فوجین
برابر لڑتی رہین شام کے قریب جب سلطان نے دیکھا کہ ہزارون مسلمان شہید
ہو گئے اور جو باقی رہ گئے ہین وہ دشمنون کی نسبت بہت کم ہین ہجوم رنج والم سے
پریشان شہر مین داخل ہوا۔ عیسائی فوج کا بھی ایک بہت بڑا حصہ کام آچکا تھا اور جو
فوج کہ باقی رہ گئی تھی وہ اس قابل نہ تھی کہ دوسرے روز اپنی اس کامیابی سے
کچھہ فائدہ اوٹھائے۔ پس بادشاہ **قسطلہ** نے **ابن الاحمر** کے اصرار اور خوشامد
پر توجہ نہین کی اور **قرطبہ** واپس چلا گیا۔ مگر یہان پر اس باغی امیر کا دل بڑھانے کی
غرض سے بادشاہ **قسطلہ** نے دربار عام مین اس کو اپنی طرف سے بادشاہ **غرناطہ**
بنایا اور آیندہ مدد دینے کا وعدہ کیا **ابن الاحمر** حدود **غرناطہ** مین داخل ہوا اور
رندہ اور **لوشہ** وغیرہ مقامات پر سرحدی عیسائیون کی مدد سے قبضہ کر لیا۔ اور
یہان سے اس نے ایک خط شکریہ کا بادشاہ **قسطلہ** کے پاس بھیجا اس مین اپنے
اس عیسائی کو اپنا سرپرست تسلیم اور سالانہ خراج دینے کا وعدہ کیا اور نیز یہ تحریر کیا
کہ بروقت جنگ فوج وسامان سے اپنے سرپرست کی مدد کرتا رہون گا اور جب
کبھی بادشاہ جبل **طلیطلہ** سے گزر کر **غرناطہ** کی طرف آئے تو یا تو بذات خود دربار
مین حاضر ہو کر اپنی اطاعت وفرمان برداری کا ثبوت دونگا اور اگر نہ آسکا تو اپنے امرا کو نیابتاً بھیجونگا

عیسائیون کا دلی مقصد یہی تہا کہ یہ چہوٹا سا حصہ ملک اندلس کا جو مسلمانون کے قبضہ مین باقی رہ گیا ہے اس پر بہی کسی نہج سے قابض ہو جائین لہذا بادشاہ قسطلہ نے اس بغاوت کے قایم رکہنے کی کوشش کی اور ابن الاحمر کو فوج و سامان سے مدد دیتا رہا۔ یہ امیر امداد کے پہونچتے ہی غرناطہ کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان نے بہی اپنے جان نثار وزیر یوسف کو اس کے مقابلہ کی غرض سے بہیجا۔ ۸۳۹ھ مطابق ۱۴۳۶ء مین ان دونون امیرون مین بہت سخت لڑائی واقع ہوئی جس مین وزیر یوسف قتل ہوا اور اوس کی فوج ہزیمت خوردہ غرناطہ کی طرف بہاگ گئی۔ اس شکست سے اہل غرناطہ کچہہ ہراسان و مرعوب ہوئے کہ سب نے سلطان محمد کو مشورہ دیا کہ دشمن غرناطہ کے قریب آپہونچا ہے اور ہمارے پاس اتنی فوج نہین کہ ہم اس کا مقابلہ کرین بہتر ہوگا کہ اس کے آنے کے قبل ہی تو یہان سے چلا جا سلطان کو مجبوراً اس رائے کی پابندی کرنی پڑی اور یہ مع اپنے عیال و اطفال اور جو خزانہ کہ الحمرا مین جمع تہا لیکر مالقہ مین جہان ہنوز اس کے طرفدار باقی تہے پناہ گزین ہوا۔

ابن الاحمر نے جب میدان کو بالکل خالی پایا تو اس نیت سے کہ رعایا بد دل نہ ہو جائے تمام فوج کو اس نے شہر کے باہر چہوڑا اور صرف چہہ سو سوارون کے

ساتھہ **غرناطہ** مین داخل ہوا اور **قصر الحمرا** مین تمام امرا و اعزہ شہر کو حاضری کا حکم دیا اور سب سے اطاعت و فرمان برداری کا حلف لیا۔ اور پہر اس نے ایک خط بمضمون ذیل بادشاہ **قسطلہ** کو بہیجا۔

یوسف محمد ابن الاحمر بادشاہ **غرناطہ** تمہارا مطیع و فرمان بردار بعد اظہار عقیدت و نیازمندی معروضہ کرتا ہے کہ مین سیدہا **غرناطہ** آیا اور یہان کے تمام امرا اور علما نے مجہکو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ یہہ دن مجہکو خدای تعالی کے فضل و کرم اور تمہاری عنایت و مدد سے نصیب ہوا۔ سلطان **محمد ہشتم** مع اپنے رشتہ دارون کے **مالقہ** کی طرف بہاگ گیا لیکن جانے کے قبل جو مال و اسباب کہ **الحمرا** مین جمع تہا تمام و کمال اپنے ساتھہ لے گیا اور اب مین نے تمہارے فوجی افسر کو سلطان کے تعاقب مین **مالقہ** روانہ کیا ہے مجہکو امید ہے کہ اپنے سرپرست کی مدد سے مین اس کو گرفتار کر لون گا"

یہہ عیسائی مسلمانون کی بربادی کی خبر سن کر دل مین بہت خوش ہوا اور **ابن الاحمر** کو اس کامیابی کی مبارکباد دی۔ اس کے بعد ہی بادشاہ **تونس** کا ایک خط اس کے پاس بدین مضمون پہونچا کہ "سلطان **محمد** کو زیادہ پریشان کرنا مجہکو گوارا نہین مین امید کرتا ہون کہ تم اپنی رقم وصول کرنے پر اکتفا کروگے" اس

عیسائی نے سلطان محمد کی حالت پر بہت کچھہ رنج و افسوس ظاہر کیا اور لکھا کہ "مین خود سلطان کو تخت سے علیحدہ کرنا نہین چاہتا تہا لیکن جب یہ فعل وقوع مین آچکا ہے تو اب اس کا انسداد میرے دست قدرت مین نہین ہا مجہکو البتہ اس کے دشمنون کی مدد دینے کا اعتراف با افسوس ہے"

ابن الاحمر کو یہ خلاف امید کامیابی اس وقت حاصل ہوئی تہی کہ جب اس کا آفتاب عمر قریب غروب پہونچ چکا تہا۔ چنانچہ تخت نشینی کے چہہ مہینے کے بعد اس نے انتقال کیا اور محمد ہشتم تیسری بار تخت پر بیٹہا۔ اس نے امیر عبد الحق کو اپنا وزیر مقرر کیا اور اس کے حسب رائے شاہان قسطلہ و تونس سے صلح کی درخواست کی۔ عیسائیون نے بمصلحت وقت ایک سال جنگ کو ملتوی رکہا اس مدت کے ختم ہوتے ہی باہمی محاربات شروع ہو گئے جن مین کبہی عیسائی اور کبہی مسلمان غالب ہو گئے سنہ ۸۴۶ ہجری ۱۴۳۷ء اور ۸۴۱ ہ مین امیر عبد البار فوج عرب کے مشہور سپہ سالار نے قمراش اور وادی آش کے قریب عیسائیونکو متواتر شکستین دین اور ان کے علم اور سامان پر قبضہ کر لیا۔

جبکہ عرب اس طرف جنگ مین مصروف تہے عیسائیون نے دوسری طرف سے ان کے ملک پر حملہ کیا اور بعض بعض مشہور شہرون اور قلعون کو فتح کر لیا۔ سلطان محمد

نے جب دیکھا کہ اس کی فوج مین اب مقابلے کی قوت باقی نہین رہی تو اس نے عیسائیون کو صلح پر آمادہ کرنا چاہا مگر بادشاہ **قسطلہ** نے ایسے شرائط پیش کیے جن کو یہ اگر منظور کر لیتا تو قلعہ وادی **آش** اور **بنیرہ** جو پایہ تخت کے بالکل قریب تھے عیسائیون کے قبضے مین چلے جاتے مجبوراً اس کو جنگ کا سلسلہ قایم رکھنا پڑا۔ اس اثنا مین عیسائیون نے **جبل الطارق** کا محاصرہ کر لیا ان کی متواتر کامیابیون نے ان کو ایسا بے فکر کر دیا تھا کہ عیسائی میدان جنگ کو اپنا گھر سمجھکر آرام سے سو رہا کرتے تھے۔ اہل قلعہ نے ایک رات موقع پا کر ان کی فوج پر شبخون مارا۔ اس مین عیسائیون کے بعض مشہور افسر قتل ہوئے اور فوج حالت پریشانی مین جدھر منھہ اوٹھا بھاگ نکلی۔ بہت قتل ہوئے ہزارون دریا مین ڈوبکر مر گئے۔ جس وقت عرب **جبل الطارق** کی دیوارون کے سامنے عیسائیونکو قتل و غارت کر رہے تھے قریب قریب اوسی وقت سلطان **محمد** کے وزیر **یوسف** کا بیٹا **ابن سراغ** ایک مشہور عیسائی افسر **دان پیریا** کو **قمرقاش** کے قریب مین شکست دے رہا تھا مگر افسوس ہے کہ عین وقت جب عرب عیسائیون کو شکست دے چکے تھے **ابن سراغ** نے جوش فتح مین اور عیسائی افسر نے بحالت یاس و ناامیدی میدان جنگ مین جان دے دی۔

قسمت کے اس طرح ایک دفعہ پھر جانے اور عربون کے ظفریاب ہونے سے
بادشاہ **قسطلہ** کی ہمت ٹوٹ گئی اور ایک زمانے تک عیسائیون نے **غرناطہ**
کا رخ نہ کیا لیکن عربون کی عظیم الشان کامیابی ان کے لیئے باعث مضرت ہوئی
اس لیئے کہ جب سلطنت کو عیسائیون کی یورشون سے امن ملا تو خانہ جنگی کے آثار
نمودار ہونے لگے۔ اس خانہ جنگی مین **محمد ابن اسمٰعیل** اور **ابن عثمان** سلطان
کے دو بھتیجے بھی شریک تھے **ابن عثمان** اوس زمانہ مین **المیریہ** مین مقیم تھا۔
اس کو جب پایہ تخت مین بغاوت کی خبر پہونچی تو یہ خفیہ طور پر غرناطہ آیا اور باغیون کا معین
و مددگار ہوکر بغاوت کو اس قدر بڑھایا کہ یہ آخر الامر الحمرا پر قابض ہو گیا اور بادشاہ
کو تیسری بار تخت سے اوتار کر قید کر دیا۔ ۸۴۹ھ مطابق ۱۴۴۵ء امین **عبد البار**
نے جو بادشاہ کی گرفتاری کے بعد شہر سے بھاگ گیا تھا اس کا مقابلہ کرنا چاہا۔
یہہ امیر دیرینہ سال دور اندیش آدمی تھا۔ اس نے یہ دیکھا کہ اگر مین سلطان **محمد** کی
رہائی کی غرض سے جنگ کو شروع کرتا ہون تو اس کا پہلا نتیجہ یہہ ہوگا کہ **محمد ابن**
عثمان سلطان کو مروا ڈالیگا بہتر یہ ہے کہ شہزادہ **ابن اسمٰعیل** کے نام سے کوشش
کی جائے۔ چنانچہ اس امیر نے فوراً **ابن اسمٰعیل** کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا
اس شہزادہ نے پہلے بادشاہ **قسطلہ** سے مدد کا وعدہ لیا اور پھر امیر **عبد البار** سے آملا۔

ابن عثمان نے یہ سنا کہ عیسائی اسمٰعیل کی مدد پر آمادہ ہین تو اس نے
ان کو اس ارادے سے باز رکہنے کے واسطے ان کے ایک قلعہ مورل کو
بعد حملہ سخت فتح کرلیا اس فتح کا رعب قرب وجوار کے عیسائیون پر ایسا پڑا کہ یہ لوگ
شہرون اور قلعون کو چہوڑ کر ایک نہایت مستحکم قلعہ ظلمہ نامی مین پناہ گزین ہوئے
ابن عثمان بہی ان کے عقب مین بہ تعجیل تمام پہونچا اور قلعہ مذکور کا محاصرہ
کرلیا۔ اگرچہ عیسائی بمقابلہ عربون کے اقل قلیل اور بوجہ شکست سابق نہایت
پریشان حال تہے مگر اونہون نے ہمت وبہادری سے مسلمانون کے حملون کا
جواب دیا۔ اور جب تک کہ ایک ایک عیسائی نے اپنی جان کو اس قلعہ پر تصدق نہ کیا
عربون کو آگے بڑہنے نہ دیا۔

۵۲ھ مطابق ۱۱۴۴ع مین سلطان ابن عثمان نے اپنی فوج کو چند
حصون مین تقسیم اور مختلف راہون سے عیسائیون پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور ایک دستہ
فوج کا ابن اسمٰعیل کے مقابلے کے لیے بہی بہیجا یہ تیاری جنگ مین مصروف
تہا کہ اسی اثنا مین اس کو خبر فرحت اثر پہونچی کہ شاہان ارغون اور ارلونیہ[1] بادشاہ
قسطلہ کے ساتہہ جنگ کا ارادہ رکہتے ہین۔ اس نے اوسی وقت سے عیسائیون کو

[1] یہ دونون بادشاہ قوم عیسائی سے تہے۔

آپس مین لڑانے کی کوشش شروع کی اور فوراً اپنے سفیر ارغون اور اربونیہ بھیجکر ان بادشاہون کو اس امر پر راضی کیا کہ اگر یہ دونون قسطلہ پر حملہ آور ہون تو یہ بھی اس طرف سے یورش کریگا۔ چنانچہ حسب قرارداد ۵۴ھ مطابق ۱۴۵۰ع مین سلطان بذات خود مع لشکر کثیر صوبہ مرسیہ کو تاخت و تاراج کرتا اور فوج قسطلہ کو شکست دیتا ہوا بہت کچھہ مال غنیمت کے ساتھہ غرناطہ واپس آیا۔

اسی طرح سال آیندہ بھی بشراکت شاہ ارغون و اربونیہ عربون نے پھر فوج کشی کی ابن عثمان نے ابکی دفعہ اندلوسیہ پر حملہ کیا اور جس طرح مرسیہ کو اس نے تباہ کیا تھا اس ملک کو بھی جہان تک ممکن ہو سکا خراب کرتا رہا اگر یہ چاہتا تو قرطبہ کا محاصرہ کر لینا کوئی مشکل امر نہ تھا لیکن اس دفعہ بھی اس نے اس قدر کامیابی پر اکتفا کی ۔

امیر عبد البار کا جس نے ابن اسمٰعیل کو بغاوت پر آمادہ کیا تھا ایک بیٹا محمد نامی تھا اور یہ غرناطہ مین ایک عورت پر ایسا فریفتہ و عاشق ہوا کہ جب ابن عثمان نے اس شہر پر قبضہ کیا اور عبد البار یہان سے جانے لگا تو محمد نے اپنے باپ کے ساتھہ آنے سے انکار کر دیا تھا اسی وفاداری او بہادری کے باعث ابن عثمان نے اپنے دشمن کے بیٹے کو اپنے زمرۂ

مصاحبین مین داخل کیا اور ہر طرح اس کو اپنا دوست اور خیر خواہ بنانے کی
کوشش کی جب اس کو اطمینان کامل ہو گیا کہ یہ مجہہ سے بے وفائی نہ کریگا
تو اب سلطان نے محمد ابن عبد البار کو فوج دیکر مرسیہ کی طرف بہیجا ۔
پہلے پہل اس نوجوان امیر نے اپنے مفوضہ کام کو اس خوش اسلوبی سے
انجام دیا کہ اس کو اس مہم مین پوری کامیابی حاصل ہوئی۔ لیکن ایک تو عالم شباب
اور پہر اوس پر جوش فتح اس نے صرف مرسیہ کے قلعون اور شہرون کے
فتح کرنے پر قناعت نہین کی بلکہ بلا تامل لارقہ پر حملہ آور ہوا۔ یہہ ہنوز اس شہر کے
سامنے وارد ہی ہوا تہا کہ ایک جمعیت کثیر عیسائیون کی اس شہر مین سے نکلی اور
امیر محمد کی تہکی ماندی فوج پر یورش کی ۔ اس جنگ نے اس نوجوان امیر کی فتح
کو مبدل بہ شکست کر دیا اور یہ ہزیمت خوردہ صرف چند ہمراہیون کے ساتہہ غرناطہ
واپس آیا۔ ابن عثمان کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے محمد ابن
عبد البار کو طلب کیا اور یہ کہا کہ "جب تو نے اپنی بہادر فوج کے ساتہہ مرنا پسند
نہین کیا اور میدان جنگ سے اپنی فوج کو مردہ چہوڑ کر بہاگ آیا تو اب مین تجہکو
اس نامردی کی سزا جیلنے نہ دونگا۔ چنانچہ اوسی وقت یہ بدقسمت امیر مار ڈالا گیا"۔
ہم اوپر تحریر کر آئے ہین کہ ابن اسمٰعیل محض بادشاہ قسطلہ کے بہروسہ پر

عبد البار وغیرہ باغی امراء کا شریک حال ہوا تھا مگر قبل اس کے کہ بادشاہ
مذکور ایفائی وعدہ کرتا اربونیہ اور ارغون کے عیسائیون نے ابن عثمان
کی شرکت سے قسطلہ پر حملہ کیا تھا اور سلطان کو ایک عمدہ موقع اپنے دشمن سے
انتقام لینے کا ملا تھا ابن اسمٰعیل کو مجبوراً معرکہ آرائی ملتوی کر دینی پڑی اور
یہ اس امر کا منتظر رہا کہ اس کے دوست اور معاون کو خانہ جنگی سے نجات ملے
تو یہ حسب وعدہ مدد طلب کرے۔ آخر الامر بادشاہ قسطلہ نے بمشکل شاہان اربونیہ
و ارغون کو صلح پر راضی کیا اور ابن عثمان کی طرف متوجہ ہوا۔ ۸۵۹ھ
مطابق ۱۴۵۵ء مین ابن اسمٰعیل نے مدد کے پہونچتے ہی غرناطہ پر یورش کا
قصد کیا یہان متواتر کامیابیون نے ابن عثمان کو اس قدر مغرور اور متکبر بنا
دیا تھا کہ اس نے بخلاف عادت منصفانہ سابق ظلم و زیادتی شروع کر دی تھی اور
بعض نامی امراء کو بلا وجہ قتل کر ڈالا تھا امراء اور عامۂ خلائق دونون روز بروز اس سے
بد دل ہوتے جاتے تھے۔ اس نے بدقت تمام فوج کو فراہم کیا اور ابن اسمٰعیل
کے مقابلے کی غرض سے آگے بڑھا لیکن اس کے ظلم نے فوج کے شوق جنگ
اور جوش شجاعت کو بجھا دیا تھا۔ اس جنگ مین اس کو کامل شکست ملی اور یہہ غرناطہ
بھاگ آیا یہان پہونچکر اسنے دیکھا کہ تمام رعایا علانیہ اس کی مخالفت پر آمادہ ہے اپنے نازک

وقت پر بہی اس نے اپنے مذموم طرز کو نہ چہوڑا اور بعض امراء کو قصر الحمرا مین قتل کر ڈالا۔ بعدہ مع چند خاص مشیرون کے بہاگ کر پہاڑون مین پناہ گزین ہوا ابن اسمعیل بلا تعرض دار السلطنت غرناطہ مین داخل ہوا اور اوسی روز اس کی تخت نشینی کا تمام ممالک محروسہ مین اعلان کیا گیا۔ ان واقعات کے چند روز بعد اس کے دوست اور معاون یحیی بادشاہ قسطلہ نے انتقال کیا اور اوس کا بیٹا وان انریق تخت نشین ہوا اس زمانہ سے سلطان کے انتقال تک جو ۸۷۱ھ مطابق ۱۴۶۶ء تک واقع ہوا۔ عیسائیون کے ساتھہ سلسلہ جنگ کا قائم رہا جسمین اس کے بیٹے ابو الحسن نے کمال ناموری حاصل کی۔



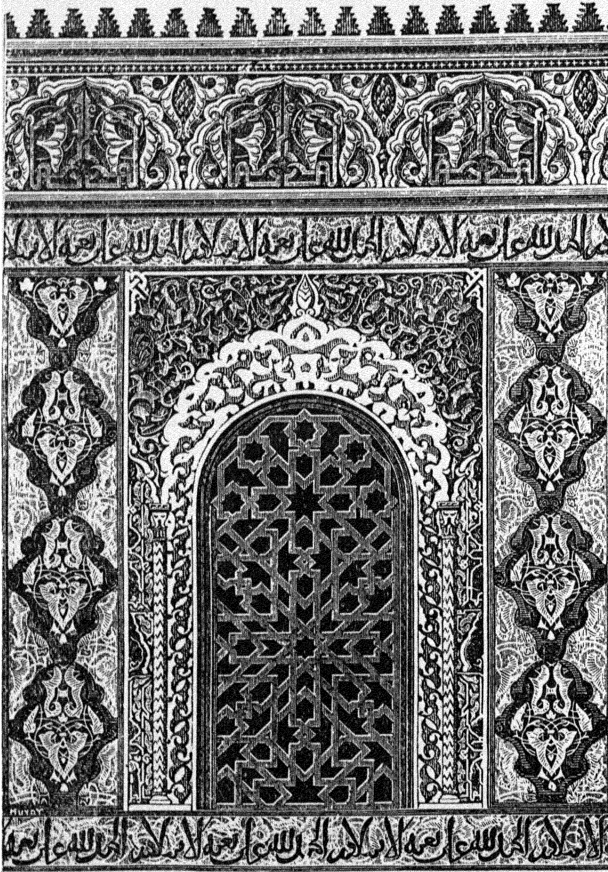
باب ہفتم

ابوالحسن کی تخت نشینی۔ صحرہ پر عربون کا قبضہ۔ جنگ الحمۃ۔ عربونکی شکست۔ الزغل کی بغاوت۔ لوشہ کا محاصرہ۔ عیسائیون کی شکست۔ انقلاب غرناطہ۔ ابوعبداللہ فردلنڈ۔ ملاقہ اور المیریہ اور باجہ پر عیسائیون کا قبضہ۔ خانہ جنگی۔ عربون کی شکست جنگ غرناطہ۔ عیسائیون کی عہدشکنی۔ عربون کا ملک اندلس سے اخراج۔

۸۷۱ھ مطابق ۱۴۶۶ء مین سلطان **ابن اسمٰعیل** نے انتقال کیا اور اس کا بیٹا **ابوالحسن** مسند فرمانروائی پر متمکن ہوا۔ زمانہ اب بالکل بدل چکا تھا اور وہ عیسائی بادشاہ جنہون نے سلطان کے باپ اور دادا کے ساتھہ دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی ہمیشہ خواہش کی تھی اور بروقت ضرورت ان کی مدد بھی کرتے رہتے تھے مرچکے اور بجائے اون کے **فردلنڈ**[1] اور اس کی بیوی **ازابیلا** قسطلہ مین حکمران تھے۔ یہہ دونون باوجود کم سنی بے حد متعصب اور اس فکر و کوشش

---

[1] فردلنڈ اور ازابلا کی شادی کے بعد اراغون بھی قسطلہ مین شریک ہوگیا تھا۔



مسجد الحمراء کی ایک کھڑکی

مین ستھے کہ جو ملک عربون کے قبضے مین باقی رہ گیا ہے اس کو کسی طرح اپنے
دائرہ حکومت مین شریک کرلین اور اگر ممکن ہو تو ایک مسلمان کو بھی اس جزیرہ نما ملک
مین زندہ نہ چھوڑین۔ ۸۸۰ھ مطابق ۱۴۷۶ء مین **فرد لند** نے سلطان کو لکھا
کہ اگر تم صلح چاہتے ہو تو بلا عذر ہم کو خراج دینا منظور کرو **ابوالحسن** نے جواب
دیا کہ **غرناطہ** کے دار الضرب مین اب سونے کے سکے کے عوض فولادی
شمشیرین اور سنانین عیسائیون کے جگر چاک کرنے کی غرض سے تیار
ہوتی ہین۔ یہ جواب اس نوعمر سلطان کا غرور ولاف زنی پر مبنی نہ تھا بلکہ جیسا آیندہ
بیان کیا جائے گا اس نے مصمم قصد کر لیا تھا کہ یا تو اس ملک مین جہان ہم کو
آٹھہ سو برس گزر چکے ہین آزادانہ بلا شرکت غیرے حکومت کرین گے یا میدان
جنگ مین اپنی جانین دے دین گے تاہم چند سال جنگ ملتوی رہی۔

۸۸۶ھ مطابق ۱۴۸۱ء مین **ابوالحسن** نے دفعتاً اپنی پوری قوت
سے سرحد **اندلسیہ** کے قلعہ صخرہ[۵۷] پر حملہ کیا۔ اور باوجودیکہ یہ قلعہ نہایت بلند اور مستحکم اور
اس کے ایک جانب سے دریائی وادی لکہ نہایت زور و شور سے بہتا تھا
مگر عربون نے اپنے نوجوان سلطان کو جنگ مین شریک دیکھکر اپنی جانون کی

[۵۷] اس مقام کو بعض مورخین صحرہ کہتے ہین اور بعض صخرہ اسی طرح عیسائی مورخ بھی بعض سگرہ اور بعض زارہ لکھتے ہین۔

بالکل پروانہ کی اور نہایت ہمت سے رات کے وقت اس کی دیوارون پر
چڑہ گئے اور قلعہ کو بمحنت و کوشش رات بہر ہی مین فتح کرلیا۔ چونکہ اس قلعہ کو
فرڈلنڈ کے دادا نے عربون سے چہینا تہا اس قلعہ کے ہاتہہ سے نکل جانیکا
اس عیسائی کو بے انتہا رنج ہوا اور اس نے اوسی وقت حکم دیا کہ جہان تک جلد
ممکن ہو سکے فوج سرحد پر پہنچ جائے اور اس قلعہ کے بدلے عربون کی حدود
مین جو مقامات کہ ان کی فوج سے خالی ہون اون پر قبضہ کرلیا جائے۔ چنانچہ ۸۸۷ھ
مطابق ۱۴۸۲ء مین عیسائیون کو خبر پہونچی کہ قلعہ الحمہ[1] بغیر کافی فوج و سامان کے
خالی پڑا ہوا ہے۔ یہہ معلوم ہوتے ہی حاکم **قادس** نے بآسانی اس پر قبضہ کرلیا
مگر عیسائی اپنی شرارت جبلی سے باز نہ آئے یعنی ہزارون مسلمان عورتون اور بچون
کو بلا وجہ قتل کر ڈالا۔ جس وقت اس حادثہ عظیم کی خبر **غرناطہ** پہونچی تمام شہر مین کہرام
مچگیا سلطان ڈرا کہ رعایا کا غم کہین ان کو باغی نہ کردے اس نے فوراً ایک اپنے
وزیر کو تاکیدی حکم دیا کہ جہان تک جلد ممکن ہو سکے عیسائیون کو سرحد کے باہر کردے
عیسائی فوج جس نے اس قلعہ کو فتح کیا تہا تعداد مین دس ہزار تہی۔ چونکہ یہہ قلعہ
غرناطہ کے قریب واقع تہا عیسائی افسر نے یہان لڑنا مناسب نہ سمجہا اور اتنے مین

---

[1] اس قلعہ کی حمام تمام جہان مین مشہور تہے اور المقری لکہتا ہی کہ صرف ان حمامون سے پانچ لاکہہ دینار سالانہ وصول ہوا کرتی تہے۔

تہا کہ مع مال غنیمت واپس ہوجائے اس غرض سے عربون نے اس کو
مع فوج محصور کرلیا۔ عرب ہنوز اس مستحکم اور ہر طرح کے محفوظ قلعہ کے فتح کرنیکی
فکر و کوشش مین تہے کہ ان کو اطلاع ہوئی کہ **قرطبہ** کا حاکم اہالیان قلعہ کی مدد
کے لیئے آرہا ہے۔ فوج عرب کے افسر نے کچہہ فوج تو قلعہ کے سامنے
چہوڑی اور مع باقی لشکر کے حاکم **قرطبہ** کا مقابلہ کیا۔ بعد زد و خورد بسیار عیسائی
شکست خوردہ بجانب **قرطبہ** بہاگ آئے متصل اس واقعہ کے حاکم **اشبیلیہ** مع
فوج بغرض امداد قلعہ کے سامنے نمودار ہوا۔ چونکہ عربون کے پاس کافی فوج اور وقت
نہ تہی بعد مشورہ یہ غرناطہ واپس چلے آئے۔ بعد چندے عربون نے دوبارہ قلعہ الحمہ
کا محاصرہ کیا اور ہر چند کہ تدابیر اس کے استرداد مین کین مگر سوا اس کے کہ ہزارون
عرب کام آئے کوئی نتیجہ حسب دلخواہ برآمد نہ ہوا۔

ماہ جمادی الاول ۸۸۷ھ مین سلطان کو اطلاع ہوئی کہ **فردلند** بذات خود
اپنی پوری فوج کے ساتہہ **غرناطہ** کی طرف آرہا ہے مگر یہ کوئی نہین کہہ سکتا تہا کہ اسکا قصد
کیا ہی اور اس بار کس شہر پر کس قلعہ پر حملہ کریگا۔ اس کے بعد ہی خبر پہونچی کہ **فردلند** نے شہر
لوشہ کا محاصرہ کرلیا۔ سلطان بہی فوراً شہر مذکور کی طرف روانہ اور بتاریخ ۲۷ جمادی
الاول عیسائیون کو شکست دیکر اون کے تمام مال و اسباب پر قابض ہوا۔

افسوس ہے کہ باوجود ان متواتر صدمات شدید کے عرب ہوشیار نہ ہوئے اور ایسے نازک وقت پر جبکہ عیسائی چارون طرف سے اس چھوٹی سی اسلامی ریاست کو گھیرے ہوئے رہی سہی قوت کے توڑنے مین ہمہ تن مصروف تھے۔ نفسانیت و خودغرضی کی بدولت خانہ جنگی شروع ہوگئی بغاوت کی وجہ یہہ ہوئی کہ سلطان ابوالحسن کی دو بیبیان تھین ایک تو اس کے چچا سلطان عبداللہ کی لڑکی جس کے بطن سے دو بیٹے ابوعبداللہ محمد اور ابوالحجاج یوسف تھے اور دوسری بی بی ایک عیسائی عورت تھی۔ چونکہ سلطان بہ نسبت شہزادی کے اپنی دوسری بی بی کو زیادہ چاہتا تھا ابوعبداللہ محمد اور یوسف کو خوف ہوا کہ کہین سلطان اس کے بچون مین سے کسی کو اپنا ولیعہد مقرر نہ کر دے امرای عرب نے بھی ان شہزادون کی تائید کی جس وقت سلطان جنگ مین مصروف تھا۔ یہہ دونون بھاگ کر وادی آش آئے اور بعد اعلان بغاوت لبسطہ اور المیریہ اور بعدہ خاص دارالسلطنت غرناطہ پر یہہ باغی شہزادے مسلط ہو گئے اور سلطان کو مجبوراً مالقہ چلا آنا پڑا عیسائیون کو فوج کشی کے واسطے اس سے زیادہ اور کیا موقع ملسکتا تھا۔ عین زمانہ خانہ جنگی ۸۸۸ھ م ۱۴۸۳ء مین اشبیلیہ اور استیجہ اور شریش کے حاکم بہ جمعیت آٹھہ ہزار

فوج حملہ آور ہوئے۔ باوجودیکہ اس جنگ مین عیسائیون کے نامور سپہ سالار اور
فوجی افسر موجود تھے ویئرلبغاوت نے عربون کو نہایت کمزور کردیا تھا۔ جنگ **مالقہ**
مین ایک قلعہ بھی ان سے فتح نہ ہوسکا یہین ہزار عیسائی سپاہی کام آئے اور
شریش اور **اشبیلیہ** کے حاکم مع دو ہزار آدمیون کے گرفتار ہوئے۔
اور جو فوج کہ باقی رہ گئی نہایت پریشان اور تباہ حال اپنے ملک واپس بھاگ
آئی۔ اس فتح نے اہل مالقہ کا ایسا دل بڑہایا کہ ابھی انہون نے دشمن کی یورش
کا انتظار بھی نہ کیا اور آخر ماہ صفر سنہ مذکور مین عیسائیون کی سرحد مین گھس آئے
مگر اس مہم مین عربون نے شکست کھائی اور بعد نقصان عظیم **مالقہ** چلے آئے۔
خانہ جنگی کا آخر کار یہ نتیجہ ہوا کہ سلطنت دو حصون مین تقسیم ہوگئی۔ شہر **غرناطہ**
اور اوس کے مضافات پر سلطان کا بڑا لڑکا **ابو عبداللہ محمد** حکمران ہوا اور **مالقہ**
اور غرب کا حصہ سلطان کے قبضہ مین رہا **ابو عبداللہ محمد** نے اپنے کو آدہی
سلطنت کا خودمختار اور مستقل بادشاہ پاکر تمام ملک کو اپنے دائرہ حکومت مین
لانے کی کوشش کی اور سلطان کی عدم موجودگی مین مالقہ کی طرف روانہ ہوا
اتفاق سے سلطان سے راستہ مین مقابلہ ہوگیا۔ شہزادہ بعد شکست **غرناطہ**
بھاگ آیا مگر اس ناکامی سے بھی یہ متنبہ نہ ہوا اور بغیر کافی انتظام محض اپنے خود غرضی

دنا تجربہ کار مشیرون کے حسب رائی ماہ ربیع الاول ۸۸۵ھ مین دفعتاً یلغار کرتا ہوا
لوشینہ مین داخل ہوا اور فوج کو اس ملک کے تاخت وتاراج اور عیسایئون کے
قتل کا حکم دیا فوج مخالف کے افسر نے بہی ان کو لوٹ مار مین مصروف رکہا اور
حالت بے خبری مین بعجلت تمام عربون کے عقب مین تمام راستون اور درہ ہای
کوہ کو اپنے قبضہ مین کر لیا۔ عربون کا جب کاسہ طمع بہر چکا اور اوس ہی غفلت وغرور
مین یہ بے انتہا مال غنیمت لیئے ان درہ ہای کوہ سے گزر رہے تہے عیسایئون
نے ان کو چارون طرف سے گہیر کر قریب قریب تمام فوج کو قتل کر ڈالا اور **ابوعبداللہ**
محمد کو گرفتہ وبستہ **قسطلہ** بہیجدیا۔ **غرناطہ** مین جب فوج کی تباہی اور سلطان کی
گرفتاری معلوم ہوئی اہل شہر نے سلطان **ابوالحسن** سے یہان آنیکی درخواست
کی۔ چونکہ اس واقعہ کے چند ہی روز قبل بوجہ فالج سلطان بالکل اندہا ہو گیا تہا۔
اس نے اپنے بہائی **ابوعبداللہ الزغل** کو تخت پر بٹہایا اور خود گوشہ نشینی اختیار کی

ماہ ربیع الثانی ۸۹۰ھ مطابق ۱۴۸۵ء مین عیسایئون نے دوبارہ مع
لشکر گران صوبہ **مالقہ** پر یورش کی اور جو قلعے کہ بغیر انتظام کے پڑے تہے اون پر
قبضہ کرتے ہوئے قلعہ **بقوان** کو محصور کر لیا۔ بعد سعی بسیار ایک دیوار قلعہ مذکور کی
گری اور اوس ہی راہ سے ایک ہزار عیسائی اندر گہس آئے مگر عربون نے اس

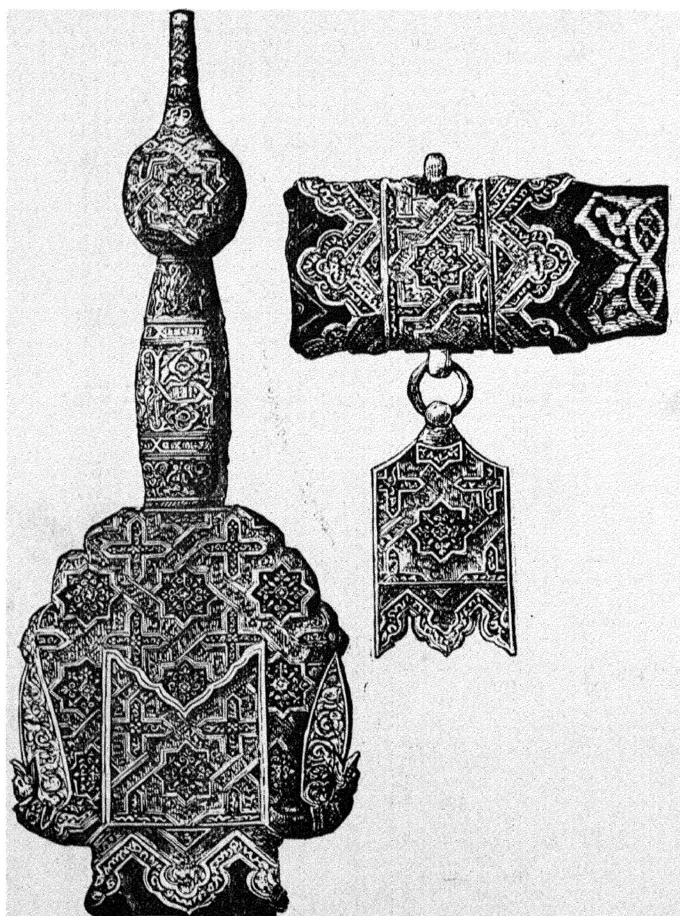
موقع پر اپنے توپخانے سے جس مین ان کو کمال مہارت تہی ایسا کام لیا کہ ان ہزار آدمیون مین سے ایک بہی زندہ نہ بچا۔ با این ہمہ عیسائیون کی فوج محض بوجہ کثرت عربون پر غالب آئی اور قلعہ عیسائیون کے تصرف مین آگیا۔ بعد ازان ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین عیسائیون نے قلعہ رندہ کو فوج سے خالی پاکر قبضہ کرلیا۔

بتاریخ ۱۹ ماہ شعبان ۸۹۰ھ **الزغل غرناطہ** سے سرحدی انتظام کے واسطے روانہ ہوا یہ قلعہ **مثلین**[1] کے انتظام اور انصرام مین مصروف تہا کہ بتاریخ ۲۲ شعبان اس کو عیسائی فوج کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ چونکہ عیسائیون کے اسطرف آنے کا فی الحال خیال وگمان تک نہ تہا یہ نہایت پریشان ہوا۔ عیسائی قلعہ کے سامنے پہونچتے ہی عربون کی فوج پر جو باہر پڑی ہوئی تہی حالت بےخبری مین حملہ آور ہوئے اور عربون کو پسپا کرتے ہوئے سلطان کے خیمے کے قریب تک گہس آئے عربون نے سلطان کو خطرناک حالت مین دیکہہ کر باوجود عیسائیون کے متواتر حملون کے نہایت ہمت و اطمینان قلب سے اپنے پیرون کو جمایا اور نعرہ اللہ اکبر بلند کرتے ہوئے عیسائیون پر جا پڑے۔ آن واحد مین جنگ کا نقشہ بالکل بدل دیا۔ ابہی تو عیسائی

[1] اس کو مکلین بہی کہتے ہین۔ عربون نے بوجہ استحکام و مضبوطی اس کا نام درقہ غرناطہ بہی رکہا تہا۔ یعنی سپر غرناطہ۔ درق لفظ عربی ہے جس کے معنی چرمی سپر کے ہین۔

فوج عرب کو پیچھے ہٹاتے ہوئے لیئے چلے آرہے تھے یا ابھی عرب ان کو سب طرف سے دباتے ہوئے ان کی قیامگاہ کی طرف لے چلے اور چند لحظون مین کامل فتح حاصل کرلی۔ عیسائی بدحواس ہوکر بھاگ اوٹھے اگر سواران عرب انکا تعاقب کرتے تو شاید ایک عیسائی بھی زندہ نہ بچتا۔ مگر فردلند بذات خود بغرض مدد قریب آپہونچا تھا۔ جس کی اطلاع عربون کو عین وقت پر ہوئی اور یہ مجبوراً تعاقب سے باز رہے۔ تاہم اس جنگ مین عیسائیون کا پورا توپخانہ عربون کے ہاتھہ آگیا اور ان توپون کو انہون نے قریب کے قلعون پر چڑہا دیا اور فردلند کے مقابلہ کے واسطے ہر طرح تیار ہوگئے۔ ماہ رمضان تک لڑائی دونون طرف سے ملتوی رہی۔ اس مہینے مین عیسائیون نے قلعہ قمبل کا محاصرہ کیا اور بذریعہ آلات قلعہ شکن حصار کو توڑ کر قلعہ مذکور کو فتح کرلیا اور پھر قلعہ شاکرد الورہ پر یکی بعد دیگری مسلط ہو گئے۔

فردلند ایک لائق وہوشیار شخص تھا۔ اس نے اپنی تجربہ کار نظرون سے دیکھا کہ جنگ کا زمانہ غیر محدود تک قایم رکھنا صرف دشوار ہی نہین بلکہ غیر ممکن ہے اور نیز بقول شخصے "جنگ دو سر دارد" کون کہہ سکتا ہے کہ آخر کار جانبین مین سے کس کو فتح اور کس کو شکست حاصل ہوگی۔ پس بعد غور و تامل بسیار اس نے مکر و فریب سے اپنی فیروزی کی ایسی بنیاد ڈالی کہ اگر یہ تمام عمر میدان جنگ مین گنواتا تو بھی یا بت



اخیر سلطان غرناطہ ابو عبد اللہ کی تلوار کا قبضہ

حاصل نہ ہوتی۔ یعنی محمد ابن ابوالحسن کو جو جنگ **لوشینہ** سے اب تک اس کی قید مین پڑا ہوا تہا رہا کیا۔ اور بہت کچہہ خوشامد وحلفی وعدۂ امداد کے بعد کہا کہ ''تخت **غرناطہ** کا وارث حقیقی تو ہے **زغل** نے تیری عدم موجودگی مین موقع پاکر سلطنت کو غصب کر لیا ہے۔ اب مین تیری مدد کرنیکے لیئے تیار ہون۔ میری دلی خواہش یہ ہے کہ مین تجہکو تخت **غرناطہ** پر بٹہا کر اپنا حق ہمسائگی ادا کرون مین نے اس امر کا اعلان دیا ہے کہ تیری رعایا مین سے جو تیرا ساتہہ دے گا۔ اوس کو اپنا دوست اور تیرے مخالفون کو اپنا دشمن سمجہون گا'' **ابو عبداللہ محمد** اس عیسائی کے مکر سے بالکل بے خبر اس کی طرفداری ومعاونت سے خوش خوش **مالقہ** آیا یہان کے لوگ اس کا ساتہہ دینے پر بلا تامل راضی ہو گئے اور جو معاہدہ کہ **فردلند** سے ہوا تہا اوس پر اپنی خوشنودی ظاہر کی۔ عامۂ خلایق کو یہ کیا خبر تہی کہ **فردلند** اس فریب کے ذریعے سے مسلمانون کو آپس مین لڑا کر تباہ کرنا چاہتا ہے۔ غرض جیسا کہ **فردلند** نے خیال کیا تہا وہی ہوا اور عرب خانہ جنگی مین مصروف ہو گئے۔ یہ بغاوت ۳ ربیع الاول ۸۹۱ھ مطابق ۱۴۸۶ء مین شروع ہوئی اور آخر جمادی الاول تک قایم رہی۔ زمانہ بغاوت مین بعد فتح **لوشہ**۔ **ابو عبداللہ** نے بغرض صلح حسب ذیل شرائط اپنے

چچا الزغل کے سامنے پیش کین۔

(۱) یہہ کہ ابو عبد اللہ محمد۔ لوشہ یا کسی اور بڑے شہر کا حاکم مقرر کر دیا جاوے

(۲) اگر شرط اول منظور کی جاوے تو پہر ابو عبد اللہ محمد بہی بمقابلہ فردلند سلطان کی مدد کے واسطے آمادہ و تیار رہے۔ ہنوز شرائط صلح نامہ کا تصفیہ نہ ہوا تہا کہ بتاریخ ۲۶ جمادی الاول ۸۹۱ھ غرناطہ مین یہ خبر شائع ہوئی کہ فردلند باجازت ابو عبد اللہ محمد۔ لوشہ پر قابض ہو گیا ہے اس خبر کے سنتے ہی سب کو یہی خیال گزرا کہ اس صلح سے ابو عبد اللہ محمد کو دہوکا دینا اور عیسائیون کا فائدہ منظور تہا جو کچہہ شکوک اس سازش کی نسبت باقی رہ گئے تہے وہ اہل لوشہ کی جن کی بدولت اس کو یہ کامیابی حاصل ہوئی تہی غرناطہ مین پناہ گیر ہونے و نیز البیزین کے عیسائیون کے بتائید ابو عبد اللہ محمد فساد برپا کرنے سے بالکل رفع دفع ہو گئے۔

فردلند اور ابو عبد اللہ محمد نے چند روز فوج و سامان کے انتظام مین صرف کیئے بعد ازان بماہ جمادی الثانی ۸۹۱ھ قلعہ البیرہ اور مشلین اور منتفرید کو فتح کرتے ہوئے ان دونون نے صحرہ کا محاصرہ کر لیا۔ مقام مذکور پر انہون نے بدقت تمام قبضہ کیا ہی تہا کہ فردلند کو بادشاہ فرانس کی فوج کشی کی اطلاع پہونچی۔ اس نے فوج بقدر ضرورت ان قلعجات مفتوحہ مین متعین کی اور خود فوراً

قسطلہ واپس چلا گیا فردلنڈ خوب جانتا تہا کہ اگر عربون کو ذرا سا بہی موقع فوج کی درستی اور انتظام کا ملا تو یہ ضرور اس تمام ملک پر جس کو اس نے اس محنت وجانفشانی سے فتح کیا ہے قابض ہو جاینگے۔ علاوہ برین جنگ فرانس و قسطلہ کے زمانہ مین جنگ غرناطہ کا قایم رکہنا غیر ممکن تہا اس نے مثل سابق ابوعبداللہ محمد کو بعد ترغیب و تحریص تا تصفیہ جنگ فرانس بغاوت کے جاری رکہنے پر آمادہ کیا اور اگر فوج سے نہین تو آلات حرب و روپیہ سے اس کی برابر مدد کرتا رہا ابوعبداللہ محمد۔ مالقہ آیا اور یہان کے امرا اور رعایا کو دوبارہ ہموار کرنا چاہا۔ اہل لوشہ کی تباہی کے واقعات ہنوز پیش نظر تہے کوئی اس کے مکروفریب مین نہ آیا۔ ناچار البیزین کے عیسائیون کو اپنی مدد پر آمادہ دیکہکر یہ خفیہ طور پر البیزین چلا آیا۔ الزغل کو جب ابوعبداللہ کے دارالسلطنت کے اس قدر قریب آجانے کی خبر پہونچی تو اس نے رعایا کو آگاہ کیا کہ یہ پہر تم کو دہوکا دیکر عیسائیون کو فائدہ پہونچانا چاہتا ہے اور علمائی وقت نے یہ فتوی دیا کہ چونکہ ابوعبداللہ محمد نے خلاف احکام خدا و رسول کے عیسائیون کی تائید مین اپنے مالک مجازی کے ساتہہ بغاوت کی ہے لہذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس جہاد مین اپنے سلطان کی مدد کرے۔ بعدہ سلطان نے بتاریخ ۲۷ محرم ۸۹۲ھ مطابق ۱۴۸۷ء البیزین پر حملہ کیا مگر اس

جنگ مین اس نے اس قدر تساہل و بے پروائی کی کہ اس کو آخر کار بے نیل مرام غرناطہ واپس آنا پڑا۔

سلطان نے غرناطہ مین تمام ممالک محروسہ کے صوبہ دارون اور جاگیر دارون کو طلب کیا اور ان سے حلفی وعدہ لیا کہ یہ سب یکدل ہو کر اس جہاد مین پوری سعی کرین گے ابو عبد اللہ اس شورے کی خبر سن کر بہت ڈرا یہ جانتا تھا کہ اگر اس کا کوئی فوری بندوبست نہ ہوا تو یہ سب امرا سلطان کا ساتھہ ضرور دین گے اور پھر کامیابی غیر ممکن ہو گی۔ اس نے فوراً ان واقعات کی اطلاع فرڈلنڈ کو کی اور اپنے وزیر کو اہل مالقہ اور حصن المنشاۃ کے افہام و تفہیم کی غرض سے بھیجا اور ان کو فرڈلنڈ کے غضب سے ڈرایا۔ اس تخویف نے اپنا پورا اثر کیا۔ ان مقامات کے باشندون نے اس کی اطاعت منظور کر لی مگر اور شہر حسب دستور ثابت قدم رہے۔ اوس کی درخواستون کو نامنظور کر دیا اور یہ جواب دیا کہ ہم سلطان کو ایک بار جواب دے چکے ہین اوسی کے علم کے سائے مین لڑ کر جان دینا ہم کو منظور ہے ابو عبد اللہ نے فرڈلنڈ کو مکرر مدد کے لیے لکھا۔ ماہ ربیع الثانی ۸۹۲ھ مین فرڈلنڈ بذات خود مالقہ آیا اور بحری اور برّی اپنی دونون قوتون سے اس شہر کا محاصرہ کر لیا۔ سلطان الزغل بھی مالقہ کی مدد کے لیے پہونچا لیکن جنگ کے قبل

اس کو یہ وحشت ناک خبر پہونچی کہ ۵ رجمادی الاول کو انقلاب عظیم **غرناطہ** مین واقع
ہوا اور **محمد ابو عبد اللہ** نے موقع پاکر دار السلطنت پر قبضہ کرلیا **الزغل** نے مجبوراً
مالقہ کو اوس ہی حالت مین چھوڑا اور خود اوس ہی وقت **غرناطہ** کی جانب روانہ
ہوا۔ اثنائی راہ مین جب اس نے سنا کہ شہر دشمن کے تحت تصرف مین آچکا ہے
یہہ وادی **آش** مین ٹہیر گیا اہل مالقہ نے چند ماہ عیسائیون کی سخت اور متواتر
یورشون کو روکا آخرکار جب اپنے مین قوت مقاومت نہ پائی تو ماہ شعبان ۸۹۲ھ
مین شہر اور قلعہ کو **فردلند** کے حوالہ کردیا باوجودیکہ **مالقہ** کے اطراف و جوانب مین
جتنے قلعجات اور شہر واقع تہے سب بلاکشت وخون عیسائیون کے قبضہ مین آچکے
تہے تاہم ہزارون مسلمان **فردلند** کی فوج کے ہاتہون قتل ہوئے اور ہزارون
نے طوق غلامی پہنا

ابو عبد اللہ محمد کا اس وقت تک یہی خیال خام تہا کہ **فردلند** حق ہمسائگی
ادا کر رہا ہے اور بعد فتح کامل یہہ ضرور ریاست **غرناطہ** میرے سپرد کردیگا۔
مگر ۸۹۳ھ مطابق ۱۴۸۸ء مین جب یہ ناعاقبت اندیش امیر ہزارون مسلمانون کے
قتل کا بار عظیم اپنی گردن پہ لیئے اپنے خواب غفلت سے بیدار ہوا تو اس نے
دیکہا کہ **فردلند** نے خلاف معاہدہ اون مقامات پر بہی قبضہ کرلیا ہے جہانکی

رعایا ہی نے محض بامید جان بخشی **ابوعبداللہ محمد** کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا تہا
ایک سال تک جانبین سے جنگ ملتوی رہی۔ آغاز ۸۹۴ھ مین **فردلنڈ** اپنی
پوری قوت سے **بسطہ**[1] کی طرف متوجہ ہوا مگر قبل از محاصرہ **ابوعبداللہ محمد** نے
البشرات وغیرہ مقامات کی فوجون کو فراہم کیا۔ خود قلعہ **بسطہ** مین چلا آیا۔
باوجودیکہ روزانہ کی لڑائیون اور فقر و فاقہ نے عربون کو نہایت کمزور کر دیا تہا
مگر یہ محض اس امید موہوم پر لڑتے رہے کہ شاید موسم سرما مین عیسائی محاصرہ سے
دست کش ہو جائین۔ مگر جب موسم سرما نمودار ہوا تو انہون نے دیکہا کہ خلاف امید
عیسائی اس موسم کے انتظام مین مشغول اور جدید مکانات وغیرہ تیار کر رہے ہین
ان کی نو دمیدہ امیدون پر پانی پہر گیا اور **ابوعبداللہ محمد** نے چار و ناچار صلح
کی کوشش کی۔ **فردلنڈ** کو یقین کامل تہا کہ جو کام توپون سے نہین نکلا ہے وہ
فاقہ کشی سے نکل آئے گا۔ مگر اصل واقعہ دریافت کرنے کی غرض سے اس نے
پیام صلح کو اوس وقت نامنظور نہ کیا اور یہ کہکر کہ ہمارے سفیر تمہارے سلطان سے
خود شرائط صلح کا تصفیہ کر لین گے چند افسرون کو ان کے ساتہ باین حکم بہیجا کہ وہ
جس طرح ممکن ہو یہ معلوم کر لین کہ عرب کتنے روز تک اس محاصرے کی برداشت

[1] جنگ بسطہ مین عربون نے قلعہ شکن توپون سے کام لیا تہا۔ المقری۔

کی قوت رکہتے ہین۔شہر مین جب ان افسرون کے آنے کی خبر پہونچی تو سلطان
نے محض بغرض فریب دہی حکم دیا کہ جو سامان باقی رہ گیا ہے اوس کو
جا بجا راستے پر اس طرح رکہین کہ جس سے عیسائیون کو یہ معلوم ہو کہ ہمارے پاس
ضرورت سے زیادہ سامان موجود ہے۔چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور عیسائی عربون کے
اس حسن انتظام سے ایسے متاثر اور اس شرط پر راضی ہوئے کہ اگر قلعہ ان کے
سپرد کر دیا جائے تو سب مسلمانون کو زندہ اور سلامت مع مال و اسباب کے قلعہ
خالی کر دینے کی اجازت دی جائے گی۔عربون نے عیسائیون کو اس قدر نرم
و صلح کل پاکر قلعے کی خالی کر دینے سے صاف انکار کیا اور کہا کہ اگر عیسائی ممالک
محروسہ سے باہر چلے جائین تو ہم صلح کرین گے ورنہ جنگ کے واسطے ہم ہر وقت
تیار ہین۔اسی قسم کے مباحثے مین ایک زمانہ گزر گیا اور عربون پر اور بہی زیادہ
تکلیف گزرنے لگی مجبوراً یہ رائے قرار پائی کہ قبل اس کے کہ عیسائی ہماری حالت سے
واقف ہون اون کے پہلے شرائط کو منظور کر لینا چاہیئے تا کہ کم از کم ہماری جان
او رمال تو بچ جائے۔چنانچہ شرائط مذکورۂ بالا پر فریقین مین صلح ہوئی اور بتاریخ
۱۰ محرم ۸۹۵ھ مطابق ۱۴۸۹ء بروز جمعہ عیسائی شہر لسبطہ مین داخل ہوئے۔
اور اپنے معاہدے کے بالکل خلاف مسلمانون کو جبراً شہر سے خارج کیا اور

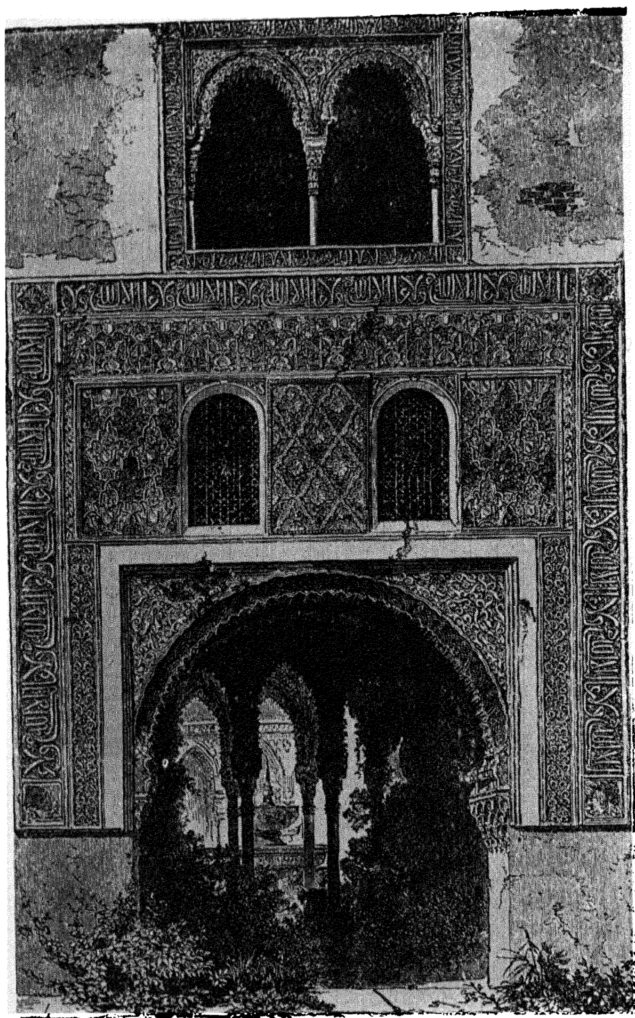
ان سے کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔

اب عربون کی حالت روز بروز ابتر ہوتی جاتی ہتی اور ملک بتدریج ان کے ہاتھہ سے نکلتا جاتا تہا مگر افسوس ہے کہ یہ اپنے سنبھلنے کی کوشش نہ کرتے تہے۔ کشتی سلطنت پر کوئی ایسا ناخدا مثل عبد الرحمن ثالث حکمران نہ تہا جو اپنی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو گرداب تباہی سے بچائے اور مخالف اجزا ریاست مین قوت اتصالی پیدا کرے۔ آتش بغض و نفاق نے روغن خود غرضی چہڑک چہڑک کے خانہ جنگی کے شعلون کو ایسا بہڑکایا کہ آخر کار سب جل کر خاکستر ہو گئے اور عربون کا نام و نشان تک اندلس مین باقی نہ رہا۔ الزغل وادی آش مین بادشاہت کا دم بہر رہا تہا اور ابو عبد اللہ محمد۔ غرناطہ کی چار دیواری کے اندر اپنے زعم باطل مین تمام اندلس کا اپنے کو بادشاہ سمجہتا تہا۔ عیسائی ان کے گہر کے دروازہ کے قریب مسلمانون کی بربادی کا تماشا دیکہہ رہے تہے فردلند حسب اقتضائے وقت کبہی الزغل کا ساتہہ دیتا اور کبہی ابو عبد اللہ محمد کو مسلمانون کے قتل اور غارتگری پر آمادہ کرتا تہا۔ جب تمام صوبہ لبسطہ نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا تو اب فردلند۔ المیریہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ابو عبد اللہ محمد کو اپنے سے باغی سمجہکر الزغل سے صلح کا پیام سلام شروع کیا اور کہا کہ اگر تو صوبہ المیریہ پر

میرا قبضہ کرا دے تو مین تجھکو اپنی جانب سے یہان کا حاکم مقرر کر دون گا
الزغل کو حکومت کی ہوس نے ایسا اندھا کیا تھا کہ اس نے بمقابلہ اپنے
چچا زاد بھائی کے عیسائیون کی ماتحتی پسند کی اور بلا تامل اس شرط کو منظور کر لیا
ماہ صفر ۸۹۵ھ مین **الزغل** بذات خود **فردلند** کو اپنے ساتھہ **المیریہ** لایا اور
تمام صوبہ اس کے سپرد کر دیا۔ عیسائیون کو اس نعمت غیر مترقبہ کی کب امید
تھی اور یہ کب سمجھتے تھے کہ یہ مشہور مقام بلا کشت و خون ان کے ہاتھہ آجائیگا
فردلند نے بظاہر **الزغل** کی نہایت دل جوئی کی اور اس کو اپنی طرف سے اس
صوبہ کا حاکم مقرر کیا لیکن اس چالاک عیسائی قابو پرست نے یہان کے مشہور
شہرون اور قلعون مین اپنی فوج متعین کر دی۔ یہان سے سلطان **الزغل**
فردلند کو وادی **آش** لایا جسپر عیسائیون نے فوراً قبضہ کر لیا۔ سلطان ان کے
دھوکے سے بے خبر یہی سمجھتا رہا کہ چونکہ اس وقت **ابو عبد اللہ محمد** سے جنگ
کا سامنا ہے اس لیئے تا تصفیہ جنگ ان مقامات کا عیسائیون کے قبضہ مین
رہنا بہتر ہوگا۔ **المیریہ** اور وادی **آش** کا بغیر جنگ عربون کے ہاتھہ سے نکل جانا
کیا تھا کہ گویا چشم زدن مین عیسائی تمام ملک پر مسلط ہو گئے۔ اب صرف شہر **غرناطہ**
اور اس کے مضافات باقی رہ گئے **فردلند** نے **غرناطہ** کو چارون طرف سے

گھیر لیا اور بعد فتح **برج ملیح** اس مقام کو اپنی فوج کا مستقر قرار دیا۔ چونکہ ہنوز پایہ تخت مسلمانون کے قبضہ مین تھا **فردلند** نے **الزغل** سے بگاڑ کرنا پسند نہین کیا اور اس کو یہی امید دلاتا رہا کہ **غرناطہ** کے فتح ہوتے ہی مین تجھکو اس تمام ملک کا بادشاہ بنا دونگا۔

الغرض جب تمام سامان جنگ مہیا ہو گیا تو **فردلند** نے سلطان **محمد** کو کہلا بھیجا کہ "جس طرح **الزغل** نے بلا کشت وخون اپنی رضامندی سے **المیریہ** اور **وادی آش** کو ہمارے سپرد کر دیا ہے اسی طرح تو بھی قلعہ **الحمرا** ہم کو دیدے۔ اس کے صلے مین جس قدر دولت تو چاہے گا اور **اندلس** مین جس صوبہ کی حکومت تجھکو منظور ہوگی وہ مین تیرے سپرد کر دونگا۔" سلطان **محمد** نے تمام امرائ شہر کو جمع کیا اور بعد مشورہ یہ رائ قرار پائی کہ **فردلند** کو اوس کے سابق کے وعدے یاد دلائے جائین اور اون کے ایفا کا متقاضی ہونا چاہیے اگر وہ راضی ہو جائے اور حسب وعدہ جو ملک اوس کے قبضے مین آیا ہے وہ تمام وکمال ہمارے حوالے کر دے تو صلح منظور ہے ورنہ ہر شخص کو اپنے وطن پر جان ومال تصدق کرنا فوز عظیم تصور کرنا چاہیے۔ سلطان نے **فردلند** کو جواب دیا کہ "مجھے تو ہر طرح سے تیرے ساتھ مل کر رہنا منظور ہے مگر مجبور ہون کہ میری رعایا تیرے شرائط کو کسی طرح قبول نہین کرتی اگر تو حسب معاہدہ سابق تمام ملک کو میرے قبضے مین دیکر **قسطلہ** واپس



الحمراء کا ایک منظر

چلا جائے تو پہر تو جو شرائط صلح پیش کریگا اون کی منظوری اور تکمیل مین ہماری طرفسے کسی قسم کی فروگزاشت نہ ہوگی'' ادہر جب **غرناطہ** مین عامہ خلائق کو عیسائیونکی درخواست کا علم ہوا تو ایک دفعہ تمام مسلمان اپنے خواب غفلت سے چونکے۔ اور اب جبکہ کسی قسم کی امید باقی نہ رہی تہی ان کو معلوم ہوا کہ عیسائی محض اپنا دلی مقصود حاصل کرنیکے واسطے ہم کو فریب دیتے اور ہم اس خیال سے کہ یہ **ابو عبد اللہ محمد** یا **الزغل** مین سے کسی ایک کو اس ملک کا بادشاہ بنا دین گے برابر دہوکا کہاتے رہے۔ اب سوائے اس کے اور کوئی تدبیر ذہن مین نہین آتی کہ عیسائیونکے کسی ایسے شہر یا قلعے پر حملہ کرنا چاہیئے جس کے بچانیکے واسطے ان کو **غرناطہ** کے سامنے لا بد ہٹ آنا پڑے۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کافی ہوتا ہے **ابو عبد اللہ محمد** نے بعد یورش عیسائیون کے بعض معمولی قلعون پر قبضہ کر لیا لیکن خلاف امید عیسائیون نے اس حملے کی پروا نہ کی اور اپنے قلعون کو بچانے کی عوض **غرناطہ** پر حملہ آور ہوئے **غرناطہ** کی عین دیوارون کے سامنے کئی بار سخت لڑائی ہوئی یاریے ہر مرتبہ عرب فیروزمند رہے **فردلند** نے جب دیکہا کہ **غرناطہ** کا تسخیر کرنا آسان نہین اور بغیر فوج کثیر اور توپہائے قلعہ شکن اس شہر پر حملہ کرنا فوج کو محض برباد کرنا ہے یہہ بغرض انتظام فوج و سامان اپنے ملک واپس چلا آیا۔ عیسائیون کے واپس جاتے ہی سلطان

ابو عبد اللہ نے جو کچھہ فوج اوس وقت موجود تھی لیکر البشراۃ[1] پر حملہ کیا اور یہان بغرض انتظام جو کچھہ فوج عیسائی چھوڑ گئے تھے اس کو قتل و غارت کر کے اس پر فضا پہاڑی صوبے کو پھر ایکبار اسلام کے دایرہ حکومت مین لایا اور اسلامی علم جس پر قرآن کی آیتین لکھی تھین پہاڑون کی چوٹیون پر ہوا مین لہراتا نظر آیا۔

افسوس ہے کہ اس چھوٹی سی کامیابی نے عربون کو ایسا بے فکر کیا کہ یا تو یہ ابھی چونکے تھے یا ابھی پھر بد اقبالی کے خواب غفلت نے ان کی آنکھین بند کر دین۔ خود غرضی اور حسد کا جس کی بدولت ان کو یہ روز بدنصیب ہوا تھا بازار پھر گرم ہوا۔ ماہ شعبان ۸۹۵ھ مطابق ۱۴۹۰ء مین الزغل سے اپنے بھتیجے کی ثروت و حکومت نہ دیکھی گئی اور یہ مع اپنے ہمراہیون کے البشراۃ مین ہنگامہ برپا کرنے لگا اور قلعہ اندرش پر قبضہ کر لیا۔ سلطان ابو عبد اللہ محمد قلعہ ہمدان پر قابض ہو گیا۔ مسلمان خانہ جنگی مین ہمہ تن مصروف تھے کہ ان کو فردلند کے غرناطہ کے قریب پہونچنے کی خبر ہوئی اس وحشت ناک خبر کے سنتے ہی ابو عبد اللہ محمد بہ تعجیل تمام پایہ تخت واپس آیا فردلند نے اون قلعون اور شہرون کو جو بار دیگر مسلمانون کے قبضے مین آ گئے تھے پھر فتح کیا اور اون قلعونکو

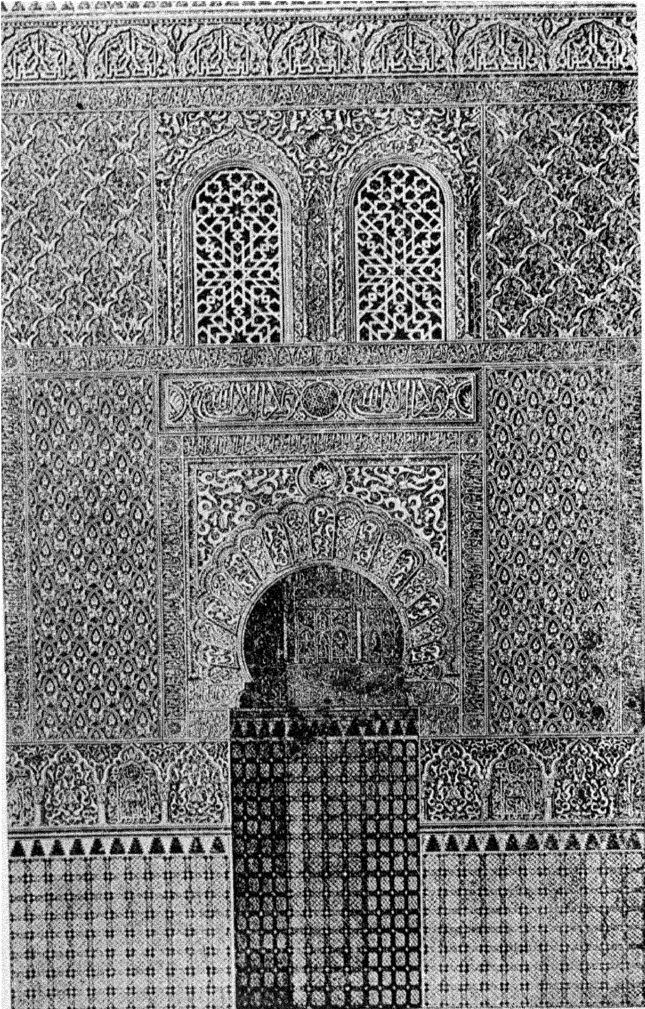
[1] یہہ نام ایک پہاڑ کا بھی ہے جس کو انگریزی مین البکراس کہتے ہین۔

جن کا انتظام بوجہ بعد مسافت مشکل تہا منہدم کرڈالا اور مسلمانون کو علاوہ قلعون
اور شہرون کے قصبون اور دیہاتون سے بہی جبراً بعد ضبطی اموال نکال دیا اور نیز
الزغل پر بہی یہ ظاہر کیا کہ اب اس کی خوشامد اور دوستی کی ضرورت باقی نہین
رہی اور نہ اب اس کا اندلس مین رہنا گوارا ہے الزغل مین اتنی قوت کہان
ہتی کہ وہ اس عیسائی کو وعدہ خلافی کی سزا دیتا یا اوس کے حکم کی تعمیل نہ کرتا۔
جلا وطنی کے رنج والم سے پریشان غرناطہ جانا پسند نہ کیا اور سیدہا افریقہ چلا
آیا۔ اور بمقام تلمسان عزلت نشینی مین باقی حصہ اپنی عمر کا صرف کر دیا۔ فردلند نے
اپنے مفتوحہ مقامات کے انتظام و استحکام مین اپنا تمام وقت صرف کیا اور
پہر چونکہ فرانس کے ساتہہ جنگ کا اندیشہ تہا قسطلہ واپس چلا آیا۔

فردلند کے جاتے ہی سلطان ابوعبداللہ محمد نے برشینہ[1] کو بعد محاصرہ
فتح کر لیا۔ اس کامل فتح نے مسلمانون کی ہمت کو بڑہایا اور قرب وجوار کے قلعون
اور شہرون کے مسلمانون نے اپنے عیسائی حاکمون سے باغی ہوکر شور وفساد
شروع کیا مگر قبل اس کے کہ ان کو کسی قسم کی بہبودی حاصل ہوتی وادی آش
کے عیسائی گورنر نے فوراً مقام واقعہ پر پہونچکر نہایت سختی کے ساتہہ اس بغاوت

[1] انگریزی مین برشینا لکہتے ہین۔

کو فرو کیا۔ بتاریخ ۲ جمادی الثانی ۸۹۶ھ مطابق ۱۴۹۱ء فردلند مع اپنی کامل قوت اور قلعہ شکن توپخانے کے غرناطہ کے مضافات مین داخل اور سرسبز و شاداب شہرون اور دیہاتون کو تاراج کرتا ہوا غرناطہ کے سامنے نمودار ہوا۔ شہر کے قریب اس نے ایک دوسرے مختصر شہر کی بنیاد ڈالی۔ یہان سے یہ سات مہینے کامل غرناطہ پر حملے کرتا رہا لیکن اس کی تمام محنت و مشقت رایگان ہوئی اور ہزارہا عیسائی کام آئے۔ چونکہ غرناطہ کی پشت پر جبل البشراۃ واقع تہا۔ فردلند شہر کا پورا محاصرہ نہ کر سکا جبل شلیر سے تمام ضروری سامان شہر مین برابر آرہا تہا یہی وجہ تہی کہ اہل شہر کو اطمینان حاصل تہا مگر جب موسم سرما کا سخت زمانہ آیا اور بوجہ برف باری پہاڑی راستے بالکل بند ہوگئے اور غلے کی پیداوارین بہی کمی ہوئی تو اہل غرناطہ کو بہی بہت فکر و تردد ہوا اور چونکہ شہر او قلعہ کی آبادی کچہہ کم نہ تہی چند ہی روز مین اس قدر سختی گذرنے لگی کہ ماہ صفر ۸۹۷ھ مین باوجود برف باری ہزارون البشراۃ کی طرف بہاگ نکلے اور جو باقی رہ گئے تہے انہون نے سلطان سے درخواست کی کہ جب تک ہمارے رگ و پے مین جان باقی ہے ہم دشمن کے مقابلے اور اپنے ملک پر اپنی جانین نثار کرنیکے لیئے تیار ہین۔ بہوکون مرنے کی عوض ہم میدان جنگ مین تیر تفنگ کہانا پسند کرتے ہین گو عیسائیون کی تعداد اسی ہزار سے



مسجد الحمراء کی محراب

زیادہ ہے اور ہم بیس ہزار سے بہی کم ہین لیکن اس کا بفضلہ ہماری ہمتون پر کوئی اثر نہین پڑتا کیا ہم جنگ وادی لکہ جہان امیر طارق نے بیس ہزار عربونکے ساتہہ ایک لاکہہ عیسائیون کو شکست دی تہی کبہی بہول سکتے ہین - صرف تائید الٰہی ہمارے شامل حال رہنا چاہیئے اگر خدای تعالی کو یہی منظور ہے کہ ہمارے دشمن ہم پر فتح پائین تو مشیت ایزدی مین کسی کو دخل نہین ہم ہر طرح راضی برضا ہین

سلطان ابو عبد اللہ محمد نے دیکہا کہ اہل شہر کا اضطراب دن بدن بڑہتا جاتا ہے اور اگر فوراً صلح یا جنگ کا تصفیہ نہ ہوا تو ممکن ہے کہ یہ لوگ باغی ہو کر کوئی ایسی حرکت کر بیٹہین کہ جس سے ہمکو کوئی نقصان عظیم پہونچ جائے - اس لئے اب وزرا اور امرای سلطنت سے مشورہ کیا سبکی یہی رائے ہوئی کہ لڑنے کی قوت ہم مین باقی نہین اگر جنگ مین خدانخواستہ ہم ناکام ہوئے تو پہر یہ عیسائی ایک مسلمان کو بہی زندہ نہ چہوڑین گے پہر یہ ہو گا کہ ایسے شرائط پر صلح کی جائے جس سے عامۂ خلائق کے جان و مال کو نقصان نہ پہونچے - سلطان نے بہی اس رای سے اتفاق کیا چونکہ فوج اور رعایا جنگ پر پوری طرح آمادہ تہی اس لئے اپنے وزیر ابوالقاسم عبد الملک کے ذریعہ سے خفیہ طور پر فردلند کو صلح کا پیغام بہیجا - عیسائی قلعہ کی اندرونی حالت سے بالکل ناواقف تہے اور اوس وقت تک ان کی یورشونسے

قلعہ کو کسی قسم کا صدمہ نہین پہونچا تہا پس اس نے اس پیام کو غنیمت جانا اور درخواست کو منظور کرلیا اس راز کو رعایا سے پوشیدہ رکہنے کی غرض سے ابوالقاسم راتون کو عیسائیون سے کبہی قلعہ کے باہر اور اگر موقع ہوا تو کبہی قلعہ کی اندر صلحنامہ کے شرائط کی تصفیہ کیواسطے ملا کرتا تہا غرض بعد ردوقدح بسیار آخر ۸۹۶ھ ۱۴۹۱ء مین صلحنامہ پر سلطان ابو عبداللہ محمد و رفردلند بادشاہ قسطلہ دونون نے دستخط کیئے۔ صلحنامہ کے بعض اہم شرائط ذیل مین درج ہین

(۱) مسلمان غریب اور امیر کے جان اور مال کو کسی قسم کا نقصان نہ پہونچنے پائیگا اور جہان یہ رہنا چاہین شہر کے اندر یا باہر رہنے کی اجازت دی جائیگی۔

(۲) مسلمانون کے مذہبی امور مین عیسائی دخل ندین گے اور مذہبی قواعد کی ادائی مین کسی قسم کی مزاحمت نہ کرین گے۔

(۳) کوئی عیسائی مسجد مین نہ گہسنے پائے گا۔

(۴) مساجد اور اوقاف بدستور قایم رہین گے۔ ان امور مین عیسائی دست اندازی نہ کرین گے بلکہ ان کے قائم رکہنے مین مسلمانون کی مدد کرین گے۔

(۵) مسلمانون کے معاملات مین شرع اور ان ہی کے قانون کی پابندی کیجائیگی اور مسلمان قاضی ان کے حقوق اور مقدمات کے تصفیہ کیلیئے مقرر کیئے جائینگے

(۶) اس جنگ مین جن مسلمانون کو عیسائیون نے گرفتار کیا ہے وہ فوراً رہا کردیئے

جائین گے۔ اور جو مسلمان عیسائیون کی قید سے شہر مین بھاگ آئے ہین وہ گرفتار نہ کیئے جائین گے۔

(۷) اگر کوئی مسلمان اندلس سے افریقیہ جانا چاہے تو اوس کو اجازت دی جائے گی اور سرکاری جہاز مین وہ افریقیہ پہونچا دیا جائے گا۔

(۸) جو عیسائی کہ مسلمان ہو گئے ہین وہ اسلام کے ترک کرنے پر مجبور نہ کیئے جائین گے۔ اگر کوئی مسلمان عیسائی ہونا چاہے تو اس اطمینان کے بعد کہ وہ برضا و رغبت خود اپنا مذہب بدلنا چاہتا ہے اوس کو اجازت دی جائے گی جس کے تصفیہ کا حق صرف مسلمانون کو حاصل ہوگا گو عیسائی حاکم بھی بروقت تصفیہ موجود رہ سکتے ہین

(۹) اس جنگ مین جو مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آیا ہے وہ بدستور انہی کے قبضے مین رہے گا۔

(۱۰) مسلمانون کے گھرون پر عیسائی سپاہ متعین نہ کی جائے گی۔

(۱۱) موجودہ ٹیکس کے علاوہ کوئی جدید بار مسلمانون پر نہ ڈالا جائے گا۔

(۱۲) تین سال تک مسلمانون سے کسی قسم کا ٹیکس نہ لیا جائے گا۔ تمام محصول جو اس وقت وہ ادا کر رہے ہین وہ اس زمانہ تک معاف کر دیا جائے گا۔

(۱۳) سلطان ابو عبداللہ محمد کے سپرد البشراۃ کی حکومت کر دی جائیگی۔

(۱۴) آج سے ساٹھہ روز کے اندر اس معاہدہ کے شرائط کی تکمیل پورے طور پر کردی جائے گی۔

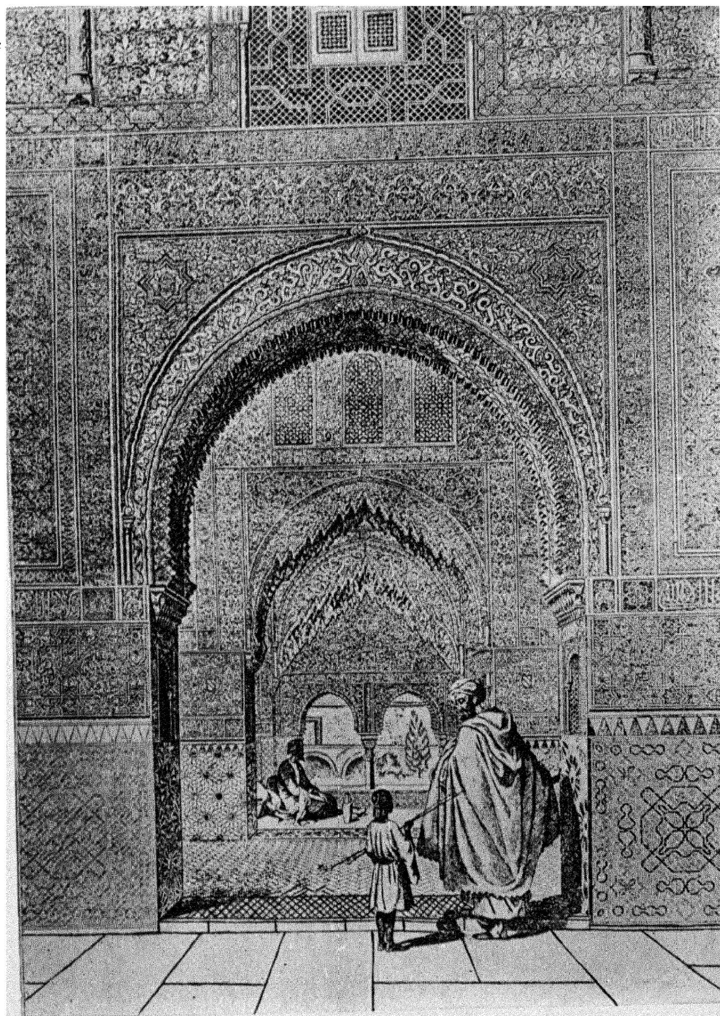
(۱۵) معاہدہ کا اثر قائم رکہنے اور عیسائیون کو اس کی پابندی پر مجبور کرنے کی غرض سے **روما** کے پوپ کی دستخط اس معاہدہ پر لیجائیگی اور وہ اسکی تعمیل کا ذمہ دار ہوگا

(۱۶) ساٹھہ روز کے اندر شہر **غرناطہ** اور قلعہ **الحمرا** اور توپخانہ اور دیگر تمام سامان جنگ جو اس وقت قلعہ مین موجود ہے عیسائیون کا قبضہ کرا دیا جائے گا۔

صلحنامہ کی کارروائی کو پوشیدہ رکھنا کوئی آسان امر نہ تھا۔ آخر کار عامہ خلائق کو اس کا علم ہو ہی گیا اور چونکہ پہلے ہی سے مسلمان سلطان کو **فرڈلنڈ** کا دوست سمجھتے تھے اور یہ خیال تھا کہ اس مین قوم کی محبت اور حمیت باقی نہین رہی ہے اس وحشت ناک خبر کو سن کر کہ عنقریب سلطان دارالسلطنت **غرناطہ** کو بلا کشت وخون عیسائیون کے حوالہ کر دینے والا ہے۔عام بددلی پہیل گئی اور علانیہ آوازے بلند ہوئے کہ سلطان نے مفت ملک کو کہو دیا **سلطان** نہایت پریشان ہوا اور اس خیال سے کہ کہین بغاوت بنے بنائے کام کو بگاڑ نہ دے۔ ساٹھہ روز کے قبل ہی بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۸۹۷ھ مطابق ۱۴۹۲ء مین اس مشہور شہر کو عیسائیون کے سپرد کر دیا۔ اس طرف عیسائی بوجہ خوشی پہولے نہ سماتے تہے **فرڈلنڈ** اندلس

کے مذہبی پیشوا مندوزہ کو حکم دیا کہ وہ مع فوج پہلے شہر مین داخل ہو اور قلعہ الحمرا کے سب سے بلند برج پر جہان ابھی اسلام کا نشان دھیمی ہوا مین لہرا رہا تھا صلیب کو نصب کر دے۔ اس نیک شگون کو دیکھتے ہی مین خود مع ملکہ ازبلا کے شہر مین داخل ہونگا۔ جب سلطان ابو عبداللہ محمد نے مندوزہ کو قلعہ مین آتے دیکھا مع پچاس امرا کے گھوڑے پر سوار قلعہ کے باہر نکل آیا۔ اوس وقت کا سما دیکھنے کے قابل تھا۔ شہر پر اوداسی چھائی ہوئی تھی۔ مسلمانون کے دم مین دم نہ تھا۔ ان کے دلون پر جو صدمہ گزر رہا تھا اوس کا احاطہ تحریر مین لانا غیر ممکن ہے انکی حالت مردون سے بدتر تھی ہر شخص یہی کہکر کہ مشیت ایزدی مین کسی کو دخل نہین جو خدای تعالیٰ کو منظور تھا وہی ظہور مین آیا اور ہمکو صبر و شکر اختیار کرنا چاہیئے اپنے دل کو تقویت دیتا تھا اس طرف رنج و الم سے مسلمانون کا یہ حال اور اودھر عیسائیونکی جانب سے نعرہای خوشی اور نقارہای شادمانی کی آواز بلند تھی فرڈلنڈ اور ملکہ اپنے لباس شاہانہ اور زرہ فولادی پہنے ان کے چپ و راست تمام اعیان ریاست اور افسران فوج اپنے لشکر کے ساتھہ استادہ تھے۔ اوس وقت نظرین سبکی الحمرا کے برج کی طرف تھین اور صلیب کے ظہور کا انتظار تھا سلطان ابو عبداللہ محمد نے قصر کے دروازہ کو جس مین سے یہہ باہر نکلا تھا اس غرض سے اپنے سامنے

چنوا دیا کہ اس کے بعد کوئی دوسرا اس کے ذریعہ سے قصر مین داخل ہوسکے
یہ دروازہ اس وقت تک ایسی ہی حالت مین کہڑا ہے اور اہل دنیا کے لیے
ایک عبرتگاہ ہے۔ سلطان سیدہا **فردلند** کی طرف آیا **فردلند** نے فوراً گہوڑے
سے اوترکر اس کو گلے لگایا۔ سلطان نے قلعہ کی کنجیان دیکر کہا کہ خدا ہی تعالیٰ
نے تجہکو فتح عطا فرمائی ہے تجہکو چاہیے کہ اپنی مفتوحہ قوم کے ساتہہ رحم دلی اور شفقت
سے پیش آئے" **فردلند** چاہتا تہا کہ تشفی آمیز الفاظ زبان سے کہے سلطان
بغیر توقف آگے بڑہ گیا اور ملکہ **ازابلا** سے ملتا ہوا **البشرات** جہان اسکا تمام مال و
اسباب اور رشتہ دار جاچکے تہے روانہ ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون
جب سلطان **ابوعبداللہ محمد البشرات** کی ایک پہاڑ کی چوٹی پر پہونچا تو بیساختہ
اس نے گہوڑے کو **غرناطہ** کی طرف موڑا اور اپنے خاندان کی گزشتہ عظمت و
شان پر آخر نظر ڈال کر زار و قطار رونے لگا۔ سلطان کی مان نے جو اوس وقت
ساتہہ تہی اس کی یہ حالت دیکہکر اپنے دل کو نہایت سخت کیا اور کہا کہ "جب تو
باوجود ایک مرد سپاہی پیشہ ہونے کے اپنے ملک کو نہ بچا سکا تو اب مثل عورتون کے
ایک گم شدہ شئے پر رونے سے کیا فائدہ" **ابوعبداللہ محمد** نے ایک آہ سرد
کہینچی اور جواب دیا کہ جو صدمہ کہ اس وقت میرے قلب پر گزر رہا ہے وہ کسی



الحمراء کا دار الاختین

دوسرے کو ہرگز کبھی نصیب نہ ہوگا یہ مقام اس وقت تک "دم داسپین عرب" کے نام سے مشہور رہے۔

الغرض تہوڑی دیر مین چاندی کی صلیب جو **فرڈلنڈ** کے ساتھ ہمیشہ رہا کرتی تہی قلعہ کے برج پر آفتاب کی شعاعون سے چمکنے لگی۔ صلیب کے دیکھتے ہی عیسائیون نے خوشی کے نعرے بلند کیئے اور **فرڈلنڈ** مع ملکہ **ازابلا** نہایت تزک واحتشام سے شہر **غرناطہ** مین داخل ہوا اور قلعہ **الحمرا** مین اقامت اختیار کی وہ بے نظیر قصر جسکی تعریف مین تمام جہان کی زبانین سوکہی جاتی تہین آن واحد مین عربون کے قبضے سے نکل گیا۔

قصر الحمرا کو شاہان **غرناطہ** نے بصرف کثیر شہر کے قریب ایک نہایت بلند ٹیلے پر **جبل شلیر** کی برف سے چہپی ہوئی چوٹیون کے سایہ مین تیار کیا تہا۔ اس کی چار دیواری کے اندر ایسے خوشنما سبز وشاداب باغ نہرہائی شیرین و درختہائے میوہ دار جن پر انواع واقسام کے پرندون کی خوش الحانی سے تمام قصر گونج جاتا تہا آراستہ

اشعار

کیا جناتؔ نے آراستہ جس قصر شاہی کو[1]	بنایا جس کو گہر ہر رنگ کی نغمہ سرائی کا

[1] تمدن عرب مترجمہ شمس العلماء مولوی سید علی بلگرامی۔ یہ کسی عربی اشعار کا ترجمہ ہے۔

نظر آتا ہے عالم خواب کا سارا طلسماتی
ہزار افسوس تیری بیکسی اور زار حالت پر
ترا وہ قلعہ او رکنگورہ دار اوسکی وہ دیوارین
جہان کانون مین جادو کی صدائین شکوہ آتی ہین
جہان چاند اپنی نورانی شعاعون سی بصد خوبی
سمان وہ بہی ہے تیرا دیکہنی کی لایق و قابل

وہ الحمرا ہی الحمرا نہین جس کا کہین ہمتا
کہ اب تو منہدم ہوتا چلا ہے حسرتا دردا
وہ اب گرتی چلی ہین ہر سمان جن مین تنزل کا
جہان شاہد ہی تیری عظمت و شوکت کا ہرا
ترے دیوار و در کو عمر کی سے آپ ہے دہوتا
نہین الفاظ مین جس کا بیان لطف آسکتا

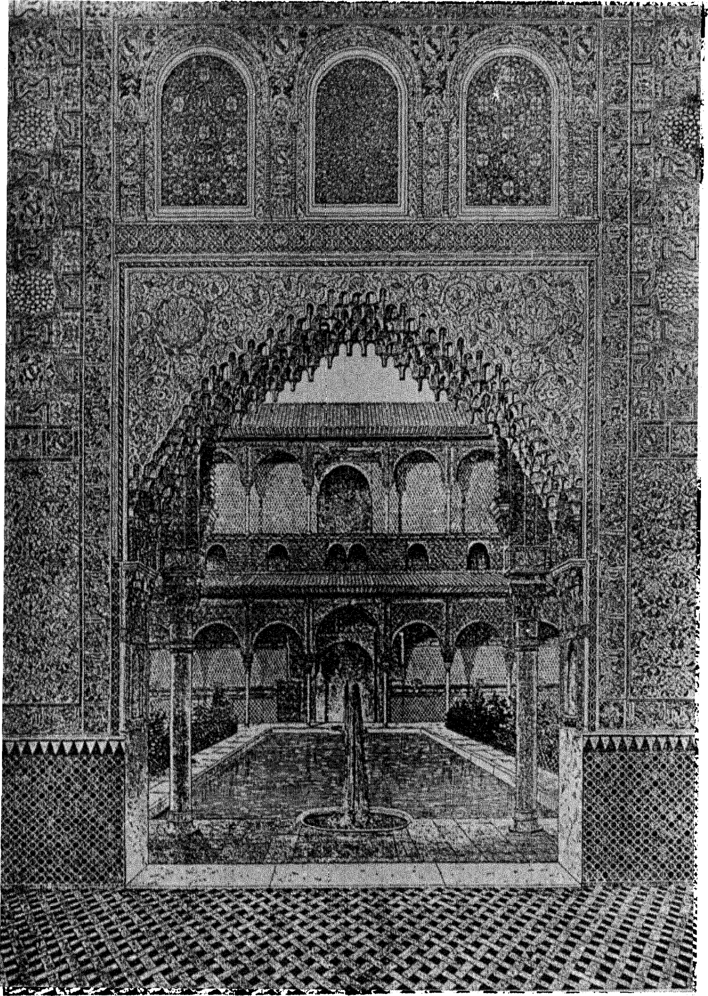
اس قصر کی ہر ایک چیز قابل دید اور اس قدر حیرت انگیز ہے کہ جس کو دنیا کے مشہور صناع و دستکار دیکہکر دنگ رہ جاتے ہین اور اس کی بلند دیوارون کی گچ کی صفائی جو اسوقت تک سنگ مرمر سے زیادہ چمکدار اور لوہے سے زیادہ مضبوط اور جالی دار دیوارون کی طرح طرح کی نازک گلکاریان اور اسکی نئی وضع کی محرابون سے ایک ایک لٹکتی ہوئی قلم سے نزاکت ٹپکتی ہے۔ گہنٹون عالم محویت مین خدا کی قدرت کا تماشا دیکہا کرتے ہین۔

آمدم بر سر مطلب حسب معاہدہ جب سلطان **ابو عبد اللہ محمد البشرات** پہونچا یہان جو عیسائی فوجین متعین تہین وہ سب اوٹہالی گئین اور اس مختصر سے صوبے پر اس کا قبضہ کرادیا گیا مگر **فرڈلنڈ** نے اپنی چال بازیون سے اس کو ایسا پریشان کیا

کہ آخر کار سلطان نے یہ ملک فردلنڈ کے ہاتھہ فروخت کردیا اور خود افریقہ چلا آیا اور بادشاہ فاس کی فوج مین ملازمت اختیار کی اور وہین ۹۴۰ھ مطابق ۱۵۳۴ع کی جنگ مین مارا گیا۔ ایک عربی مصنف اس قسمت بد بادشاہ کے حالات لکھتے ہوئے ایک مقام پر تحریر کرتا ہے کہ "یہ بہی کیا بد قسمت آدمی تہا جس نے اپنا ملک عیسائیون کے سپرد کردیا اور پہر زندہ رہنا گوارا اور ایک دوسرے شخص کا ملازم ہوکر مرنا پسند کیا"۔ لیکن اس غصے کے بعد ابوعبداللہ محمد کے حال زار پر اس مورخ کو رحم بہی آگیا۔ اور لکہا کہ "مشیت ایزدی مین انسان کی کیا مجال ہے کہ دخل دے منظور الٰہی یہی تہا کہ وہ ملک جس کو عربون نے جان عزیز دیکر خونبہا کے عوض خریدا تہا اور جس پر انہون نے تقریباً آٹہہ سو برس نہایت رعب داب سے حکومت کی تہی وہ پہر دشمنان اسلام کے قبضہ و تصرف مین چلا جائے"

جنگ غرناطہ کے اختتام کے بعد ہی عیسائیون نے خلاف معاہدہ مسلمانون پر ظلم و تعدی شروع کردی اور نوبت یہان تک پہونچی کہ ۹۰۴ھ مطابق ۱۴۹۸ع مین ایک عام حکم مسلمانون کو دیا گیا کہ یا تو مذہب نصاریٰ اختیار کرو یا مرا اس حکم کے نفاذ کے بعد ہی مسلمانون نے بغاوت شروع کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزارہا قتل ہوئے اور یہ حکم ہوا کہ اگر ایک مدت مقررہ مین انہون نے اپنے مذہب

کو ترک نہ کیا تو اور زیادہ سختی کی جائے گی۔ مسجدون مین جمع ہونے اور نماز پڑہنے کی قطعی ممانعت تہی اور اون کی عورتون کو یہ حکم تہا کہ سب بلا نقاب مثل عیسائی عورتون کے باہر نکلا کرین اور اپنے قومی لباس اور طرز معاشرت کو بہی یکلخت ترک کردین۔ اگر ان جابرانہ احکام کے خلاف کوئی حرکت کسی سے سرزد ہوتی تہی تو وہ فوراً قتل کردیا جاتا تہا۔ بعض مسلمان اس ظلم و زیادتی سے بچنے کے لیئے بظاہر تو عیسائی ہوگئے مگر باطناً اپنے مذہب پر قایم رہے۔ اکثر عیسائیون سے باغی ہوکر لڑنے مرنے پر آمادہ ہوگئے اور اس قدر کشت و خون واقع ہوا اور ان کی عورتون اور بچون کو اس بے رحمی سے عیسائیون نے قتل کیا کہ جو بچگیئے تہے اونہون نے محض ان معصومون کے بچانے کی غرض سے ہتیار رکہدئے اور بمشکل تمام اپنے تئین **افریقیہ** پہونچایا اور جو باقی رہ گئے تہے ان کو عیسائیون نے ۱۰۱۸ھ مطابق ۱۶۱۰ء مین جبراً **اندلس** سے خارج کردیا ہزارون کا کام تو راستے مین تمام ہوگیا اور جو بچے وہ **فاس** اور **تلمسان** اور **تونس** وغیرہ مقامات مین جس طرف ان کا منہہ اوٹہا جاکر بس گئے فاعتبروا یا اولی الابصار



البرکه کا دالان الحمراء میں



باب ہشتم

اسلامی اندلس کے مجمل حالات - طرز ریاست - صنعت و حرفت - علوم و فنون
تعلیم نسوان - شجاعت - عربون کا اثر یورپ پر -

گذشتہ ابواب مین ہم نے واقعات مندرجہ بالا کا ذکر جابجا اور ہر بادشاہ کے عہد حکومت مین مجملاً کر دیا ہے - منجملہ ان امور کے ہم اس اخیر باب مین بعض اہم باتون کو بالتفصیل تحریر کرنا چاہتے ہین تاکہ ناظرین عربون کی ترقی علوم و فنون کو و نیز جو اثر کہ خلافت اندلس کا اقوام یورپ پر پڑا ہے بآسانی دریافت کر سکین -

اصول ریاست

عربون نے بغرض نظم نسق جو اصول قایم کئے تھے وہ بہت ہی صاف اور آسان تھے - خلیفہ وقت کل امور مذہبی مالی اور فوجی کا مالک تھا - کام ریاست کا چار محکمون یعنی فینانس - امور خارجیہ - عدالت اور فوجی پر منقسم اور ہر محکمہ ایک وزیر کے سپرد تھا لیکن ان مین سے کوئی مجاز نہ تھا کہ بلا اجازت خلیفہ بطور خود کسی اہم مقدمہ کا تصفیہ کر سکے - وزیر اعظم کو حاجب[1] کہا کرتے تھے علاوہ

[1] حاجب مجلس وزرا کا صدر نشین بھی ہوا کرتا تھا -

ان وزرا کے اوربھی امرائے سلطنت رائے اور مشورے مین بضرورت شریک کرلیئے جاتے تھے جن کو اعزازاً خطاب وزیر[1] کا دیدیا جاتا تھا لیکن یہ صرف وزیر کہلاتے تھے اور وزرای سلطنت وزیرالوزرایتن کے لقب سے مشہور تھے وزرا کے ماتحت معتمدین کو عام طور پرخطیب الدولہ کہا کرتے تھے ان مین سے خطیب الرسائل جو دول غیر سے خط وکتابت کیا کرتا تھا اور خطیب الزمام جس کے ذمے نصاری اور یہودی وغیرہ کے مذہب درجاید کی حفاظت ونگرانی تھی اور صاحب الاشغال جس کے سپرد ریاست کے اخراجات کا حساب وکتاب تھا سب مین ممتاز تھے۔ سوائے خلیفہ کی حکومت کے یا ان افسران ملک کے جن کے سپرد صوبجات منجانب خلیفہ ہوتے تھے اور کوئی حکومت یا قوت ملک مین نہ تھی عربون مین نہ موروثی جاگیردار تھے اور نہ موروثی امرا۔ اگر کوئی شخص نہ صرف اندلس بلکہ دیگر عربی سلطنتون پرنظر ڈالے تو یہ اچھی طرح ثابت ہوجائیگا کہ ان کی طرز حکومت گو بظاہر شخصی معلوم ہوتی ہے فی الواقع جمہوری تھی۔ خلیفہ ملک کا حاکم تھا اور اس کے ظل عاطفت مین تمام امیر وغریب کی حالت مساوی تھی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک اعرابی اور بادشاہ غسان کے معاملے مین فیصلہ

[1] یہہ طرز انگلش پریوی کونسل سے ملتا ہوا ہے۔

عمادر کرتے وقت یہ ارشاد فرمایا تھا کہ "سزائی بدل بادشاہون کے لیئے بھی جاری کی جاسے گی اس واسطے کہ مذہب اسلام مین کسی قسم کے اعزازی حقوق یا ذات کی تفریق نہین ہونی چاہیے کل مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرون مین برابر تھے" ہم پہلے کسی مقام پر یہ بتا آسے ہین اور عربون کی طرز حکومت کے جمہوری ہونیکے لیئے یہہ ثبوت کافی ہے کہ جس قانون کی روسے خلیفہ قاضی کو معزول کرسکتا ہے اوسی قانون پاک کی روسے قاضی خلیفہ کو سزا دیسکتا ہے ہر فرد مسلمان کے مقابلے مین خلیفہ مدعی اور مدعا علیہ مثل احد من الناس ہے یعنی قاضی دونون کو سزا دیسکتا ہے - خلیفہ قانون کا نگران ہے اور قاضی خلیفہ کا پاسبان - پس مسلمان وغیر مسلم کے باہمی تعلقات مین ہم کو جدید قانون کی تلاش و فکر کی ضرورت نہین یہی ایک قانون مقدس ہے کہ جس مین نہ باہمی مرتبے کا فرق رکھا گیا اور نہ ملت و قوم و رنگ مین کوئی رعایت کی گئی جو اصول اخلاق و معاشرت و تمدن کے مقرر کر دیئے گئے - وہ مسلمان اور غیر مسلمان سب کے واسطے منصوص ہوگئے اور ان کی بابت ارشاد ہو چکا کہ اکملت لکم دینکم نہ ہم کو ان مین تغیر و تبدل کی مجال اور نہ ترمیم و تنسیخ کا اختیار

اس زمانہ کے بعض متعصب علمائی بیت النصاری یعنی یورپ و بالخصوص

فرقہ **قیسین** نے عربون کے عبرت انگیز تنزل کے منجملہ دیگر نتائج کے ایک نتیجہ یہہ نکالا ہے کہ مسلمانون مین تدبیر ملک اور تہذیب قوم کے اصول کبہی مرتب ہی نہین ہوئے اور نیز یہ نقص مذہب اسلام اور تعلیم قرآن شریف اور تلقین حضرت ختم المرسلین کا ہے کہ ایسی بلند حوصلہ اور بہادر قوم ایسی ترقی کے بعد اس طرح معدوم ہوگئی کہ نام و نشان تک اوس کا باقی نہ رہا اور اپنے دین و مذہب پر فخر کرتے ہین کہ روز بروز ترقی کرتا رہا۔ لیکن انصاف پسند اور صائب الرائ علماء و مورخین جو علم تاریخ اور فلسفہ تاریخ کے ماہر ہین وہ سمجہتے ہین کہ ترقی و تنزل اقوام کا کن وجوہ سے ہوا ہو رہا اور آیندہ ہونے کا احتمال ہے۔ اہل یورپ کی ترقی کو ابہی چارسو برس ہی نہین گزرے بقول شخصے کے آمدی و کے پیر شدی۔

ایک طرف تو ایسا سخت اعتراض کہ دین اسلام مین ترقی محدود کردی گئی اور دوسری طرف یورپ کے مہذب اور تعلیم یافتہ مورخین اور استدلال سے بال کی کہال نکالنے والے صاحب تجربہ و صاحب دلیل فیلسوفین۔ برق کو قید کرنیوالے دخان کو غلام کارگزار بنانے والے حکماء ان بادیہ نشینون کی برق رفتار کامیابی پر حیرت ظاہر کرتے ہین اور دور از کار توجیہین گہڑتے ہین۔ توحید کے مزے سے واقف نہ تہے۔ اس معمّے کو حل نہ کرسکے۔

قبا بعشق یکے باشد و بس

عرب ولولہ اور جوش عشق اسلام مین کفن بسر اور تیغ بکف سر فروشی کے لیے تیار
گہر سے نکل کہڑے ہوئے اور مشرق سے مغرب تک ایک عالم کو نعرہ اللہ اکبر
سے زیر و زبر کر دیا۔ لا الہ الا اللہ کی صدا سے دشت و کوہ گونج اوٹہا۔ ناظرین یہہ
خیال نہ کرین کہ جوش مذہب نے عربون کو متعصب بنا دیا تہا اور جیسا کہ مخالفین
بیان کرتے ہین کہ عربون نے عربستان سے نکلتے ہی دست تطاول دراز اور ہر
شخص کے گلے پر خنجر رکہکر اوس کو اسلام کے اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ ہم نے
اپنے دیباچہ مین اور پہر اپنی کتاب مین جابجا مورخین اور علماے اہل یورپ کے
اقوال سے یہہ اچہی طرح ثابت کر دیا ہے کہ اس قوم کی تاریخ مین یہہ بات آب زر
سے لکہنے کے قابل ہے کہ عرب ہمیشہ احکام آنحضرت صلعم کے پابند رہے اور
اقوام مفتوحہ پر کبہی بوجہ تعصب مذہبی ظلم و زیادتی نہین کی بلکہ اون کے مذہب و معابد کو
متعصب لوگون کے شر و فساد سے محفوظ رکہا۔ وعظ اور پند و نصایح سی لوگونکو اسلام کیطرف کہینچا

ہم سے ملا کرو تمہین دلبر بنائین گے	غیرون سے مت ملو وہ ستمگر بنائین گے

تہذیب و اخلاق گویا وہ زمین شاداب ہے جس مین عشق صافی نشو و نما پاتا ہے اور
سر سبز و بار آور رہوتا ہے اس کے بعد توحید کے نکتے بتائے گئے الشیطٰن

يعدكم الفقر و يامركم بالفحشاء والله يعدكم مغفرة منه وفضلا والله واسع عليم[۱] اور یہ سکھایا گیا کہ یاران ہمراز سے الفت رکھین و اغیار حیلہ ساز سے گریز کرین یعنی اون کو عصبیت قوم و ملک و ملت کا درس دیا گیا اور یہ تعلیم ان ننگے بھوکے صحرا نشین مجانین کے دل مین ایسی راسخ کر دی گئی کہ ایک گدڑی پوش عرب نے یزدجرد اور اوس کے دربار کی شان و شوکت کو پوچ لچر سمجھا اور بہ تمکین و وقار فرش زمین پر چار زانو بیٹھکر اس بیباکی سے منصب سفارت کو ادا کیا کہ تمام دربار کو اپنا مرعوب کر دیا۔ اسی طرح دوسرے صحرائی عرب نے **ہرقل** قیصر روم کے دبدبہ قیصری کو بے وقعت اور بے معنی خیال کیا۔ ان کی نگاہون مین عرب و عربیت قابل قدر و لائق تعریف اور عجم و عجمیت حقیر و ذلیل قرار پا گئی۔ عربی کھجور کا درخت اندلسی سرو صنوبر و شمشاد سے خوبتر نظر آیا۔ عربی جلتا ہوا ریگستان اور اوجاڑ کوہستان عجمی مرغزار اور چمنستان سے عزیز تر قرار پایا۔ عربی امی عجمی رومی اور یونانی عالم کو بدتہذیب اور واجب التربیت سمجھنے لگا۔ ایک مرتبہ غل مچگیا کہ

زشیر شتر خوردن و سوسمار	عرب را بجائی رسید است کار
کہ تخت کیان را کنند آرزو	تفو بر تو اے چرخ گردون تفو

[۱] شیطان تم سے تنگی کا وعدہ کرتا ہی اور بیحیائی کا حکم کرتا ہی اور اللہ تم سے اپنی بخشش و فضل کا وعدہ کرتا ہی اور اللہ وسعت والا اور علم والا ہے

نصاریٰ کے پادریون اور اہل یورپ کے فلاسفہ سے پوچھا جائے کہ یہہ کیا بات ہے کہ ایک آدمی یتیم کمل پوش نے کہ جس کو نہ پدر و مادر کی تعلیم نہ مکتب و مدرسہ کی تربیت میسر ہوئی الاعراب اشد کفراً و نفاقاً جیسی اجہل اور وحشی قوم کو پچیس برس کے عرصہ مین سرآمد اقوام عالم بنا دیا۔

یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست		کتب خانۂ چند ملت بشست	

یہ اوس تعلیم کا نتیجہ ہے جس کی نسبت ارشاد ہوا ہے کہ اگر جن و انس کل مخلوقات جمع ہو جائین تو ہرگز اس کے مثل نہ لائین گے ان ہی معنی مین قرآن شریف کی نسبت معجزہ دوامی کا دعویٰ کیا گیا ہے۔

الغرض مسلمانون کو کسی دوسرے قانون کے ڈہونڈہنے کی ضرورت ہی نہ تہی۔ ان کی تدبیر و تہذیب بالکل نئے اصول پر مبنی تہی وہ مضر ہون یا مفید ناقص ہون یا کامل بہرطور اہل یورپ کے اصول سے جدا تہے اور جو بنی آدم کے فرد و جماعت دونون پر یکسان اثر رکہتے تہے۔ اہل یورپ یا تو سمجہے نہین یا عمداً محض بوجہ بغض و تعصب مذہبی عربون پر اعتراض کر بیٹہے۔ مسلمانون مین مذہباً جباری سلطنت کا یا کسی فرد بشر کی شخصی حکومت کا قبول کرنا ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ اسلام مین دولت شخصی نہین ہے بلکہ دولت عامّہ ہے۔ خدا کو اپنا بادشاہ حقیقی اور سلطنت کو سلطنت

خدائی سمجھتے ہین۔ قانون قانون الٰہی ہے جو حاکم و محکوم دونون پر یکسان موثر ہے نہ ملکون کی تقسیم نہ قومون کی تفریق۔ ملک ملک اسلام۔ قوم امت محمدی اگر عرب و عجم مین فرق ہے تو نسل کا فرق ہے۔ زبان کا فرق ہے۔ رسم و رواج کا فرق ہے مگر قانون معاد و معاش سب کا ایک ہی ہے۔ چنانچہ خلاق عالم اپنے کلام پاک مین عصبیت و اخوت قوم کے باب مین اس طرح ارشاد فرماتا ہے اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا[1] لہذا تدبیر و تہذیب مملکت بھی ایک ہی ہے یہی قانون معاد و معاش جو فرقی کے افراد مین انفراداً منصوص ہے وہی قانون معاد و معاش قوم کے فرقون پر اور ممالک کے اقوام پر فرض ہے اور وہی قانون امت مرحومہ اور دیگر امم محرومہ کے باہمی تعلقات مین لازم و ملزوم ہے۔

اس مین شک نہین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کے بعد اور بنی امیہ کے زمانہ حکومت مین موروثی سلطنت قائم ہوگئی تاہم قوم خاندان شاہی مین سے جس کسی کو لائق اور قابل خلافت سمجھتی تھی تخت پر بٹھا دیتی تھی۔ چنانچہ اس قاعدہ کو فی زمانناترکون نے جاری رکھا ہے۔ سلطنت روم مین سلطان کے انتقال کے

---

[1] جبکہ تم آپس مین دشمن تھے پھر تمہارے دلون مین الفت پیدا کی (اسی) نعمت کی وجہ سے آپس مین تم بھائی ہوگئے۔

بعد اولاد اکبر جانشین نہین ہوتی بلکہ جو رکن خاندان عثمانیہ لائق تر ہوتا ہے وہ بادشاہ بنا دیا جاتا ہے۔

عدالت و کوتوالی

اندلس مین قاضی کو نہایت وسیع اقتدارات حاصل اور عدالت کا تمام کام اوسی کے سپرد تہا۔ خاص دار السلطنت کے قاضی کو قاضی القضات یا قاضی الجماعت کہتے تہے۔ بنی امیہ کے زمانہ حکومت مین کوتوالی کا انتظام نہایت اعلیٰ درجہ کا تہا۔ کوتوال کو صاحب الشرطہ کہا کرتے تہے باوجودیکہ کوتوالی اور کوتوالی مجسٹریٹون کو جو صاحب المدینہ اور صاحب اللیل کے نامون سے موسوم تہے بہت کچہہ اختیارات حاصل تہے لیکن یہ سب شہر کے قاضی کے پوری طرح ماتحت تہے۔ مثل ممالک عرب و عجم اندلس مین بہی ایک محتسب مقرر اور اوس کے سپرد بازارون اور سڑکون اور تجارت پیشہ کی نگرانی و انتظام تہا۔

ٹپہ خانہ

نسبت شام و عراق۔ اندلس مین اس محکمہ کو بہت کچہہ ترقی بہی دیگئی تہی افسر محکمہ کو الصاحب البرید کے نام سے موسوم کیا کرتے تہے۔ تمام ممالک محروسہ کے ٹپہ خانون کا انتظام اسی افسر کے سپرد تہا۔ ہر بڑے شہر مین ایک ٹپہ خانہ تہا اور راستون مین جابجا مناسب مقامات پر چوکیان اور گہوڑون اور اونٹون کی ڈاک تیار رہا کرتی تہی۔ ان گہوڑون اور اونٹون پر جو خاص ٹپہ رسانی کے

واسطے متعین تھے سرکاری نشان یاد اخ ہوتا تھا - سرکاری ڈاک کے ساتھہ
خانگی خطوط بھی ہر شہر اور قصبہ مین نہایت احتیاط کے ساتھہ پہونچائے جاتے تھے
خلیفہ عبدالرحمن الناصرلدین اللہ کے زمانہ حکومت مین بالخصوص فوجی
اغراض کے واسطے کبوترون سے بھی ٹپہ رسانی کا کام لیا جاتا تھا اور اس قسم
کے سدھے ہوئے کبوتر ہر فوج کے ہمراہ رہا کرتے تھے - ہر شہر مین افسر ٹپہ کے
سپرد صرف نگرانی ٹپہ خانہ کا کام ہی نہ تھا بلکہ اوس کے فرائض منصبی مین امور ذیل
ملک و رعایا کی حالت اور حکام کا طرز عمل - سکہ وغیرہ کی خفیہ نگرانی بھی داخل تھی اور
اس کا فرض تھا کہ امور مذکورہ کی نسبت روزانہ خفیہ روزنامچہ خاص خلیفہ کے ملاحظہ
کے واسطے بذریعہ ٹپہ پیش کیا کرے[1]

بری و بحری قوت بحری اور بری فوج کا اعلیٰ افسر خود خلیفہ تھا لیکن صوبجات مین فوج کی
سپہ سالاری والیان صوبہ کے سپرد کر دی جاتی تھی - سپہ سالار فوج کو امیر کہا کرتے
تھے - مثل شام اور عرب اندلس مین بھی فوج دو حصّون مین منقسم تھی - باقاعدہ
اور بے قاعدہ - باقاعدہ مین تمام ماہواریاب سپاہی[2] شریک تھے - بے قاعدہ
مین وہ لوگ بروقت ضرورت شریک کر لیئے جاتے تھے جو بطور خود محکمہ فوج مین

[1] ہسٹری آف دی سارسنس " مصنفہ جسٹس امیر علی باب ۲۲ صفحہ (۱۷۴) [2] ماہوار کی مقدار ایکہزار درہم سے اسّی ہزار درہم سالانہ فی نفر ہوتی تھی

شرکت جنگ کی درخواست کیا کرتے تھے - ہر سال مصنوعی جنگ ہوا کرتی تھی اور سپاہیون کو فن جنگ سکھانے مین بلیغ کوشش کی جاتی تھی -

فوج کی تقسیم حربیہ[1] ان کا لباس زرہ وخود اور ہتیار نیزہ اور تلوار وسپر تھے - رامیہ[2] یہ بھی زرہ بکتر مین ڈوبے ہوئے علاوہ تیر وکمان کے تلوار اور سپر سے آراستہ ہوتے تھے - سوارون کا لباس زرہ بکتر اور تلوار ونیزہ اور تیر ان کے ہتیار تھے فوج دس دس ہزار کے دستون مین منقسم اور ہر دستہ کا افسر اعلیٰ ایک امیر یا سپہ سالار ہوتا تھا - ہزار آدمیون کے افسر کو قائد اور سو آدمیون کے افسر کو نقیب کہا کرتے تھے - خلیفہ کی حفاظت کے لیے ایک خاص فوج مقرر تھی جس کی ماہوار نسبت اورون کے زیادہ اور اون کا لباس مکلف ہوتا تھا اندلس مین جب خانہ جنگی اور بیرونی لڑائیون نے خلیفہ کو مجبور کیا تو اہل بربر بھی فوج مین بھرتی کیے گئے جو رفتہ رفتہ خاص فوج سلطنی مین شامل ہو گئے تھے -

انجنیر فوج کے آرام وآسایش کا عربون کو بڑا خیال تھا - ہر فوج کے متعلق ایک گروہ انجنیر اور مزدورون کا تھا جو ہمیشہ فوج کے آگے راستہ بناتا یا صاف کرتا چلتا تھا - انجنیر کے افسر کا نام امیر المنجنقین[3] تھا - ان کی تعلیم خاص طور پر ہوتی تھی - پہلے

---

[1] پیادے - [2] تیر انداز [3] ابن خلکان تحریر کرتا ہے کہ تعداد مین ایک مشہور - دیکھو صفحہ ۲۰۸

یہ سب فوج مین شریک کیے جاتے تہے پہر ان کو سامان حرب اور قلعہ اور قلعہ شکن آلات کا بنانا اور محاصرہ کے لیے قلعہ کے گرد مقامات کے درست کرنا وغیرہ وغیرہ نہایت احتیاط سے سکھایا جاتا تہا

فوجی شفاخانہ

میدان جنگ مین ہر فوج کے ساتھہ دواخانہ اور اونٹون پر پلنگ اور ضروری سامان زخمیون کے علاج اور آرام کے لیے مہیا رہتا تہا تمام رستے فوج کے ملک مین جابجا متعین تہے جو بوقت ضرورت فوراً فراہم کر لیے جاتے تہے آج کل جو دقتین فوج کی فراہمی اور سامان کی باربرداری کے انتظام مین ہوتی ہین وہ اوس زمانہ مین بالکل مفقود تہین - نہ تو شراب کی ضرورت تہی اور نہ برف اور عمدہ کہانون کی - سپاہیون کی زندگی خرمایا اون معمولی کہانون پر تہی جس کو ہر سپاہی بغیر محنت اور مشقت اپنے ساتھہ رکھہ سکتا تہا - ہر صحیح القوی عرب کو فوج مین شریک ہونا لازمی تہا گو کوئی خاص زمانہ فوجی ملازمت کا مقرر نہ تہا لیکن جب سپاہی اچہی طرح کام سیکھہ لیتے تہے اور ملک مین امن وامان ہوتا تہا تو یہ لوگ رخصت کردے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۷) الخیر یعقوب بن صابر المنجنیقی گزرا ہی جس نے ایک کتاب عمدة المسالک فی سیاسة الممالک اس فن مین تصنیف کی تہی اسمین اس نے جنگ مین فوجون کی ترتیب و تقسیم قلعون پر حملہ کرنا گہوڑون کی سواری مستحکم مقامات کا محاصرہ انجنیرنگ مختلف ہتیار اور آلات قلعہ شکن کا استعمال فوجون کا جمع ہو کر یا کہل کر لڑنا وغیرہ وغیرہ جو لکہا ہو وہ قابل پڑہنے کے ہے

جاتے مگر بوقت جنگ اون کو محکمہ جنگ مین حاضر ہو جانا پڑتا تہا۔

فوجی جاگیر — بعض وقت افسران فوج کو تنخواہ کے عوض جاگیرین[1] عطا کی جاتی تہین ایسے لوگون کا فرض تہا کہ اس جاگیر کی آمدنی پر اپنی اپنی فوج حسب حیثیت تیار اور بوقت ضرورت فوج سلطانی مین شریک ہو جایا کرین۔ اس افسر کو صاحب المعاقل کہتے تہے۔ عربون کے بعد بہی جو اسلامی سلطنتین قائم ہوئین مثل ترک وغیرہ انہون نے بہی اس طریقہ کو قائم رکہا۔ دولت عثمانیہ مین کچہہ روز قبل تک فوجی جاگیرین تقسیم ہوتی تہین مگر آخر کو جو نقصانات بوجہ بغاوت ملک کو پہونچے سلطان محمود ثانی نے انیسوین صدی عیسوی کے اوائل مین اس طرز کو بالکل مسدود کر دیا۔

طرز جنگ — بوقت جنگ روانگی کے قبل فوج پانچ حصّون مین تقسیم کی جاتی تہی طلیعہ یعنی ہراول فوج سے کئی میل آگے رہتا اور یہ کام اکثر سوارون کے جو بآسانی نقل وحرکت کر سکتے ہین سپرد کیا جاتا تہا اون کو حکم یہ تہا کہ یہ دشمن کی فوج کے مقام اور اوسکی تعداد کو دریافت کرلین اور جن مقامات سے ان کا گزر ہو وہان کے نقشے تیار اور

---

[1] انگریزی مین اس کو فیوڈل سسٹم کہتے ہین۔ زمانہ قدیم مین فرانس مین بہی طرز جاری تہا اور نارمنز نے جب انگلستان فتح کیا تو وہان بہی اس کو جاری کیا۔ عربون نے اس کو یورپ سے نہین لیا بلکہ شام اور عرب مین بہی یہ طریقہ جاری تہا۔ دیکہو المقری اور ہسٹری آف دی سارسنس" مصنفہ جسٹس امیر علی باب ۲۴ صفحہ ۴۳۵۔

زمین کے نشیب و فراز سے اچھی طرح واقف ہوکر سپہ سالار کو اطلاع کرتی زمین
ہراول کے پیچھے اصل لشکر روانہ ہوتا تھا اس کے بیچ کی فوج کو قلب اور داہنی کو
میمنہ اور بائین کو میسرہ کہتے تھے۔ اس لشکر کے عقب مین کچھ فاصلے پر بغرض
محافظت ایک دستہ فوج کا جسکو ساقہ کہتے ہین ہوتا تھا راستہ مین جہان فوج کا قیام ہوتا وہان تمام کیمپ
صاف کردیا جاتا تھا اور راستہ اور سڑکین تیار کی جاتی تھین۔ بازار کھل جاتے تھے اور
لشکر کے اطراف مین جابجا آگ روشن کردی جاتی تھی۔ راستون اور گذرگاہون پر
داستان گو بیٹھے ہوئے سپاہیون کو اون کے باپ اور دادا کی بہادری اور شجاعت
کی داستان سناکر اونکے دلون مین جوش و حوصلہ جنگ پیدا کرتے تھے کسی طرف فوجی
ورزش جسمانی تلوار و نیزہ بازی مین مصروف نظر آتے تھے طرز جنگ مین بھی بہت کچھ
تغیر اور تبدل واقع ہوا تھا اوائل زمانہ مین دو صفین یکے بعد دیگرے کھڑی کی جاتی
تھین اور اسی ترتیب سے عرب خود حملہ کرتے اور دشمنون کی یورش کو روکتے تھے
وقتاً فوقتاً حسب ضرورت جب جدید قوانین جنگ تیار کیے گئے تو ان دو صفونکی
عوض حربیہ یعنی پیادہ کئی صفون مین یکے بعد دیگرے بشکل مثلث یا جیسا موقع ہو اپنے
نیزون کو سامنے زمین مین نصب کرتے اور ایک گھٹنے پر سپرون کے عقب مین مثل
دیوار آہنی جم جاتے تھے ان کی پشت پر تیر انداز اور چپ و راست سوار استادہ رہتے

تھے - یہہ طریقہ دشمن کے حملون کو رد کرنے کا تہا - جہان فوج مخالف زد مین آئی
سب سے پہلے تیر اندازون پر تیرون کا مینہ برساتے اور پیادہ تلوار اور چہوٹے
نیزون پر حملہ کو روکتے تھے - اس کے ساتہہ ہی سوار دونون طرف سے حملہ آور
ہوتے تھے - عربون کی صفون کو توڑنا آسان بات نہ تھی لیکن سب سے زیادہ
سوارون نے اپنا خوف عیسائیون کے دلون مین جما یا تہا - متعدد لڑائیون مین یہ
دیکہا گیا ہے کہ صرف سوارون کو اپنی طرف آتے دیکہکر عیسائی لشکر پراگندہ اور
منتشر ہو گیا بوقت جنگ سپہ سالار ایک بلند مقام سے بوساطت اپنے مصاحبین
ہر دستہ فوج کے افسر کے نام حکم جاری کرتا تہا -

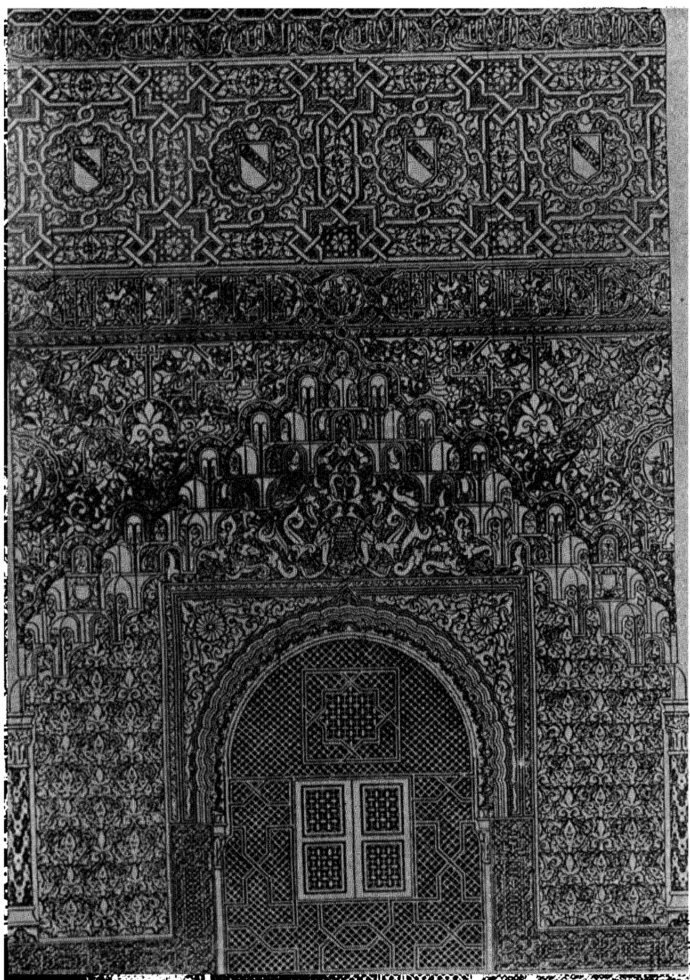
آلات قلعہ شکن | قلعون اور مستحکم شہرون کی دیوارین توڑنے کی غرض سے عربون نے
خاص قسم کے آلات ایجاد کیئے تھے جن کو منجنیق اور دبابہ کہتے ہین - اول الذکر
تو مثل توپون کے تھے اور آخر الذکر ایک کل کہوا تہا - ان دونون کلون کے ذریعہ سے
بڑے بڑے پتہر قلعہ کی دیوارون پر اس قدر زور سے پہینکے جاتے تھے کہ تہوڑی
عرصہ مین دیوار منہدم ہو جاتی تہی - تیرہوین صدی عیسوی سے جب باروت ایجاد
ہوئی تو توپون کا استعمال عربون نے شروع کیا - الحاصل جو ترقیان فنون جنگ
مین عربون نے کی تہین اون سے اہل یورپ بالکل بے بہرہ تھے - ایک مشہور

جرمن مورخ لکھتا ہے کہ "اہل نیز نطائین کو اپنی سابقہ شان وشوکت اور تمدن پر اس قدر ناز تھا کہ یہ عرب بادیہ نشینون کو اپنے مقابلہ مین جاہل اور غیر مہذب تصور کرتے تھے اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو یہ خود عربون سے زیادہ نالایق اور جاہل تھے۔ ان لوگون نے جب کبھی کسی شہر پر قبضہ کیا تو اوس کو اور غریب رعایا کو تاخت وتاراج ہی کر کے چھوڑا۔ دشمن کے ملک مین داخل ہو کر قصبون اور دیہاتون کو جلا دیا کرتے تھے۔ ان کے برخلاف عرب ہمیشہ ان مذموم حرکات سے باز اور بری رہے جبتک کہ وہ مجبور نہین ہوئے انہون نے دشمن کے ملک کو برباد نہین کیا[۱]"

بحری قوت

ابن خلدون نے اندلس کی بحری قوت کی ترقی اور تنزل کی نسبت جو کچھ لکھا ہے وہ مسلمانون کے لیئے خاص دلچسپی رکھتا ہے۔ تاریخ سے ظاہر ہے کہ عربون کی بحری قوت اقوام غیر کی مجموعی قوت سے بہت زیادہ تھی۔ عربون نے مثل بری جنگ کے اس کے واسطے بھی نہایت عمدہ اصول قایم کیئے تھے۔ اس کے زمانہ عروج مین افسر اعلیٰ کو امیر الماء اور امیر البحر بھی کہا کرتی تھے **عبدالرحمن ثالث** کے زمانہ حکومت مین اس افسر کا نام قائد الاساطیل کہا

[۱] ترقی علوم وفنون در زمانہ خلفائی اسلام۔ مصنفہ وان کریمر۔



الحمراء کی دارالاختین کی اوپر کی منزل

گیا۔ جنگی جہاز کے افسر کو قائد یا مقدم اور اوس کے ماتحت کو رئیس خطاب کیا کرتے تھے۔ ہر صوبہ دار کو حکم تھا کہ ایک مقررہ تعداد مین جنگی جہاز تمام سامان سے مہیا پیش کیا کرے۔ تمام بندرگاہون مین کسی بلند ٹیلہ یا تھر پر کتاب[1] جہان راتون کو روشنی جلا کرتی تھی بنایا جاتا تھا۔ تاکہ جہازون کی آمد و رفت مین دقت اور نقصان واقع نہ ہو۔

صنعت و حرفت

سلطنت **غرناطہ** جس کا ذکر بالتفصیل گذشتہ باب مین تحریر ہو چکا ہے۔ عربون کی سابقہ عظمت و جبروت کی ایک بے مثل یادگار رہتی۔ اس مین **اندلس** کے وہ حصے اور صوبے شریک تھے جو اس کے جنوب و مشرق کی جانب سواحل بحر متوسط اور آبنائی طارق پر واقع ہین۔ اس کی مسافت شرق سے غرب تک تقریباً دو سو دس میل۔ اور جنوب سے شمال تک چھتر میل سے زیادہ نہ تھی لیکن باوجود اس تنگی وسعت کے اس مختصر سے خطہ زمین کے حدود مین وہ تمام باتین موجود تھین جو اوس زمانہ مین بزرگ ترین سلطنتون کو بھی نصیب نہ تھین جس پر تمام یورپ رشک و حسد کی نظر بد ڈال رہا تھا۔ یہان کے مرغزار اور وسیع میدانون پر عربون نے فن زراعت کو ختم کر دیا تھا اور جو دریا مثل شنیل وغیرہ جبل شلیر کی چوٹیون سے نکل کر دامنہائی کوہ کو سیراب کرتے ہوئے سمندر کی طرف زور و

[1] یعنی لائیٹ ہاوس۔

شور سے بہ رہے تھے اون کی اس قدر نہرین اور شاخین نکالی تہین کہ ایک
خوشنما جال تمام ملک پر بچھ گیا تھا۔ ان نہرون کے ذریعے سے پانی دور دور
پہونچایا جاتا تھا۔ علاوہ اس ملک کی چیزون کے **عرب** اور **شام**
افریقیہ کے وہ میوہ جات اور اجناس جنسے نہ تو اہل یورپ واقف تھے اور نہ
اون کی کاشت کے طریقے جانتے تہے۔ ان کو عرب کسان باوجود اختلاف
آب و ہوا اور زمین سال مین کئی بار کاشت کرتے تہے۔ ریشم اور سن بکثرت
بڑے بڑے بنادر مثل **المیریہ** اور **مالقہ** سے **اطالیہ** جایا کرتا تھا اور بندرگاہین
یورپ اور شام اور افریقیہ کے تجارتی جہازون سے معمور رہا کرتی تہین **غرناطہ**
نہ صرف اس سلطنت کا بلکہ تمام دنیا کا پایۂ تخت بنا ہوا تھا۔ اہل جنیوا اور فلارنس
نے **غرناطہ** مین مختلف مقامات اور کلین اور گرنیان بغرض ترقی تجارت قائم
کی تہین۔ اس ملک مین تیس بڑے شہر اور اسی قدر قلعہ اور ہزارون چہوٹے شہر
اور بنادر آباد تہے۔ ان مین کا ہر ایک شہر ایک چیز کی ایجاد اور تجارت مین مشہور
تھا۔ مورخ **گبن** بیان کرتا ہے کہ صرف **وادی الکبیر** کے کنارے پر بارہ ہزار
شہر اور قصبے بسے ہوئے تہے۔ عرب راستبازی اور امانت و دیانت مین شہرۂ آفاق
تہے۔ ان کا ایک لفظ **اندلس** کے تمام عیسائیون کی دستاویز اور تحریر کے مقابلہ

مین کافی سمجھا جاتا تہا۔[1]

زراعت

عربون نے زراعت کو اس قدر ترقی دی تہی کہ یہ ایک خاص اور مکمل فن بن گیا تہا۔ یہہ ہر میوہ اور درخت اور زمین کی خاصیت و ماہیت سے اچھی طرح واقف تھے۔ جو اراضی افتادہ تہین۔ جہان سوائے ٹیلہ اور کنکر سبزہ نظر نہ آتا تہا اون کو مختلف سائنس اور اپنے علم کے ذریعے سے ایسا درست کیا کہ ایک قلیل عرصے مین یہ اوجاڑ مقامات میوہ دار درختون اور سبز و شاداب کہیتون سے لہلہانے لگے۔ چانول اور شکر روئی اور زعفران۔ انار۔ آڑو اور شفتالو وغیرہ وغیرہ جو اب اندلس مین بکثرت ہوتے ہین عربون ہی کی بدولت اندلس بلکہ تمام یورپ کو نصیب ہوئے۔ جو زمین جس چیز کی کاشت کے لئے مناسب معلوم ہوتی تہی وہین وہ چیز بوئی جاتی تہی۔ چنانچہ اندلوسیہ و اشبیلیہ کے میدانون مین زیتون و خرما کی کاشت ہوتی تہی جہان عربستان اور شام کے عمدہ سے عمدہ زیتون اور خرمے کے درخت منگوا کر نصب کیئے گئے تھے تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ ۱۲۵۵ء مین فردلنڈ اول نے جب اس صوبہ پر قبضہ کیا یہان زیتون کے لکہوکہا درخت موجود تہے اور تقریباً ایک

[1] ہسٹری آف دی سارالنس" مصنفہ جسٹس امیر علی باب ۱۳ صفحہ ۵۶۶- ازابلا اینڈ فردننڈ مصنفہ پرسکاٹ باب ۸ صفحہ ۱۹۰

لاکہہ کرنیان تیل نکالنے کے لیے تیار تہین شنترلیش اور غرناطہ اور مالقہ انگور کے لیے مشہور تہے۔ چانول کی کاشت الیوفرة مین۔ نیشکر اور روی غندیہ مین پیدا ہوتی تہی۔

معدنیات | زراعت کے ساتہہ عربون نے فن معدنیات کو بہی کمال تک پہونچا دیا تہا۔ علاوہ ریشم اور روی اور زعفران اور مختلف اقسام کے رنگون کے سونا۔ چاندی۔ لوہا۔ فولاد[1]۔ پارہ۔ کہربا۔ تانبا۔ یاقوت اور نیلم اور موتی وغیرہ بہی بکثرت اندلس مین پیدا ہوتے تہے۔

فن تعمیر | اندلس کی عمارات کا ذکر مفصل طور پر پہلے ہو چکا ہے اس مقام پر اتنا تحریر کرنا مناسب ہوگا کہ یہان کے عربون نے اس فن کو یونانیون اور روما الکبرٰی والون سے حاصل کیا تہا مگر ان مختلف طرزون مین اس قدر تغیر واقع ہوا کہ یہ نظام ایک جدید طرز بن گیا۔ یہہ طرز ایسا مقبول اور خوشنما تہا کہ اہل یورپ نے اس کو عربون سے اخذ کیا۔ نوکدار محرابین اور سبک ستون فرانس کی عمارات قدیمہ مین بہی دکہائی دیتے ہین۔ پہلے صرف اینٹ اور پتہر استعمال کیے جاتے تہے۔ اس کے بعد جو ترقی فن تعمیر کو ہوتی گئی مصالحہ مین بہی فرق ہوتا گیا۔ مٹی اور چونا اور

[1] طلیطلہ اور غرناطہ کی تلوارین دنیا مین مشہور تہین۔

اور ریتی اور چہوٹے پتہرون سے ایک ایسا مصالحہ عربون نے تیار کیا جو مثل سنگ مرمر کے نہایت صاف مضبوط اور پایدار ہوتا تہا چنانچہ بعض عمارات اور بالخصوص الحمرا اور جنۃ العریف۔ غرناطہ مین اس ہی مصالحہ سے بنائی گئی جو اس وقت تک بدستور قایم ہین اور جن سیاحون نے ان اعجوبہ روزگار عمارات کو بچشم خود دیکہا ہے بیان کرتے ہین کہ اس وقت تک دیوارون کی چمک اور صفائی اوسی طرح موجود ہے۔

تصویر کشی اور سنگ تراشی

یہ اہل یورپ کا اثر تہا کہ عربون نے[1] تصویر کشی اور سنگ تراشی مین بہی مثل اپنے عیسائی ہمسایون کے پوری ترقی حاصل کی تہی قصر الزہرا قرطبہ مین اور الحمرا غرناطہ مین عمدہ تصویرون اور نہایت خوشنما ترشی ہوئی مورتون سے آراستہ تہے الحمرا کا دارالاسود اس وقت موجود ہے جس کے وسط مین ایک فوارہ ہے اور اس فوارہ کے گرد شیرون کی مورتین پتہر سے ترشی ہوئی قائم ہین۔ اسی طرح قصر الحمرا مین جو نادر چینی[2] کے برتن اور مرتبان جا بجا رکہے ہین۔ عربون کی صناعی اور دستکاری کی عمدہ دلیل ہے۔

[1] تمدن عرب ترجمہ مولوی سید علی بلگرامی صفحہ ۵۴۵۔ باب اور ہسٹری آف دی سارا سنس مصنفہ جسٹس امیر علی باب ۳۱ صفحہ ۵۷۷

[2] چونکہ عربون کی تجارت کی وسعت نے ملک چین سے بہی تعلق پیدا کر لیا تہا۔ غالباً یہ فن انہون نے چینیون سے حاصل کیا ہوگا

علوم وفنون

تمام مورخین بیت النصاری معترف ہین کہ جو ترقی عربون نے علوم وفنون مین کی اور جس مستعدی سے یونانیون اور رومتہ الکبری والون سے بکمال محنت وتحقیق علم حاصل کیا وہ فی الحقیقت حیرت انگیز ہے۔ جس وقت عرب اندلس مین داخل اور اوس پر اچھی طرح قابض ومتصرف ہوئے تو انہون نے تمام ملک مین دار العلوم اور چھوٹے مدارس۔ رصد خانے عظیم الشان کتبخانے کھول دئے جہان تمام سامان علمی تحقیقات کا موجود تھا۔ تعلیم کے دو طریقے جاری تھے۔ چھوٹے شہرون اور قصبون مین چھوٹے مدارس ابتدائی تعلیم مذہبی دینے کی غرض سے بنائے گئے تھے تکمیل تعلیم اور تحقیقات علمی کے واسطے دار العلوم قرطبہ۔ اشبیلیہ۔ مالقہ۔ سرقسطہ۔ لشبونہ۔ جیان۔ طلیطلہ وغیرہم مشہور شہرون مین قائم کئے گئے جہان طلبہ شوق وذوق علم مین اطالیہ اور فرانس اور جرمن اور انگلستان سے آتے تھے۔

اوائل مین عرب ایک زمانہ دراز تک صرف اہل یونان اور روما کے شاگرد اور مقلد بنے رہے اور کسی علم وفن مین جدید تحقیقات نہ کرسکے جس کی اصل وجہ یہ تھی کہ یہ سوائے اپنی زبان کے اور زبانون سے بالکل ناواقف تھے پس سب سے پہلے انہون نے یونانی اور لاطینی اور اسپانش کو ایسی مشقت

اور عرق ریزی سے حاصل کیا۔ جس کی تعریف ممکن نہین۔ یہی زمانہ عربون کے علمی شوق اور مذاق کے امتحان کا تہا۔ چونکہ یہ فی الواقع جویای علم وہنر تہے ان شدید مشکلات نے ان کی ہمت وشوق پر بالکل اثر نہ کیا اور انہون نے یونانی لاطینی اور آسپانش زبانون مین زبان عربی کے ساتہہ متعدد لغات لکہڈالے جو اس وقت تک اندلس کے اسکوریل کتب خانے مین موجود ہین۔ مثل موجودہ زمانہ کے اوس ابتدائی زمانہ تعلیم مین بہی ہر عرب طالبعلم کی تعلیم یونانی اور لاطینی زبانون کی تحصیل پر موقوف تہی۔ عربون کی جودت طبع اور حصول علم کے شوق نے ان کو اس محدود دائرہ شاگردی مین بہت روز رہنے نہین دیا۔ اور انہون نے قلیل عرصہ مین اس اہم مسئلہ کو کہ مشاہدہ اور تجربہ نادر کتاب پر ترجیح رکہتا ہے جس کے سمجہنے مین اہل یورپ نے صدیان گنوادین دریافت کرلیا[1] باوجود اس کے بعض ناواقف عیسائی مصنف یہ کہتے ہین کہ عرب محض پیرو ارسطو وافلاطون رہے انہون نے کوئی جدید تحقیقات اس فن مین نہین کی۔ اگر یورپ کے زمانہ متوسط کی تاریخ پر کوئی صاحب بینا نظر ڈالے تو معلوم ہوجائیگا کہ یہ الزام اہل یورپ پر عائد ہوتا ہے نہ کہ عربون پر۔ ایک نہایت واجب التعظیم عیسائی مصنف اس کی نسبت تحریر

[1] ہمبولڈ

کرتا ہے کہ عربون کا طریقہ تحقیق تجربہ اور مشاہدہ تہا برخلاف اس کے زمانہ متوسط کے یورپ کا طریقہ اساتذہ کے کلام کو پڑہنا اون کی رائی کو باربار بیان کرنا تہا ان دونون مین بہت ہی اصولی فرق ہے اور بلا اس فرق کو مدنظر رکہے ہوئے ہم عربون کی علمی تحقیقات کی پوری قدر نہین کرسکتے[1]" قوم و ملک کی یہ بڑی خوش قسمتی ہتی کہ عین عالم شباب خلافت اندلس مین خلفا دے نبہی علم کی وہ قدر کی جس کی نظیر دنیا کی تاریخ مین مشکل سے ملے گی۔ چنانچہ خلیفہ الحکم ثانی کے عہد حکومت مین صرف قرطبہ کے کتب خانہ مین چہہ لاکہہ کتابین مختلف علوم و فنون کی موجود تہین اور ہر کتاب پر خاص خلیفہ کے ہاتہہ کا حاشیہ تحریر تہا

فن تاریخ

المقری اور ابن حیان[2] کی تصانیف کے دیکہنے کے قبل مین اقوال اہل یورپ کو صحیح سمجہتا تہا کہ عرب مورخ نہین بلکہ صرف واقعہ نویس تہے اس مین شک نہین کہ فن تاریخ عربون کے زمانہ عروج مین ابتدائی حالت مین تہا اور جس مکمل شکل مین یہ آج مروج اور جو نئے اصول اس علم کی تحقیقات کے لیئے ایجاد کیئے گئے ہین وہ اوس دور مین مفقود تہے۔ تاہم عربون نے اس فن کو نہایت

[1] تمدن عرب مترجمہ مولوی سید علی بلگرامی فصل دوم صفحہ ۴۰۰۔

[2] اس نے دو تاریخین اندلس کی لکہی تہین۔ ایک دس اور دوسری ساٹہہ جلد دن مین۔

عمدہ اصول پر قایم کیا تہا۔ اگر عربی تاریخین یا ان کے ترجمے دیکھے جاین تو
معلوم ہوسکتا ہے کہ ان کے مصنفین نے صرف واقعات ہی پر اکتفا نہین
کیا بلکہ وہ باتین بہی لکہی ہین جن سے اس قوم کے ذاتی صفات وحالات
اور خیالات بہی بہت اچہی طرح معلوم ہوسکین۔ مورخین عرب نے
معمولی سے معمولی بات تک تحریر کی ہے۔ چنانچہ **المقری** نے اپنی تاریخ
اندلس مین ایک مقام پر لکہا ہے کہ جب **موسی ابن نصیر** ملک **فرانس**
کے جنوبی حصہ کو فتح کرتا ہوا آگے بڑہا تو راستہ مین ایک اوجڑا ہوا مقام اوس کو
ملا جس کے وسط مین ایک ستون نہایت بلند موجود تہا اور اس ستون کے گرد
یہہ عبارت بخط عربی لکہی تہی کہ اگر تم یہان سے آگے بڑہے تو تم ضرور
خانہ جنگیون مین مبتلا ہوجاؤ گے اور ملک ہاتہہ سے جاتا رہیگا اس واقعہ عجیب کا
جو اثر سپہ سالار کے دل پر ہوا اوس کو بہی اس مورخ نے تحریر کیا ہے۔ اسی طرح
طارق ابن زیاد فاتح اندلس کا جہاز مین آنحضرت صلعم کو خواب مین دیکہنا
اور فتح کی بشارت پانا جس کی وجہ سے افسر و فوج کو اس قدر تقویت حاصل ہوئی
کہ ان کو یقین کامل ہوگیا کہ ہم ضرور اس ملک کو فتح کرین گے۔ یہ باتین جو بظاہر
قصہ اور کہانیان معلوم ہوتی ہین عمدہ ذرایع ہین۔ عربون کے جوش مذہب اور خیالات

کو معلوم کرینگے - اس کو ہم تسلیم کرتے ہین کہ اب فن تاریخ نے اس قدر ترقی
کی ہے کہ یہ ایک شاخ فلسفہ کی بن گئی ہے - مورخ کا کام یہ ہے کہ واقعات
پیش شدہ کے اسباب وعلل دریافت کر کے نتائج پند آمیز او رعبرت خیز نکالے
اون اسباب وعلل کی غلطی وصحت کا وہ ذمہ دار نہین ہو سکتا بلکہ اکثر اوقات
نتائج مستخرجہ سے ان اسباب وعلل کی صحت وغلطی خود بخود ثابت ہو جاتی ہے -
مورخین یورپ نے تاریخ سے ایک علم علم سیاست پیدا اور اس علم کے قواعد
اور اصولون کو تجربہ اور مشاہدہ کی مستحکم بنا پر قائم کیا ہے - چنانچہ ایک مشہور انگریزی
مورخ کا قول ہے کہ "تاریخ بغیر پولیٹکل سائنس[1] ایک درخت ہے بغیر جڑون کے"
اور پولیٹکل سائنس علم سیاست بغیر تاریخ جڑین ہین بغیر پیڑ اور شاخون کے" گو عربون نے
اس علم کو اس قدر ترقی نہین دی لیکن جب انہون نے اس کو یونانیون سے
حاصل کیا تو نسبت اپنے معاصرین کے بہت کچھہ ترقی دی اور آیندہ ترقی کا
اہل یورپ کو راستہ بتایا -

فلسفہ | عربون نے جو ترقی فلسفہ[2] مین کی ہے اوس کی نسبت علمائی یورپ

[1] پولیٹکل سائنس مصنفہ سیلی سابق پرجیس پروفیسر کیمبرج یونیورسٹی -
[2] ہم نے اس امر کے دریافت کرنے کی بہت کچھہ کوشش کی تہی کہ ممالک شرقیہ مین یونانی علوم کا رواج کب سے
ہوا مگر صحیح زمانہ ان علوم کی اشاعت کا معلوم نہ ہو سکا - تاریخ سے اتنا ضرور پایا جاتا ہے کہ جس زمانہ مین دیکھو صفحہ ۲۲۳)

کی رائ دیکھنے کے قابل ہے - انہون نے تمام فلسفہ یونان کی کتابون کا اپنی
زبان مین ترجمہ کرڈالاتہا - فلاسفہ عرب مین یہ نام یورپ مین واجب القدر و تعظیم
خیال سے کیئے جاتے ہین ابوبکر محمد بن یحیی[۱] جو عام طور پر ابن باجہ کے لقب سے
مشہور ہے - یہہ علاوہ فلسفہ کے بے مثل طبیب اور ریاضی دان اور علم ہیئت
مین کامل دستگاہ رکہتا تہا ابن طفیل[۲] ابوبکر محمد بن عبد الملک مثل
ابن باجہ علاوہ تمام علوم مذکورہ شعر و سخن مین کامل تہا - یہہ وادی آش مین
پیدا ہوا تہا ابوبکر ابن زہر[۳] ساکن اشبیلیہ جس کو اہل یورپ اوبن زور

بقیہ صفحہ ۲۲۲ نسطوری بادری یونان اور روم سے نکالے گئے تو انہون نے ایک مدرسہ بمقام ایڈیسا قایم کیا - ابتداءً یونانی علوم نے ایشیا مین انہین کے ذریعے سے اشاعت پائی بعد ازان جب رومی بادشاہ زینو نے ایڈیسا کو غارت کیا تو شاہان ساسانیہ نے ان لوگون کو ایران بلالیا اور جب بزمانہ جسٹینن اتہینس و اسکندریہ کے مدارس بند کردئے گئے تو یہان کے علما بہی دربار ایران مین پناہ گیر ہوئے اور ارسطو وغیرہ فلاسفہ یونانی کا ترجمہ سریانی اور کالدی مین کرتے رہے - ایران سے یہہ علم عرب آیا - جب عربون نے ایران کو فتح کیا تو انہون نے فلاسفہ یونانی کی تصانیف کو سریانی وغیرہ سے عربی مین ترجمہ کیا - پس معلوم ہوا کہ یونانی علوم پہلے شام و مصر اور ان کے بعد ایران مین مروج ہوئے جہان سے ان کو عربون نے اخذ کیا - لیکن عربون نے صرف ان ترجمون پر اکتفا نہین کیا اور بہت جلد یونانی زبان کو حاصل کر لیا - زینو نے ۴۷۴ء سے لیکر ۴۹۱ء تک حکومت کی تہی اور جسٹینین نے ۵۲۷ء سے لیکر ۵۶۵ء تک - گبن جلد (۵) باب ۴۷ صفحہ ۹۲ - اور تمدن عرب مترجمہ مولوی سید علی بلگرامی کتاب پنجم باب اول فصل اول صفحہ ۲۹۷ -

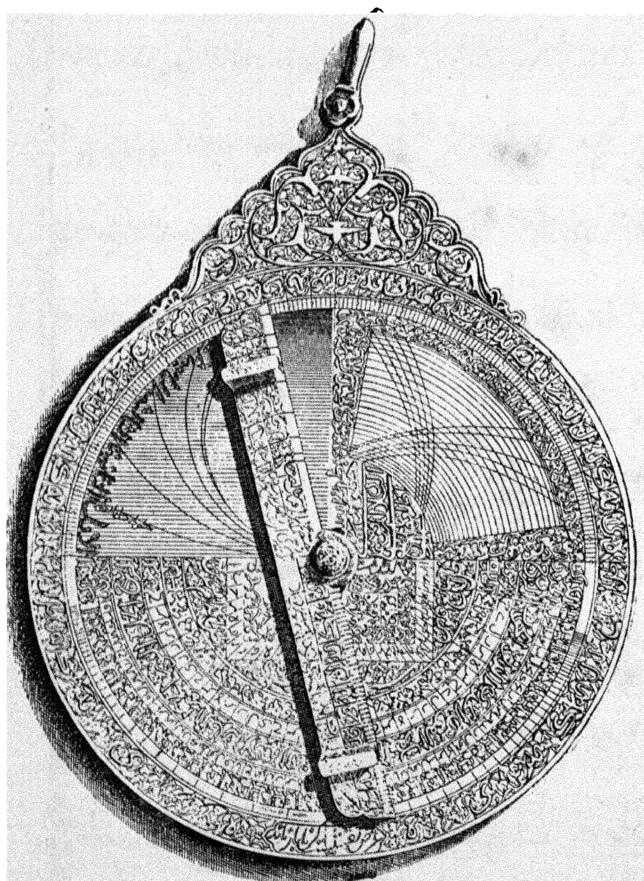
[۱] یورپ مین اس کو "اون پیس" کہتے ہین - [۲] اس نے مراکش مین ۵۸۱ھ سنہ ۱۱۸۵ء مین انتقال کیا

[۳] اس نے ۵۹۵ھ مطابق ۱۱۹۹ء مین انتقال کیا -

کے نام سے موسوم کرتے ہین اور اس کے لایق ہمعصر ابوالولید[1] محمد بن احمد ابن رشد نے اپنے خیالات کی آزادی مین بڑی ناموری حاصل کی۔ اکثر متعصب علمانے ان فلاسفہ کی بہت مخالفت کی اور بعض اوقات عوام الناس کو ان سے ایسا برافروختہ خاطر کیا کہ خلیفہ کو چند روز کے لیئے ان لوگون کو ملک سے خارج کردینا پڑا۔ یورپ مین اس وقت تک عام خیال یہ ہے کہ عربون نے فلسفہ مین ترقی نہین کی بلکہ صرف فلاسفہ یونان کی کتابون کے ترجمہ اور اون کی شاگردی پر اکتفا کیا۔ لیکن یہ صحیح نہین اس لیئے کہ باوقعت اور نہایت مشہور فلاسفہ یورپ متفق اللفظ ہین کہ عربون نے اس علم مین بہت ترقی کی تھی اور اپنے جدید خیالات کو بلالحاظ نقصان اور مضرت نہایت آزادی کے ساتھہ ظاہر کیا کرتے تھے مسیو رینان[2] تحریر کرتا ہے کہ ابن رشد اپنے اوستاد ارسطو پر بھی فوق لے گیا تھا اور اس نے بلاخوف مضرت اپنے خیالات کو ظاہر کیا۔ چنانچہ ابن رشد کو بقائی روح اور بعث ونشر سے انکار تھا اور اوسکا یہ قول تھا کہ انسان کو اوس کے اعمال کی سزا یا جزا دنیا مین مل جاتی ہے۔

---

[1] اس کو یورپ مین اویر وز کہتے ہین اس نے ۵۹۵ھ مطابق ۱۱۹۸ء مین انتقال کیا۔ یہہ اشبیلیہ اور قرطبہ کا قاضی بھی رہ چکا تھا۔ [2] یہ نہایت مشہور اور معروف فرانس کا فلاسفر گزرا ہے۔



اسطرلاب

آخرت کا وہ قائل نہ تھا۔

عقبیٰ کی نسبت بہی اس کے خیالات بالکل نئے بلکہ بلحاظ مذہب کفر تک پہونچے تھے۔ وہ ان تمام باتون کو قصہ اور کہانی تصور کرتا اور کہتا ہے کہ انسان حظ نفس کو ان ہی کہانیون کی بدولت دونے معاوضہ کی امید پر ترک کرتا ہے اور یہ کوئی قابل تعریف چیز نہین اس واسطے کہ بہت سے ایسے لوگ موجود ہین جو ان کہانیون کو نہین مانتے تگر نیکی مین ان لوگون سے کم نہین ہین

علوم ہیئت و ریاضی

علوم ریاضی اور ہیئت[1] مین بہی جو ناموری **اندلس** کے عربون نے حاصل کی تہی اوس کی شہادت ان علوم کی تمام کتابین جو یورپ مین شائع ہوئی ہین دے رہی ہین۔ افسوس تو اس امر کا ہے کہ عربون کے عیسائی جانشینون نے عربی کتب خانون کو محض بوجہ تعصب مذہبی نیست و نابود کر دیا لیکن جن مصنفین اہل یورپ نے علم ہیئت کے متعلق کچہہ لکہا ہے اونہون نے جابجا اپنی کتابونکو علمائی عرب کی رائی اور استدلال سے مزین کیا ہے جس سے ہم بہت اچہی طرح دریافت کر سکتے ہین کہ انہون نے اس علم مین اس درجہ ترقی کی تہی کہ نہون نے محققین یونان مثل **بطلیموس** وغیرہ کی تحقیقات کو غلط اور نا مکمل ثابت کر دیا۔

[1] اس علم کی تحقیقات کے لیئے رصد خانہ بنا دئے گئے تہے۔ چنانچہ اشبیلیہ کا گرالڈا اس وقت تک موجود ہے

ابن عبد الرحمن الزرقال۔ اندلس کے ایک مشہور مہندس نے طلیطلہ مین ایک اسطرلاب اور گہڑیان تیار کی تہین جب یہ اشبیلیہ آیا تو یہانکے شاہان بنی عباد نے اس کی بڑی قدر کی۔ چنانچہ معتمد کے زمانہ حکومت مین اس نے ایک کتاب علم ہیئت اور آلات پر جو اس نے بکمال محنت و تحقیق ایجاد کی تہی لکہی تہی الزرقال نے نہایت صحت کے ساتہہ سالانہ استقبال معدل النہار کا پچاس ثانیہ ہونا معلوم کیا تہا جو اس ہمارے زمانہ کی تحقیقات سے بالکل صحیح ثابت ہوا اندلس کے مہندسین نے بقول مسبوسدی یو علمائے بیت النصاری کے قبل یہ دریافت کرلیا تہا کہ سیارون کی حرکت بیضاوی ہے اور زمین آفتاب کے گرد حرکت کر رہی ہے۔

علم جغرافیہ عربون کو علم جغرافیہ کا شوق اوس زمانہ سے ہوا جبکہ یہہ تجارت مین ترقی کرتے ہوئے اون ممالک مثل چین و ہند وغیرہ تک جا پہونچے جن سے اہل یورپ بالکل واقف نہ تہے اولاً یہ علم سفرنامون کے ذریعے سے بلاد شرقیہ مین پہیلا۔ بڑے بڑے اسفار مثل ابن بطوطہ وغیرہم نے اپنے اپنے سفر کے جو حالات لکہے ہین اون مین وہانکے جغرافیہ کا بہی ذکر کیا ہے اسی طرح رفتہ رفتہ ایک خاص فن بن گیا۔ اندلس کے مشہور جغرافیہ دان کا نام ادریسی ہے اس نے جو مشہور جغرافیہ

۱۱۵۴ء مین لکہا تہا۔ اوس مین صرف وہ واقعات بہی جو اس کو متقدمین کی تصانیف سے معلوم ہوئے تہے درج نہین ہین بلکہ اس نے جو تحقیقات کہ بذات خود کی تہی اور نیز جو واقعات اس کے ہمعصر سیاحون سے دریافت ہوئے تہے مع متعدد نقشون کے بالتفصیل درج ہین۔ سیکڑون برس علمائ یورپ کا دار و مدار اس فن کا اس ہی جغرافیہ پر رہا

فن طب فن طب نے جو ترقی مشرق مین کی تہی اوس کے اس مقام پر بیان کی ضرورت نہین پائی جاتی۔ تمام دنیا واقف ہے کہ عربون نے اس فن مین کسقدر کمال حاصل کیا تہا **بو علی سینا** اور **ابوبکر محمد الرازی** سے مشرق اور مغرب دونون واقف ہین۔ ایک زمانہ دراز تک اہل یورپ ان ہی لوگون کے پیرو رہے اور ان کی تصانیف کو لاطینی اور فرانسیسی وغیرہ زبانون مین ترجمہ کر کے مستفید ہوتے رہے[1] لیکن بعض ناواقف لوگون کے خیالات کو رد کرنے کی غرض جو ترقی کہ **اندلس** کے عربون نے عمل جراحی مین کی تہی تحریر کرنا لازمی سمجھتے ہین۔ عام طور پر یہ خیال پہیلا ہوا ہے کہ عربون نے اس فن مین ترقی نہین کی۔ اس کی تائید مین بیان کیا جاتا ہے کہ مذہب اسلام مین مردے کی

---

[1] تمدن عرب مترجمہ مولوی سید علی بلگرامی۔

چیر پہاڑ قطعاً ممنوع ہے اور جبتک کہ علم تشریح پر کوئی شخص حاوی نہ ہو وہ عمل جراحی مین ترقی نہین کرسکتا۔ اس کی نسبت **مسبولیون** لکھتا ہے کہ "فن جراحی کی بہی ابتدائی ترقی عربون ہی سے ہوئی اور زمانہ حال تک اون ہی کی تصانیف پر یورپ کے مدارس طبیہ کا دار و مدار رہا۔ گیارہوین صدی عیسوی مین اون کو موتیا بند کا علاج زجاجیہ کے دبا دینے یا اوس کے نکالنے سے معلوم تہا۔ پتہری کا نکالنا جس کو **البقاسیس** اس وضاحت کے ساتہہ لکہتا ہے۔ خون کو ٹہنڈے پانی سے بند کرنا۔ محرقہ ادویات اور ریشمی ٹانکونکا استعمال اور زخم کا آگ سے جلانا وغیرہ یہ کل معالجات عربون مین جاری تہے۔ بیہوشی کی دوا دینا بہی جو بالکل جدید ایجاد خیال کی جاتی ہے ان سے مخفی نہ تہا۔ وہ لکہتے ہین کہ سخت عملیات جرّاحی سے پہلے مریض کو کوئی منشی دوا دینی چاہیئے جس سے وہ سوجائے اور اوس مین حس و حرکت باقی نہ رہے"[1]

اندلس کے مشہور طبیب اور جراح **ابوالقاسم بن عباس البقاسیس** نے عمل جرّاحی کے آلات ایجاد کیئے تہے اور ایک مبسوط کتاب اس فن مین موسوم بہ "**التصریف لمن عجز عن التالیف**" جس مین اس نے نہایت

[1] تمدن عرب مترجمہ مولوی سید علی بلگرامی فصل دوم علوم طبیہ۔ صفحہ ۵۵۴۔

تحقیق کے ساتھ پتھری نکالنے۔ بچے جنانے۔ فتق اور دانت اور آنکھون اور ٹوٹی ہڈی کے درست کرنے وغیرہ وغیرہ پر بحث کی ہے لکھے تھے۔ اسی طرح **ابومروان عبدالملک بن زہر** جو **یوسف تاشفین** کے زمانہ مین گزرا اور **ابن رشد۔ اندلس** کے مشہور فلسفی نے بھی عملیات جرّاحی پر ایسی کتابین لکھی ہین جنکی آج قدر کی جاتی ہے۔

علم حیوانات و نباتات

علم طب کے ساتھ عربون نے علم حیوانات اور نباتات اور فنون و اکتشافات مین بدرجہ غایت تحقیق و تدقیق کی تھی۔ مغربی عرب جنھون نے اندلس کو اپنا وطن مالوف کر دانا تھا اپنے مشرقی بھائیون سے ترقی علوم و فنون مین کسطرح کم نہ تھے **قرطبہ** اور **غرناطہ** اور دیگر بڑے شہرون مین خاص اہتمام کے ساتھ باغ تیار کیئے گئے تھے جس مین اقسام کے نادر اور کمیاب درخت علم نباتات کی تحقیق کے لیئے دور دور سے منگا کر لگائے گئے تھے۔ علم حیوانات مین جو ترقی انھون نے کی ہے اوس کے دریافت کا اگر کسی کو شوق ہو تو **بوعلی سینا** کی تصانیف کی سیر کرے۔

کاغذ

علاوہ ہتیار اور دباغت کیئے ہوئے چمڑے کے عربون نے کاغذ ایجاد کیا۔ کاغذ کی ایجاد چینیون کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ

چینیون نے پہلے ریشم سے کاغذ بنایا تہا۔ اگر ہم اس کو تسلیم بہی کرلین تاہم یہہ اچہی طرح ثابت ہے کہ یورپ مین کاغذ سن اور روئی کا بنا ہوا عربون ہی کے ذریعہ سے مروج ہوا اور یہ اوس کے موجد تہے۔ اس وقت **اندلس** کے اسکوریل کتب خانہ مین ایسی دستاویزین اور کتابین موجود ہین جو گیارہوین صدی عیسوی مین لکہی گئی تہین۔ اوس زمانہ مین اہل یورپ چمڑے پر لکہا کرتے تہے۔ اور یہہ کتابین کاغذ پر لکہی ہوئی ہین[1]۔

توپ وبارود

بارود اور توپ ان دونون چیزون کے موجد عرب ہین اور جس طرز سے کہ بعض ہمعصر عیسائی مصنفین نے ان چیزون کی طرف اشارہ کیا ہے اوس سے خود ثابت ہے کہ یہہ لوگ ان سے بالکل ناواقف تہے **ادفونش** یازدہم کی تاریخ مین لکہا ہے کہ ”شہر کے مسلمان بہت سی گرجنے والی چیزین اور لوہے کے گولے بہت بڑے سیب کی برابر پہینکتے تہے۔ یہہ گولے اس قدر دور جاتے تہے کہ بعض فوج کے اوس پار ہوجاتی تہے اور بعض فوج مین گرتے تہے[2]“

عربون نے بارود کا نسخہ اور اوس کا استعمال بہی بتایا ہے۔

(۱) اوس سفوف اور اوس کی مقدار کا بیان جو مدفع مین بہرا جاتا ہے۔

---

[1] تمدن عرب۔ [2] تمدن عرب مترجمہ مولوی سید علی بلگرامی۔ صفحہ ۴۴۱۔

شورہ دس درم۔ کوئلہ دو درم۔ اور گندہک ڈیڑہ درم۔ ان کو نہایت باریک پیسکر مدفع مین تہائی تک بہرنا چاہیئے اور اس سے زیادہ نہین کیونکہ اوس کے پہٹ جانے کا خوف ہے۔ بہرنے کے لیئے مدفع کے منہہ کی برابر ایک لکڑی کا گز بنائین اور اوس سے بارود کو زور سے ٹہوکین اور پہر اوس کے اوپر گولہ یا لوہے کا ٹکڑا ڈالین اور اوس کے بعد فقیلے مین آگ دین۔ مدفع کی لمبائی اوس کے سوراخ کے مطابق ہونی چاہیئے۔ اگر سوراخ بڑا ہو اور مدفع اوس کے مطابق نہ ہو تو اوس مین عیب ہوگا۔[1]

تعلیم نسوان

علوم وفنون مین صرف مرد ہی مشہور نہ تہے۔ بلکہ اندلس کی عربی عورتون نے ہر قسم کے علم وفن مین اس درجہ ترقی کی تہی کہ یہ بہی علمائی وقت سے کم نہ سمجہی جاتی تہین۔ عربون کی روشن خیالی کی اس سے عمدہ دلیل نہین مل سکتی کہ انہون نے اپنی عورتون مین بہی حصول علم کا شوق پیدا کیا اور اون کو پوری آزادی یہان تک کہ علمی[2] مباحثون مین اکثر تعلیم یافتہ عورتین بہی شریک رہا کرتی تہین اور جویای علم وادب بلا کسی قسم کے خیال اور شرم کے ان سے

[1] تمدن عرب مترجمہ مولوی سید علی بلگرامی صفحہ ۲۴۴ مسیو لیبون کے اس بیان کی تائید کہ یورپ مین سب سے پہلے عربون نے بارود اور توپ کو استعمال کیا تہا المقری و ابن خلدون عرب مورخین سے بہی ہوتی ہے۔ [2] از ابلانیڈ فردنند مصنفہ پرسکاٹ باب صفحہ ۱۹۲ نوٹ ۳

درس لیا کرتے تھے زینب اور حمدا دونون متوطن دار الحمہ۔ زیاد نامی کتب فروش کی بیٹیان تھین ابن عباد اپنی تصنیف تحفة القدیم مین تحریر کرتا ہے کہ باوجود حُسن عصمت اور دولت دنیا کے اونہون نے ایسی لیاقت حاصل کی تھی کہ اوس وقت کے نامی علما، کی مجلسون مین مثل اپنے برابر والون کے شریک ہوتی تھین مگر کبھی کسی کے منہہ سے ان کی شکایت یا خلاف تہذیب برتاؤ کا حرف تک نہ نکلا حفصہ نے خوشنویسی مین وہ نام پیدا کیا تھا کہ اندلس کے مشہور خوشنویس اس سے آکر اصلاح لیا کرتے تھے ۔ ان عورتون نے صرف ادب اور شعر وسخن پر اکتفا نہین کیا بلکہ مثل اپنے باپ اور شوہرون اور بہائیون کے فلسفہ اور ہیئت۔ ریاضی اور طب مین بہی کمال حاصل کر لیا تہا۔ العار وضیہ صرف ونحو اور معنی اور بیان مین بے مثل تہی اور مریم بنت ابو یعقوب الانصاری ساکن اشبیلیہ شاعری اور ادب اور ام الہنی قانون مین درس دیا کرتی تہین۔ الغرض کوئی فن ایسا نہ تہا جو عورتون سے چہوٹا ہو۔ تاریخ کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ بہ نسبت ہمارے زمانہ قدیم کے عرب کس قدر آزاد منش اور روشن خیال تہے مجکو ایک واقعہ اچہی طرح یاد ہے جس کا اظہار اس مقام پر خالی از لطف نہ ہوگا۔ ایک روز

ایکروز ایک صاحب جو فی زمانناعالم سمجھے جاتے ہین میرے پاس بغرض ملاقات
آئے اثنائی گفتگو مین عورتون کی تعلیم وتربیت اور اون کے ساتھہ جو برتاؤ مرد
آجکل کرتے ہین ان باتون کا ذکر آیا۔ ان صاحب نے جو عورتون کے نام ہم
بازنہایت حقارت سے لیتے تہے کہا کہ خدائی تعالی نے خود ان کو ناقص العقل
کا خطاب دیا ہے یہ صرف اس قابل ہین کہ گہر مین قید رہین اور گہر کا انتظام اور
بچون کی نگرانی اور پرورش کرین۔ عورتون کا درجہ اسلام مین کنیزون سے کسیطرح
زیادہ نہین ہے۔ گو پردہ کا مین بہی طرفدار ہون لیکن یہ مذموم کلمے ایک عالم
سے سن کر مجہکو صرف تعجب ہی نہین بلکہ بہت افسوس ہوا۔ جو بین فرق
کہ ان قدیم وجدید خیالات مین ہے اوس کی صراحت وتوضیح کی ضرورت نہین
صاف ظاہر ہے کہ مسلمانون کی حکومت وثروت کے ساتھہ اون کی طرز
معاشرت اور خیالات مین کس قدر تنزل وپستی واقع ہوئی ہے اس کا اصل
باعث یہ ہے کہ آجکل ہمارے علما ہین سے زیادہ تر خود اپنی قومی تاریخ سے
بے بہرہ ہی نہین بلکہ اوس سے واقف ہونے کی کوشش تک نہین کرتے
عربی مین صرف ونحو اور فارسی مین گلستان اور بوستان اور اردو مین قصص وحکایات
پڑہکر اپنے کو وحید عصر تصور کرنے لگتے ہین۔ اگر کوئی بدقسمت اون کی طرز روش پر

اعتراض کر بیٹھے تو وہ فوراً صرف جاہل ہی نہین بلکہ کافر جہنمی قرار دیا جاتا ہے۔
اس جگہہ ابوالفضل کے یہہ اشعار مصداق اس قول کے ہین ؎

توخود می نشنوی بانگ دہل را	رموزِ سرِ سُلطان راچہ دانی
ترا از کاف کفرت ہم خبر نیست	حقائق ہای ایمان راچہ دانی

شجاعت

پانچسو برس قبل اندلس مین عربی عورتین نقاب افگن باہر نکلا کرتی تہین اور علاوہ علمی مباحثون کے کہیل و تماشون کے جلسون کی صدر نشین بنکر اپنے پرتو تہذیب و اخلاق سے ان کو زیب و زینت بخشا کرتی تہین۔

جب نوجوان ہونہار عرب کسی نازنین کے حُسن خداداد پر فریفتہ ہوتے تہے تو بمصداق ؎

عاشقی چیست بگو بندۂ جانان بودن	دل بدست دگرے دادن وحیران بودن

عشاق کسی پُرفضا دامن کوہ کے میدان مین جو نہایت اہتمام سے تیار کیا جاتا تہا قسمت آزمائی کے واسطے جمع ہوتے تہے اور یہان اس پری زاد زہرہ تمثال رہزن دین و ایمان کو نظرون کے سامنے جو نقاب افگن لباس فاخرہ در بر تاج مکلل بجواہر بر سر بہزار ناز و انداز رونق افروز بزم ہوتے تہے۔ ایک ایک نشانی اپنے محبوبہ دلنواز کی لیئے مسلح و مکمل فن سپہ گری کے جوہرون کو ختم کر دیتے تہے

ان کے چہرون سے جو بے قراری اور پریشانی ظاہر ہو رہی تھی اوس کا اندازہ وہی کر سکتے ہین جو عشق و عاشقی کے لطف سے واقف اور راہ عشق مین اپنی ہستی کو مٹا چکے ہین۔ ان کے کلیجون کی دہک دہک اور دل کے اضطرار سے یہ آشکار تھا کہ کسی ماہ پارہ آفت جان غارت گر دین و ایمان کے شعلہ عشق نے ان کے دل اور جگر کو کباب کر دیا ہے۔

ٹھیر اے دل چھری تلے دم لے
ایسی کیا تجھکو بیقراری ہے

دیر مین جلوہ گر صنم ہو گا
ہان یہی وقت ہوشیاری ہے

بت بیداد گر سے ملنا ہے
شب معراج یہہ ہماری ہے

ہم کو حاذق نے کر دیا بدنام
واہ کیا شرط رازداری ہے

ایک طرف نوجوان خوش وضع عرب زرہ فولادی زیب تن کیے آلات حرب سے آراستہ۔ عربی مرکب پر سوار عاشقانہ اشعار پڑھتا ہوا نظر آتا تھا اس کی سپر آہنی کی پشت پر اس کا دل مضطر ناوک ناز سے زخمی منقش تھا۔

کوئی میرے دل سے پوچھے تری تیر نیمکش کو
یہ خلش کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

دوسری طرف اس کا مدمقابل ہمسن اور ہم مذاق وہم وضع اپنی ڈھال پر نقشہ ایک کشتی کا جو دریای تلاطم بلاخیز سے تباہ حال نظر آتی تھی نیزہ بدست نازنین صدر

نشین کے اشارہ کا امید وبیم کے جوش واضطراب کے ساتھہ منتظر تہا۔

اگر زور سے شکست زدریا چہ میرود	پیداست سبے نیازی عشق از فنائی ما

ان مین سے جو اوس میدان کارزار مین پوری طرح کامیابی حاصل کرتا تہا یہ دولت عظمی اوسی کو نصیب ہوتی ہتی۔

الغرض یہ عربون کی شجاعت اور روشن خیالی ہتی کہ انہون نے عورتون کو کبہی ذلیل وحقیر نہین سمجہا اور ہمیشہ اون کی توقیر وحفاظت مین اپنی جانون کی پروانہ کی۔ یہ باعصمت ولایق عورتون کی صحبت کا اثر تہا کہ عربون کی تہذیب اور اخلاق اور اون کی حسن معاشرت کی تعریف وتقلید تمام یورپ کرتا تہا[۱]۔

عربون کا اثر یورپ پر

اب ہم اس امر کو ثابت کرنا چاہتے ہین کہ عربون کے تمدن وطرز معاشرت کا اثر **اندلس** پر خصوصاً اور یورپ پر عموماً کیا ہوا تہا۔ کسی قوم مسلطہ کے نیک یا بد اثر کا اقوام مفتوحہ پر معلوم کرنیکے لئے منجملہ دیگر ذرائع کے ایک عمدہ اور مورخانہ طریقہ یہہ ہے کہ اقوام متاثر کی اون حالتون کا مقابلہ کرین جو حالت ان کی مفتوح

---

[۱] رینالڈ۔ اس کی نسبت ہسٹری آف دی سارسنس مصنفہ جسٹس امیر علی باب ۳ صفحہ ۵۷۰ اور پرسکاٹ اور کونڈی کی تصانیف بہی پڑہنے کے قابل ہین۔ جہان تک دریافت ہوا ہی اس قسم کی آزادی صرف اندلس کے عربون مین پائی جاتی ہی بعض مصنفین اہل یورپ کا یہ بہی قول ہی کہ شولری نے یورپ مین انہین عربونکی بدولت رواج پایا تہا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو نگارستان قدرت مصنفہ نواب آغا مرزا بیگ خان وسرالملک بہادر

ہونیکے قبل زمانہ تسلط اور پہر اس اثر کے زایل ہونے کے بعد ہوئی۔ حالت
اول کو ہم پہلے مفصل طور پر تحریر کر چکے ہین۔ حالت دوم کا اندازہ بہی اس
تاریخ کے ملاحظہ سے ہوسکتا ہے۔ مگر اس اخیر باب مین جو واقعات کہ مندرج
ہین بلحاظ اونکی اسلامی تمدن کے زبردست تسلط کا ذکر لازمی سمجھتے ہین۔ اقوال
مصنفین و مورخین یورپ جو ہم نے جا بجا واقعات تاریخی کے ثبوت مین استنبالاً
پیش کیئے ہین اون سے ناظرین با تمکین پر کافی طور پر منکشف ہوگیا ہوگا کہ عربونکی
تہذیب و اخلاق اور اون کے نئے تمدن نے اہل یونان اور روما اور نیز
اون وحشی اقوام کو جنہون نے یونان اور روما کی سلطنتون کو تہ و بالا بلکہ نیست
و نابود کر دیا تہا جامہ انسانی پہنایا۔ ان کے علمی ذوق و شوق نے تمام یورپ
کے لیئے ادب و فلسفہ۔ صنعت و حرفت بلکہ تمام علوم و فنون کے جس سے وہ
بالکل بے بہرہ تہا دروازے کہول دیئے تہے اور تقریباً آٹہہ سو برس تک عرب
ہر چیز مین اہل یورپ کے اوستاد بنے رہے۔ عربون کے تسلط کے سو برس
کے اندر اندلس کے عیسائیون کے خیالات و طرز معاشرت مین ایسا تغیر
واقع ہوا تہا کہ جس کی حد و پایان نہین۔ اس سے پہلے تمام یورپ پر جاہلیت کا
اندہیرا چہایا ہوا تہا۔ علم جو صرف مذہبی کتابون پر منحصر تہا۔ پادریون اور اون کے

مذہبی پیشواؤن تک محدود تہا۔ یہ لوگ انجیل کو پڑھ لیتے تہے اور کسی قدر لکھ
بہی لیتے تہے اور اپنے اثر و وقعت کو قایم رکہنے کی غرض سے عوام الناس
کو ان باتون سے صرف منع ہی نہین بلکہ نہایت جبر و زیادتی کے ساتہہ روکتے
تہے۔ غرض امیر و غریب سب گویا بے دست و پا تہے اور ذراسی بی اعتدالی
یا عدول حکمی پر پوپ ان کو مذہب سے خارج کر دیتا اور ہر قسم کی جسمانی تکلیف
پہونچاتا تہا۔ عرب جب **اندلس** پر مسلط ہوئے تو ان وحشی اور خود غرض پادریونکا
اثر بہی بتدریج زائل ہونے لگا اور رفتہ رفتہ عیسائیون کو مذہب وغیرہ مین وہ
آزادی حاصل ہوئی اور ان کے خیالات مین وہ تغیر واقع ہوا کہ **عبدالرحمن**
ثانی کے زمانہ حکومت مین جب ان کے پیشواؤن نے ان کو اپنا مذہب یاد دلاکر
بغاوت پر آمادہ کرنا چاہا تو باستثنائی چند خود غرضون کے امیر و غریب سب نے
ان کا ساتہہ دینے سے انکار کر دیا اور یہ جواب دیا کہ جب ہم کو عربون نے ہر طرحکی
آزادی دے رکہی ہے اور ہمارے معبدون اور جائداد کی پوری حفاظت کیجاتی
ہے تو محض ہوس حکومت مین ان تمام فوائد اور اپنی جانون کو تلف کرنا عقل و دانش
کے بالکل خلاف ہے۔ عیسائی امیر زادون نے اپنی زبان اور علم کو بالکل ترک
کر دیا تہا اور نہایت شوق کے ساتہہ ہر چیز مین عربون کی تقلید کرتے

تھے[1]۔ یہہ نہایت محنت و دلدہی کے ساتھہ عربی زبان کو حاصل اور اوس مین نظم و نثر لکھنے کی کوشش بلیغ کرتے تھے۔ فرقہ **قسیسین** آبنای **قطن** کی یہ حالت دیکھہ کر اپنے دل ہی دل مین کباب ہوتے تھے۔ مگر عربون کا وہ رعب ان پر چھایا تھا کہ زبان سے ایک حرف بھی نہ نکال سکتے تھے۔ ایک پادری **یولوجیس** نہایت تعصب آمیز الفاظ مین کہتا ہے کہ اب عیسائی عربی زبان و تمدن پر اپنی جانین نثار کرتے ہین اور اپنی مادری زبان اور اپنی مذہبی کتابون کو نظر حقارت سے دیکھتے ہین[2]۔

رفتہ رفتہ عربی زبان نے وہ اثر پیدا کیا کہ خاص **اندلس** کی زبان مین بے انتہا عربی الفاظ شریک ہوگئے۔ **مسیو ڈوزی** نے بکمال محنت **اندلس** اور **پرتگال** زبانون کے اون الفاظ کی جو عربی سے مشتق ہوئے ہین ایک خاص لغت تیار کی ہے۔ ایک دوسرا فرانسیسی مصنف عربی زبان کے اثر کے متعلق لکھتا ہے کہ "یہ امر نہایت قرین قیاس ہے کہ عربونہی کی زبان سے جو آٹھوین صدی عیسوی سے بحر متوسط پر قابض تھے فرانسیس اور اطالی زبانون مین اکثر وہ الفاظ اخذ کیے جائین جو جہازرانی اور بحری انتظام سے متعلق ہین۔ اور

---

[1] مورزان اسپین مصنف لینپول باب ۵ صفحہ ۹۰۔ [2] لینپول باب ۵ صفحہ ۹۰۔

قطب نما کا آلہ بہی جو غلطی سے چینیون کی طرف منسوب کیا جاتا ہے انہین کے ذریعے سے یورپ مین آیا۔ یہہ بہی قرین قیاس ہے کہ جس وقت باقاعدہ اور مستقل فوجین یورپ مین قائم ہونے لگین تو افسرون کے نام اور لڑائی مین نعرے کے الفاظ بہی عربون ہی سے لیے گئے اور انتظام مملکت کے متعلق اصطلاحین بہی **بغداد** اور **قرطبہ** سے اخذ کی گئین **فرانس** کے طبقہ ثالث کے سلاطین پوری طرح عربون کے مقلد تہے اور اسی وجہ سے شکار کے متعلق اکثر الفاظ عربی الاصل ہین۔ اسی طرح ٹورنامنٹ کا لفظ جس کو اہل لغت لاطینی سے مشتق کرتے ہین فی الواقع عربی لفظ دوران سے نکلا ہے جو ایک قسم کی فوجی ورزش تہی جس کا ایک جزو دائرہ کے گرد پہرنا تہا لیکن زیادہ تر الفاظ جو ہمین عربون سے ملے ہین وہ علمی اصطلاحات ہین۔ ہمارا علم ہیئت ان اصطلاحون سے معمور ہے۔ اکثر ستارون کے نام ہی عربی ہین اور ریاضی کی اصطلاحات۔ کیمیا کی اصطلاحات اور علم حیوانات اور علم طب کی بہت سی اصطلاحات اور ادویہ کے نام عربی سے اخذ کئے گئے ہین۔ حشیش جو ہماری زبان پر ہے عربی ہے اور اس سے مشتق لفظ اساسن ہے جس کے معنی یورپ کی زبانون مین اوس قاتل کے ہین جو چہپ کر مارے[1]

[1] تمدن عرب مترجمہ مولوی سید علی بلگرامی صفحہ ۴۰۴۔

بہ یک گردشِ چرخِ نیلوفری	نہ نادر بجا ماند نے نادری

نہایت عبرت و افسوس کا مقام ہے کہ آن واحد مین خوشنما اور خوبصورت نقشہ بنا ہوا اُبگڑ گیا اور **غرناطہ** کی دیوارون کے سامنے اوس وسیع و سرسبز و شاداب میدان مین عربون کی حکومت ختم ہوگئی اور **قصر الحمرا** مین عیسائی پہرتے نظر آنے لگے۔ جب عیسائی آٹھہ سو برس بعد **اندلس** پر دوبارہ قابض ہوئے تو انہون نے جو فایدہ عربون کی انصاف پروری۔ روشن خیالی سے صدیون اوٹھایا تھا۔ بالکل بہول گئے اور باوجود متعدد معاہدون کے ان کے ساتھہ ایسی بدسلوکی اور بے رحمی اور سنگدلی سے پیش آئے کہ جس کے صرف خیال سے رونگٹے بدن پر کہڑے ہوتے ہین۔ تمام ملک مین انکویزیشن یعنی مذہبی عدالتین قائم ہوگئین جہان ہزارہا مسلمان صرف اس خطا پر کہ انکا دین اسلام تہا جلا دیے گئے۔

یہہ وہ قتل عام تہا جس کی مثال تاریخ کی بھول بھلیون مین ہرگز نہ ملے گی ادہر تو عرب قتل اور خارج البلد ہونے لگے اور اودہر **اندلس** مین اوسی وقت سے تنزل شروع ہوا۔ پادری دوبارہ ملک و قوم پر پہر مسلط ہوگئے۔ اور علوم و فنون۔ زراعت و حرفت وہ تمام چیزین جن پر قوم و ملک کی ترقی و عظمت منحصر ہین بالکل مفقود

ہوگیئن دار العلوم مدارس و رصدگاہین ۔ کہنڈر ۔ بڑے بڑے صنعت وحرفت
کے کارخانے بند ۔ لہلہاتے کہیت ۔ سرسبز و شاداب باغ اوجاڑ ہوگئے
غرض تہوڑے ہی عرصے مین تمام ملک ویران ہوگیا ۔ مدرڈ کی مردم شماری چار
لاکہہ سے دو لاکہہ رہگئی **اشبیلیہ** کے پندرہ سو کارخانون مین سے جنمین
ایک لاکہہ تیس ہزار آدمی روزانہ کام کرتے تہے تین سو کارخانے وہ بہی برائے نام باقی
رہ گئے **قرطبہ طلیطلہ** وغیرہ بڑے بڑے شہر جن کی دنیا مین نظیر نہ تہی ویران
ہوگئے ۔ **طلیطلہ** مین کپڑے کے پچاس کارخانون مین صرف تیرہ رہ گئے اور
ریشمی کپڑے کے کارخانے جن مین چالیس ہزار آدمی کام کرتے تہے بالکل
بند ہوگئے ۔ ملک کی حالت اس قدر تباہ و برباد ہوئی کہ معمولی سے معمولی کام کے
لیئے بہی **فرانس** و **جرمن** وغیرہ سے کاریگرون کو لانا پڑا ۔ وہ مذہبی عدالت
جو مسلمانون اور یہودیون کے قتل و غارتگری مین مصروف تہی اب آب نائی وطن
کی طرف متوجہ ہوئی اور پادریون کے فنون نے عیسائیون کو بہی زندہ جلانا شروع
کیا قوم کی ہمت تباہ اور اس کے خیالات مین ایسی پستی واقع ہوئی تہی کہ غریب
سے لے کر بادشاہ تک کسی مین اتنی لیاقت وجرات نہ تہی کہ وہ ملک و قوم کو ان
آفات سے بچالے ئے چنانچہ اس ہماری زمانے تک ملک **اندلس** ظلمت و جہل مین مبتلا ہے

ترقی کے اسباب تو ہم نے بیان کر دئے۔ اب تنزل کے وجوہ کی تلاش باقی رہ گئی۔ یہ تاریخ ملاحظۂ ناظرین مین پیش کی جاتی ہے اسی مین سے ان وجوہ کا پتہ مل سکتا ہے کہ یہ عرب اندلس کے اپنے آبا واجداد سے کس چیزین سابق اور کس امر مین مسبوق تھے۔ چونکہ دل نہین چاہتا ہے کہ ان غربائے اندلس کا مرثیہ خوان بنئیے اس واسطے اسی مختصر پر ہم ختم کلام کرتے ہین۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ [1]

نوشتہ بماند سیہ بر سفید

نویسندہ را نیست فردا امید

---

[1] اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ کہ ماؤن کے پیٹ مین ہے اور (یہ) کوئی نہین جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا۔ اور (یہ بھی) کوئی نہین جانتا کہ وہ کون سی زمین پر مرے گا اللہ ہی جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔



تقریظ

بجناب قدوۃ المحققین وزبدۃ المدققین راس الفقہا والمتکلمین استاد الکل فی الکل المسلم عند الکل سلیل السادۃ جلیل القادۃ مولٰنا ومقتدٰنا آقائی السید علی شوستری سلطان العلما ادیب الدولہ استاد الملک بہادر مازالت شموس علومہ طالعۃ

الحمد للہ الذی لم یورخ ازلیتہ فلم یزل قدیما ولم ینسخ ابدیتہ فلا یزول باقیا حکیما احکم صنع الفلک الدوار فاولد منہ الزمان والادوار وجعل لکل دورٍ طوراً وابدع فی بستان الحکمۃ زھراً ونوراً فالازھار کواکبہ والانوار ربنہا سواکبہ والارض یرثہا من عبادہ الصالحون ویغتنہا الطالحون ولاکن الاشیاء تعرف باضدادھا والامثال تتشغف الی اندادھا وخیر الادوار ما صلحت فیہ المعاش والمعاد والاقدار وھو دور الاول الاخر الباطن الظاھر السامع الناظر خیر من وطی الارض وخوطب من السماء بطہ فلم یسطح الارض الا لکی یطاھا وبعد

ذلك بطيبة الطيبة يا ولها فافتخرت الارض به على سماها وعلت
منه على ذكاها ففيها من شرف بنعليه وداس عرشها وفرشه علاها
اذ علاها وله رفع سمكها فسوىها والليل اغطش ضحاها فالدّعوة
الى الله منتهى مناه ازعن الشرك صفاها وعرف الناس قبلتها ومناها
بمروتها وصفاها وجعلها فى دنياها انموزجة لاخرٰلها محمد المبعوث
من كان ممكنا وجل عن الامكان فالامر بهم صلى الله عليه صلوة تليق بجلاله وجماله
اما بعد پس چون در علم تاریخ خصوصا تواریخ اسلامیه کثرالله امثالهم فی البرّیه
من التجربه موجب عبرت الوالابصار وعبرات اشک اعتبار برخسار است وهم
درین تعلیمات عملیه وعلمیه که بصورت غلبه پیشینیان چگونه مقام اعلیٰ را از طلبه بوده اند
پس اگر خلف تقلید سلف کنند هرآئینه گوئی سبقت ازهمگنان ربایند و نرد از حریفان
برند وفوائد بسیار که در تمدن وسیاست مدن دران دستیاب می شود واضح است
که در دین ودنیا ودارالابتلاء والعقبیٰ هردو مثمر ثمرات است وبلکه موجب برآمدن
حاجات وتعلم در مدا خلاب واخراجات هم باحسن وجه درین علم اگر غور شود البته رغبت
بسود شود والم یاتهم نباء الذين من قبلهم بهمین سبب موجب اتمام حجت است
وازهمه برتر مورث ایضاح محجه است که فانظر کیف کان عاقبة الذين اساءوا السوأی

وہم طبع غریزی با ستماع سوالف سلف کہ گاہی در مزاج ایشان عمل سلافہ در ہر سالفہ کند ولا محالہ باعث تنشیط شود ونحن نقص علیک احسن القصص بما اوحینا الیک ھذا القرآن وان کنت من قبلہ لمن الغافلین اللہ اکبر جای تفکر و تذکر ہست بلکہ موضع تدبر و تحیر ہست کہ خطاب اقدس باری تعالیٰ بآن ذات مقدس است کہ در تفکر و تذکرش و عدم غفلت و کثرت تدبرش آیہ وافی ہدایہ وما انزلنا علیک القرآن لتشقی الا تذکرۃ لمن یخشی بس ہست و در استغراقش بوصول حضوری و دوامی گزشتہ از تذکار کلامی و مرامی ہمین کفایت است کہ سماء الدنیا قلب آن حضرت ہست ونزلہ علی قلبک شاہد این مدعی بولوع در دعوت آنست مع ذلک خدا فرماید وان کنت من قبلہ لمن الغافلین ؎

غفلت از اغیار بودش فی زیار		پوستین بہر دی آمد فی بہار

سمو رتبہ تذکر باخبار خیار سلف و علو درجہ تفکر بوجوب از برائی خلف کہ حاصل قصہ خوانی و تاریخ دانی ہست ہما نا مثل حضرت رب العزت جلت عظمتہ بمثل آنحضرت واصل بقعاء مرتبہ اتصال بعد الوصول ہمین می شود کہ وان کنت من قبلہ الخ اخبار غیر از و در جائیکہ ہمہ او شدہ کجا تصور غیر کند و از کجا آن را از افراد غیر نماید معلوم است کہ از غیر خدا پیغامبر از غافلین ہست ولیکن شرف قصص دانی این ہست کہ حتی

النبی را خدا المن الغافلین از ان شمارد که کمال استغراق را بهویت دربه
دارد فامادر صورتیکه برای مثل آن مستغرق بحر وحدت و داعی لسبینه است تصور
کثرت قصص مفید باشد و چهره غفلت بخراشد بالنسبة بغیر معصوم البته معلوم است
که اکثر لزوماً وجزماً و ادنی وجوباً وحتماً خواهد بود پس باید دانست که از اخبار سوالف
هرگز هرگز نباید مخالف شد نه بلکه واجب است که به تثبیت قصص باحتیاط ابن عبر
و اخبار و سیر موالف گشت فاقتداء باشرف البریه از سیر سیر و سلوک سابقین مطلع
باشند افلا موجب عبرت و تعلیم فتوت و مروت و حمیت و غیرت خواهد بود پس نادم که بنابکه
وجود خود را دنیا عبث دانسته اند و یادگارها از اخبار سلف در زمانه بیادگار گزاشته تا توانسته اند لاسیما
اخبار بدو اسلام و اسلامیان که توحید ابطاق بلند گزاشته اند بطور مامون از مشارکت درین فن همه امم را
به هزارها قرن راه دور هشته اند این توحید بالذات للذات الی الذات کرا از امم سابقه
نصیب است که این توحید اسلامی از برای علماء ما بغایت عجیب است قال سید
الموحدین وحامی بیضة الدین وماحی الشرك والمشركین امیر المؤمنين
آنکه فرموده أنا عبدٌ من عبيد محمدٍ در توحید می فرماید مَنْ وَحَّدَهُ فَقَدْ كَيَّفَهُ وَمَنْ كَيَّفَهُ
فَقَدْ جَزَّاهُ وَمَنْ جَزَّاهُ فَقَدْ ثَنَّاهُ وَمَنْ ثَنَّاهُ فَلَمْ يُوَحِّدْهُ چه خوب می گوید آنکه فرموده
و در سفته و در راری آورده و دست آزموده است۔

كُلَّمَا قَرَّبَ فَكْرِي مِنْكَ شِبْرًا قَرَّ مِيلًا	فِيكَ يَا أُعْجُوبَةَ الدَّهْرِ غَدَا الْفِكْرُ عَلِيلًا

واقع امر ما التراب و رب الارباب پس بقاعده معقوده محمدیه بایدتمسک جست و ازین ورطه جست که علیکم بدین العجائز و بهمین فائز گشت بناء علیه اول الاسلام نفی الشرک ازان شد که قولوا لا اله الا الله تسلموا و چون توحید مسلسل بزنجیر نبوت هست که این ذات مستجمع جمیع صفات کمالیه را باید پوزش و پرستش نمود و از صفات کمالیه معنی معبودیه است به ثبوت پیوسته لبسط الاسلام و دعوت انام بکیفیاتی که از ایام منبر که آن زمان بعثت تا روز قیامت باید از حالات آن مقتدای دین و خیر المرسلین و سید صفوت رب العالمین المخاطب فادع الی ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن و پس ازان حضرت علیا منقبت که سلوک صحابه و تابعین و تابع التابعین است هم باید مستحضر شد فذالک انچه فائع نشر این شرائع و ابلاغ این ودائع بصفحه روزگار شائع و ذائع گشته معلوم باید نمود فلهذا آفرین بهمت والا نهمت نور حدقه اصالت و نور حدیقه بسالت قوت باصره شرافت و غرة ناصیه نصفت و حصافت و نبالت جناب **نواب ذوالقدر جنگ بهادر** مرزا ذوالقدر بیگ نام فرزند نواب **شمر جنگ بهادر آغا مرزا بیگ** از تواریخ عربیه و فارسیه و انگریزیه چند ورقی که بصفحه روزگار بترجمه بیادگار

گذاشته وآن را برای ترغیب مسلمانان بخصال سلف خود وسیله اقتدای
وذریعه اهتداء پیدا ساخته بنازم بآن پدر ومادری که چنین فرزند دلبند نبیه وجگربند
علما پسند فقیه برکمال انتباه مغز آگاه بلند خرگاه تربیت نموده که باوجود استغراق اوقات
درکار سرکار فیض مدار دولت آصفیه ادامها الله بخیریته که صاحب منصب عدالت
فوجداری بلده حیدرآباد فرخنده بنیاد صینت عن الفتن والفساد هستند واغلب اوقات
خود را که حصه از عمر عزیز است بفیصله مقدمات ومشاجرات ومنازعات بعبادات
ومنادات ومبارات میگذارند لیکن علت غائیه خلقت خود راهم از نظر انور دور
نکرده ونفس فطری فطرة الله التی فطر الناس علیها را در خاطر فیض نظایر نشسته
بلکه آیه کریمه وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت به فوادك
وجاءك فی هذه الحق وموعظة للمومنین بذهن خود سپرده که از علم تاریخ
تثبیت فواد ورسوخ اعتقاد صلاحیت بنیاد خواهد شد وامت را لازم است که به هدایت
نبی خود مهتدی شود فبهداهم اقتده واقتدا بسلف صالح خود نمایند که
فبهداهم اقتده وچون دیدم زحمتی بکمال اشتغال کشیده وخود را در زمره متبصرین
اسلامیین اشهد بالله گنجانیده است غیرت اسلامی بجوش آمد که بموجب خواهش آن
یگانه انفس وآفاق وصاحب علیا بالاستحقاق تقریظی نگارش رود تا آنکه غرض اصلی

از جملتش معلوم شود لذا الک این چند سطر سیاہی بر سفیدی کشیدہ کہ تا بیندگان ہم چون دیدہ او راد انستہ و دیدہ اعتبار بدیدہ اعتبار در ان نگاہی انداختہ کہ ندید آن را ندیدہ باشند و غرض اصلی مترجم بد و کلمہ منسجم و بسلک دُرِ غرر منتظم گردد و عسی اللہ ان ینفع بہ الناظرین من العابرین عن الغابرین و من الاولین والاخرین واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین وسلام علی المرسلین وصلی اللہ علی تاج الرسالۃ طوق الرسل خاتمہم - بل زینۃ لعباد اللہ کلہم وعلی الہ الطیبین وصحبہ المنتجبین والتابعین لہم باحسان الی یوم الدین وانا الداعی لدوام الدولۃ الاصفیۃ صنیت بمن خالق البریہ علی ابن ابوالحسن الموسوی الشوستری من سلطان عصرہ المجری بہ الفلک سلطان العلما ادیب الدولہ اسناد الملک

قطعہ تاریخ طبع فتح اندلس از نتیجہ فکر جناب مولوی عباس علی شریف صاحب المتخلص بہ تصور

جب کبھی آیا خیال اندلس
بڑھ گیا حد سے ملال اندلس

ذو القدر جنگ بہادر نے بغور
سر بسر لکھا ہے حال اندلس

خون بہایا تھا پسینہ کی جگہ
جب ہوا حاصل وصال اندلس

قرطبہ غرناطہ الحمرا کا قصر — تہا عیان جن سے کمال اندلس

کیسی کیسی مسجدین اور خانقاہ — جن سے تہا جاہ و جلال اندلس

کیسے کیسے باغ اور قصر بلند — کرتے تہے ظاہر کمال اندلس

کس طرح تشبیہ اوس کی ہو رقم — جب نہو ممکن مثال اندلس

جَنّٰتٌ مِن تَحتِہَا الاَنہَار کا — قول صادق تہا بحال اندلس

فوقیت رکہتے تہے وہ تہین جہاتین — لاکہہ شیرون پر غزال اندلس

فوج دشمن لاکہہ ہو ہٹتے نہ تہے — وہ قوی دل تہے رجال اندلس

ہر مکان علم و ہنر کی کان تہی — جا بجا تہا قیل و قال اندلس

حکمت و طب ہیئت و ہندسہ نجوم — انتہا پر تہا کمال اندلس

دن وہ تہے کچہہ اور تہے کچہہ وقت اور — اور تہے کچہہ ماہ و سال اندلس

اب کہان ہے وہ زمین و آسمان — کیا ہوا آخر مآل اندلس

خانہ جنگی نے ملایا خاک مین — دولت و علم و جمال اندلس

خانہ جنگی کی ہے یہہ بیّن دلیل — مہر سے روشن زوال اندلس

عبرت آخر ہے درس ما سبق — غور سے دیکہو جو حال اندلس

ہے تصور سے عیان تاریخ طبع — کارگر عبرت ہے حال اندلس

۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ طبع خلافت اندلس

از نتیجہ فکر جناب مولوی سید خوند میر صاحب غفر لہ

کیا کرین اب روایت اندلس
ہے کہانی حکایت اندلس

کیا بتائین کہ قرطبہ کیا تھا
اور کیا تھی ولایت اندلس

ایک عالم مین دھاک تھی اوس کی
تھی کچھ ایسی مہابت اندلس

شان وشوکت مین تھی کہین بڑھکر
سلطنت سے سفارت اندلس

اس کا مانے ہوئے تھے سب لوہا
تھی شجاعت شجاعت اندلس

کیسے کیسے ہوئے ہین گردن کش
حلقہ در گوش طاعت اندلس

دوستی کے تھے اس کی سب خواہان
تھی غنیمت حمایت اندلس

میہمان کے لیے کشادہ تھے
خوانہاے ضیافت اندلس

ایک عالم کو کرتا تھا شاداب
ابر جود وسخاوت اندلس

یان امیر وغریب یکسان ہین
تھا یہ حکم عدالت اندلس

ایک عالم پہ تھا ضیا افگن
آفتاب تجارت اندلس

تھی مربی علم دنیا مین
سب سے پہلے خلافت اندلس

آج تک جس پہ رشک ہے سب کو　　تہا وہ فن عمارت اندلس

کیسی کیسی ہوئی ہین ایجادین　　آفرین بر فطانت اندلس

ملک و ملت کو دن بدن ہو فروغ　　تہی یہی کرتی غایت اندلس

چمن روزگار مین گویا　　گل تہا دار الخلافت اندلس

حیف آخر فلک نہ دیکہہ سکا　　تازگی و نضارت اندلس

آگیا بس زوال مین افسوس!　　مہر برج سعادت اندلس

خاک مین مل گیا ہے اسبارا　　وہ شکوہ ایالت اندلس

ق

جس کو منظور ہو کہ گہر بیٹہے　　کیجے سیر و سیاحت اندلس

دیکہیے **ذو القدر جنگ** کی تصنیف　　نام جس کا خلافت اندلس

خوب تصویر اس کی کہینچی ہے　　خوب لکہی ہے حالت اندلس

خوب تفصیل سے بتایا ہے　　انقلاب ریاست اندلس

وہ امارت وہ شان وہ شوکت　　وہ عروج خلافت اندلس

وہ ترفع وہ دولت و حشمت　　وہ وقار و متانت اندلس

وہ فتوت وہ عظمت و جبروت　　وہ ظہور جلالت اندلس

وہ نبرد آزمائیان اوس کی　　وہ کمال شجاعت اندلس

وہ فتوحات ملکی و مالی — وہ شکوہ و صلابت اندلس
وہ قوانین اوس کے وہ آئین — وہ اصول سیاست اندلس
وہ تمدن اور اوس کا وہ اخلاق — وہ رسوم ولایت اندلس
وہ ترقی علوم مین اوس کی — وہ فروغ تجارت اندلس
وہ مقامات دلکش و دلچسپ — وہ بہار طراوت اندلس
وہ پہاڑ آبشار وہ صحرا — وہ فضا اور وہ ساحت اندلس
وہ پل و خانقاہ وہ حمام — وہ شکوہ عمارت اندلس
خاص کر قرطبہ کی وہ مسجد — وہ کمال صناعت اندلس
پھر تباہی اور اوس کی بربادی — وہ زوال خلافت اندلس
الغرض اس کتاب مین مذکور — جز سے تا کل ہے حالت اندلس
منطبع ہو گئی بحسن تمام — بے بدل جب خلافت اندلس
سال ہجری یہہ مین نے لکھا ہے — کیا چھپی ہے خلافت اندلس
۱۳۲۲ھ

ایضاً

کتاب خلافت بصد اہتمام — جو تصنیف ہے ایک ذی قدر کی
چھپی جبکہ کامل سنہ انطباع — لکھا مین نے (تاریخ کامل چھپی)
۱۳۲۲ھ

ایضاً فارسی

بشد طبع چون نسخہ بے بہا ۔۔۔ بعون خداوند جن و بشر
سنہ ہجریش گفت ہاتف بمن ۔۔۔ بگو (چاپ شد نسخہ نامور) ۱۳۲۲ھ

ایضاً

خلافت کا پہلا چھپا جبکہ حصہ ۔۔۔ بصد آب و تاب و بصد زیب و زینت
لکھا سال ہجری یہ مین فی بہا اس کا ۔۔۔ چھپا حصہ اولین خلافت ۱۳۲۲ھ



ریویو چکیدہ کلک گہر سلک محبی مخلصی مولوی سید ہمایون میرزا اسکوئر بیرسٹر ایٹلا

میرے دوست اور پیارے دوست نواب ذوالقدر جنگ بہادر
نے اپنی تالیف خلافت اندلس کی نسبت میری رائے طلب کی بظاہر تو یہ ایک
چھوٹی سی فرمایش ہے اور اوسکی تعمیل بہی آسان معلوم ہوتی ہے۔ مگر
دقت طلب امر یہ ہے کہ اگر مین اپنی رائے کا اظہار بشکل تقریظ کرون جس کا رواج
ہندمین چالیس پچاس برس سے پڑگیا ہے جس سے عموماً یہ مقصود ہوتا ہے
کہ آنکھین بند کرکے بغیر تصنیف یا تالیف دیکھے ہوئے تصنیف یا تالیف
کی مدحت نگاری کی جائے اور لکھنے والا اپنی لیاقت نظم و نثر کا اظہار کرے
تو میری دانست مین یہہ ایک فعل عبث ہے۔ مجرد ایک طویل مقفی و مسجّع
تقریظ سے کوئی تصنیف یا تالیف قابل وقعت و مفید ثابت نہین ہوسکتی۔
خصوصاً جبکہ یہ معلوم ہے کہ تقریظون مین عموماً جھوٹی تعریفون کی بھرمار ہوتی ہے
البتہ کسی تصنیف یا تالیف کی تنقید کرنا جس کا رواج زمانہ دراز سے عرب مین
چلا آتا ہے ایک بکار آمد و مفید فعل ہے بشرطیکہ تنقید کرنیوالا پوری صلاحیت و
کافی فرصت رکہتا ہو۔ خلافت اندلس ایک ضخیم کتاب ہے جس کی تنقید کرنے

کے لئے ایک تو مدید فرصت درکار ہے دوسرے اندلس کے حالات عہد خلافت کے وسیع و تازہ معلومات کی ضرورت ہے۔ تیسرے صحیح مادہ تنقید کرنے کا ہونا چاہیئے۔ مجھے ان مین سے ایک بات بھی نصیب نہین ہے بقول مولانا حالی۔

جیسا نظر آتا ہون نہ ویسا ہون مین	اور جیسا سمجھتا ہون نہ ویسا ہون مین
لپنے سے بھی ہون عیب چھپاتا اپنے	بس مجھکو ہی معلوم ہے جیسا ہون مین

ایسی حالت مین تنقید کرنا میرے لئے محالات سے ہے اسلامی دنیا مین بالعموم یہی دو طریقے استعمال مین ہین اور مین ان دونون سے قاصر ہون مگران خیالات سے لئےکہ ایک عزیز دوست نے فرمایش کی ہے وہ بھی از راہ قدردانی و محبت گستری اگر اس کی تعمیل نہ کرون تو صرف کفران نعمت ہی نہین ہے بلکہ ایک عزیز کی خاطر شکنی متصور ہے جو کسی طرح جائز نہین ہے۔ بقول خدائی سخن میر انیس مرحوم ؎

خیال خاطر احباب چاہیئے ہر دم	انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینون کو

مجھکو اپنی رائی ظاہر کرنے پر مجبور کر رکھا ہے اس لئے مین نے ان دونون طریقون کو نظر انداز کرکے انگریزی طریقہ ریویو کرنے کا اختیار کیا قبل طبع ہونیکے

مین نے ایک سرسری نظر ساری کتاب پر ڈالی۔ اس کتاب کے تین حصے ہین اور ہر حصہ چند بابون پر منقسم ہے حصہ اول مین مندرجہ ذیل تذکرے ہین۔ اسلام سے پہلے کی حالت۔ عربون کی آمد اور اون کی فتوحات کا آغاز و انجام اندلس کے تعلقات شام وافریقیہ سے والیون کا افریقیہ سے مقرر ہو کر آنا۔ عبد الرحمن بن معاویہ کا ملک شام سے بھاگ کر اندلس مین داخل ہونا۔ جنگ مصارة۔ حصہ دویم مین خلافت اندلس کی بنا کے اور خاندان بنی امیہ کے عروج و تنزل کے حالات مرقوم ہین۔ حصہ سیوم مین بیانات طوائف الملوکی کے مختلف خاندانون کا یکے بعد دیگرے اندلس پر مسلط ہونے کے۔ جنگ غرناطہ کے اور عربون کے اخراج کے مسطور ہین جس جس بادشاہ کے عہد حکومت مین جو کچھ ترقیان علوم و فنون و تمدن مین ہوئین اون کے کارنامے مناسب موقعون مین مذکور ہین کسی خاص علم یا فن مین تالیف یا تصنیف کرنیکے لیے مؤلف یا مصنف کو مخصوصہ قابلیتون کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً کسی مورخ کے لیے جس زبان مین اوس کی تالیف ہو اوس کے لٹریچر (ادب) پر اوس کو عبور رہونا چاہیے یعنی اعلی درجہ کا زبان دان ہو۔ عام معلومات کثیر اور نظر وسیع رکھتا ہو اوس قوم و ملک کے تاریخی حالات سے جہان کی تاریخ

لکھنے بیٹھا ہے کافی و محققانہ واقفیت رکھتا ہو۔ دل و دماغ اوس کا قوی اور
مذہبی تعصب سے مبرا ہو۔ اصول جمع و تدوین سے ماہر ہو۔ طبعی مناسبت
و صحیح مذاق تاریخ دانی کا ہو۔ روشن خیال و صائب الرائے ہو۔ جہانتک
مجھے معلوم ہے خلافت اندلس کے فاضل مؤلف ان تمام صفتون سے
متصف ہین۔ کتاب خلافت اندلس اردو مین لکھی گئی ہے اور مؤلف کی
مادری زبان وہ اُردو ہے جس کو تعلق دلّی کے لال قلعہ سے ہے جہانکی
ٹکسالی اور بامحاورہ اردو کی دنیا قائل ہے۔ واضح ہو کہ مؤلف کی والدہ معظمہ
خاندان تیموریہ کی ایک رکن رکین ہین پھر اون کی اُردو دانی کا کیا کہنا خصوصاً
جبکہ انہون نے زباندانی کی تحقیقات مین اپنے وقت عزیز کا کوئی حصہ صرف
بھی کیا ہو اور اُردو لٹریچر سے طبعی دلچسپی بھی رکھتے ہون ایک کیمبرج کے
ایم۔ اے کی تالیف کا اُردو مین ہونا کافی دلیل طبعی دلچسپی کی ہے تاریخ
دانی کی طرف مؤلف کا طبعی رجحان اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دارالعلوم کیمبرج
کے بی۔ اے کے ٹرائپوس مین انھون نے ہسٹری آف دی ورلڈ (تواریخ عالم)
لی تھی بعد کامیابی بھی انھون نے تواریخ کا مطالعہ چھوڑا نہین باقی صفتین ایک
مورخ کی ان مین بوجہ اعلیٰ درجہ کی مشرقی و مغربی تعلیم پانے کے اور مذاق و

مشاغل علمیہ رکھنے کے موجود ہین اور یہ صفتین صرف انکی ذات ہی تک محدود نہین ہین بلکہ ان کی تالیف زیر ریویو بھی ان صفتون سے متاثر ہوئی ہے جہان تک مجھے علم ہے اردو زبان مین ہسپانیہ کی کوئی کامل و مستقل تاریخ ابتک نہین لکھی گئی۔ ایک آدہ انگریزی زبان کی تاریخ اندلس کا ترجمہ کیا گیا ہے جو زمانہ کی موجودہ احتیاج کے لیئے کافی نہین ہے مین خلافت اندلس کے قابل مؤلف کو دل سے مبارکباد دیتا ہون کہ انہون نے اس احتیاج کو محسوس کر کے بڑی جانفشانیون اور سر دردیون سے کثیر و مفید مواد کتب عربیہ و انگلشیہ سے لیکر ایک خوش نما پھپتا ہوا زبان اُردو کا لباس پہناکر تاریخ اندلس کی ترتیب نہایت قابلانہ طریقہ سے دی ہے۔ یہ کوشش مؤلف کی نہایت بکارآمد و قابل قدر ہے۔ ایک یورپین مدبر کا قول ہے کہ ہم لوگ اپنے اسلاف کی عظمت و شاندار سرگزشتون سے اپنی آنیوالی حالت درست کر سکتے ہین۔ اگر مسلمان اپنے اسلاف کے کارنامون کو پڑھکر ذرا غیرت و ہمت سے کام لین تو کیا کچھ نہین کر سکتے ہین۔ تاریخ خلافت اندلس مین ان باعظمت اسلاف کے کارنامے ہین جو صفحہ ہستی پر ہمیشہ قابل قدر سمجھے گئے اور سمجھے جاینگے۔ ان کے قابل قدر ہونیکی ایک چھوٹی سی دلیل یہ ہے کہ ان کے دشمن بھی بغیر

سے اپنے نذرہ سکے پروفیسر توسورتھ اسمتھ اپنی تصنیف محمد اور اسلام مین اندلس کے عربون کے متعلق یون رطب اللسان ہے ” ہسپانیہ کی مشعل تعلیم و تعلم نے جاہل و تاریک یورپ کو صدیون منور کر رکھا تہا وغیرہ وغیرہ“ مورس اسٹیفنس تاریخ پرتگال مین اندلس کے عربون کا اس طرح ثنا خوان ہے ”اگرچہ عرب عموماً حرارت و تعصب مذہبی کی وجہ سے مجنون بنے ہوئے تہے لیکن اندلس کے بنی اُمیّہ عرب نہایت روشن خیال حکمران تہے جن کی صابر و متحمل حکومت مین ممالک پرتگال و ہسپانیہ ویسے ہی شاد و آباد تہے جیسے زیر حکومت شاہنشاہان روما علاوہ ان کے متعدد یورپین مصنفون اور مؤلفون نے مثل گبن و واشنگٹن آرونگ و اسٹنلی لین پول و گلمین و پرسکوٹ وغیرہ نے صفحے کے صفحے اندلس کے عربون کی مدح سرائیون مین سیاہ کر ڈالے ہین ایسے باعظمت و لائق فخر لوگون کے تذکرے سے خلافت اندلس کے مؤلف نے پبلک کے سامنے پیش کئے ہین مجہے امید ہے کہ پبلک اس تالیف سے مستفید ہوگی تاکہ مؤلف کی محنت ٹہکانے لگے اور دوسرے کا ایسے کام کیلئے دل بڑہے فقط

سٹرک کنٹہ گوشہ محل حیدرآباد دکن

محررہ ۲۷ تیر ۱۳۱۴ف

الراقم

سید ہمایون میرزا